
عمران سیریز
مشن سی ورلڈ
ارشاد العصر جعفری

عمران سیریز نمبر 33

مشن سی ورلڈ

ارشادالعصر جعفری

علی عمران اور زیرولینڈ کے ایجنٹوں کا یادگار سمندری ایڈونچر

ارشادالعصر جعفری پبلی کیشنز۔ مظفرگڑھ
سیل فون ۔ 03008683623



پیش لفظ

محترم قارئین اسلام علیکم! امید ہے آپ سب خیریت سے ہونگے۔ محترم قارئین میں آپ کے لیے آج ایک نئے موضوع کا ناول لایا ہوں جس کا نام ''مشن سی ورلڈ،، ہے اور مجھے امید ہے کہ یہ ناول آپ کے ذوق کے عین مطابق ہوگا۔ محترم یہ ناول سمندر کی حدود میں لکھا گیا ہے جہاں عمران اور اس کی ٹیم کو گریٹ لینڈ میں اسرائیل کی ایک خفیہ لیباٹری کو ٹریس کرنا ہوتا ہے۔

آپ حیران ہونگے کہ گریٹ لینڈ میں اسرائیل کی خفیہ لیباٹری کا کیا کام وہ بھی گریٹ لینڈ کی سمندری حدود میں تو محترم آپ سب جانتے ہیں کہ یہودی قوم اول تو مسلمانوں کی بدترین دشمن ہے اور سب اسلامی ممالک ترقی کرتے اسے اچھے نہیں لگتے۔ گو کہ دنیا میں یہودیوں کا باقائدہ حکومت کا ایک ہی ملک اسرائیل ہے لیکن سپر پاور ایکریمیا میں اس کا مکمل ہولڈ ہے۔ ایکریمیا کی آبادی بتیس کروڑ ہے اور اس میں صرف بہتر لاکھ یہودی ہیں لیکن ایکریمیا کا جتنا کاروبار ہے ان سب پر یہودیوں کا کنٹرول ہے اس لیے نا چاہتے ہوئے بھی ایکریمیا کے کرسچن یہودیوں کے آگے بے بس ہیں کیونکہ اگر یہودی ایکریمیا سے اپنا کاروبار اٹھالیں تو ایکریمیا دیوالیہ ہو جائے۔

یہودیوں نے اپنے کاروبار کی وجہ سے پوری دنیا کے کاروبار کو بھی اپنے کنٹرول

میں لیا ہوا ہے۔اس ناول میں اسرائیل کے یہودی پوری دنیا پر اپنا تسلط حاصل کرنے کے لیے ایک بہت ہی خفیہ پروجیکٹ لگاتے ہیں جس کی کامیابی پر وہ واقعی پوری دنیا پر کنٹرول حاصل کر سکتے تھے لیکن عمران کو جیسے ہی اس کی خبر ملتی ہے اور اپنے ساتھیوں سمیت گریٹ لینڈ کے سمندری حدود کا رخ کرتا ہے اور پھر ہنگامے شروع ہو جاتے ہیں۔اس ناول میں زیرو لیڈ کے دو معروف ہرکارے فنچ اور نانوتا بھی آپ کو ناول میں ان ایکشن نظر آئیں گے۔ناول کیسا ہے یہ تو پڑھنے کے بعد آپ نے مجھے بتانا ہے۔میں نے بہت محنت کی ہے اور جوزف بھی اس ناول میں آپ کو اپنے پورے جوبن پر نظر آئے گا۔

مجھے امید ہے آپ کو یہ ناول بہت پسند آئے گا۔ناول پڑھنے کے بعد اپنی آراء سے متلا کیجئے گا۔

آپ کی محبتوں کا طلبگار ارشاد العصر جعفری

’’سلیمان ناشتے کے خالی برتن اٹھا ہی رہا تھا کہ ڈور بیل کی آواز سنائی دی۔ڈور بیل کی آواز سن کر سلیمان کے چہرے کے تاثرات بدل گئے۔اس نے عمران کی طرف دیکھا لیکن عمران اخبار میں ایسے گم تھا جیسے اس نے بیل کی آواز سنی ہی نہ ہو۔

’’صاحب۔صبح صبح نجانے کون آٹپکا ہے لیکن میں بتائے دیتا ہوں کہ کچن کھانے پینے کی اشیاء سے اس طرح خالی ہے جیسے ہمارے سرکاری دفاتر کے اہلکار اخلاق سے‘‘......سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن عمران نے کوئی ردعمل ظاہر نہ کیا۔وہ ایسے ہی بیٹھا جیسے اس نے سلیمان کی بات سنی ہی نہ ہو۔

’’سچ کہتے ہیں کہ بڑھاپے میں سماعت بھی جواب دے جاتی ہے‘‘......سلیمان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ ناشتے کے خالی برتن اٹھائے کمرے سے باہر چلا گیا جبکہ بیل اس دوران تیسری بار بجی تھی۔

’’آرہا ہوں۔آرہا ہوں۔بیل بجا بجا کر بجلی خرچ کئے جارہے ہو۔پتا بھی ہے کہ بجلی کے ریٹ زمین کی حدود سے نکل کر آسمانوں کو چھو رہے ہیں‘‘......سلیمان کی تیز آواز سنائی دی اور پھر چند لمحوں بعد بیرونی دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔

''کون ہو بھئی تم''......دروازہ کھلنے کی آواز کے ساتھ ہی سلیمان کی تیز آواز بھی سنائی دی۔

''جناب۔میں ضرورت مند ہوں اور مجھے علی عمران صاحب سے ملنا ہے''...... عمران کو ایک دھیمی آواز سنائی دی۔

''صاحب میری تنخواہیں نہیں دے سکتے۔تمہاری ضرورت کیا پوری کریں گے''......سلیمان کی جلی کٹی آواز سنائی دی تو عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''میں روپے پیسے کا ضرورت مند نہیں ہوں جناب۔آپ مہربانی فرما کر مجھے علی عمران صاحب سے ملوا دیں''......وہی دھیمی آواز سنائی دی۔آواز عمران کے لئے نئی تھی اس لئے وہ نہیں جان سکا تھا کہ آنے والا کون ہے۔

''اچھا۔چلو آؤ''......سلیمان کی آواز سنائی دی اور پھر چند لمحوں بعد سٹنگ روم کا دروازہ کھلا اور سلیمان ایک دیہاتی ٹائپ آدمی کے ساتھ اندر داخل ہوا۔عمران نے اسے گہری نظروں سے دیکھا۔عمران نے اس سے قبل اس آدمی کو پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔اس آدمی نے عمران کو سلام کیا اور ادب سے کھڑا ہو گیا۔

''صاحب۔میں دیکھتا ہوں۔شاید کچن کے کسی خفیہ کونے سے چائے کی پتی اور دودھ چینی نکل آئے''......سلیمان نے کہا اور پھر وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔

''بیٹھیں جناب''......عمران نے اس دیہاتی سے کہا تو وہ عمران کے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا۔

''شکریہ جناب۔کیا آپ ہی علی عمران ایم ایس سی۔ڈی ایس سی (آکسن) ہیں''......دیہاتی نے کہا۔

''عمران تو ہوں لیکن یہ ایم ایس سی۔ڈی ایس سی (آکسن) کیا ہوتا ہے''...... عمران نے کہا۔وہ دیہاتی اپنی وضع قطع سے تو بالکل ان پڑھ لگ رہا تھا۔لیکن ڈگریوں کا ذکر اس نے ایسے کیا تھا جیسے وہ ان ڈگریوں کے بارے میں اچھی طرح جانتا ہو۔عمران کی بات سن کر اس دیہاتی کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آ گئی۔

''جناب۔اس کا مطلب ہے آپ نے دنیا کی مشہور یونیورسٹی آکسفورڈ سے

سائنس میں ڈاکٹریٹ کی ہوئی ہے۔آپ مجھے اتنا دیہاتی بھی نہ سمجھیں‘‘...... دیہاتی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’ٹھیک ہے جناب۔میں آپ کو اتنا کیا جتنا دیہاتی بھی نہیں سمجھتا‘‘......عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔اسی لمحے سلیمان ایک چھوٹی ٹرے میں چائے کی دو پیالیاں رکھے کمرے میں داخل ہوا۔اس نے ٹرے ٹیبل پر رکھی اور پھر واپس چلا گیا۔

’’جتنا دیہاتی تو میں ہوں اور خیر سے جتنا بھی دیہاتی ہوں لیکن چائے کی خوشبو سے میں بتا سکتا ہوں کہ یہ کینیا کے مشہور ریڈ گارڈن کی چائے ہے‘‘......دیہاتی نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

’’ٹھیک ہے جناب۔میں نے مان لیا کہ آپ دیہاتی ہیں۔اب آپ اپنا تعارف بھی کرا دیں‘‘......عمران نے کہا۔اس آدمی کی باتوں سے عمران اتنا جان ہی گیا تھا کہ یہ آدمی جو نظر آ رہا ہے، وہ نہیں ہے۔

’’میرا نام براؤڈے ہے‘‘......اس آدمی نے عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

’’جبکہ ہونا براؤنائٹ تھا‘‘......عمران نے سنجیدگی سے کہا۔کیونکہ عمران کو اس کی باتوں سے پہلے ہی اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ آدمی دیہاتی نہیں ہے اس لئے اس کا نام سن کر عمران کو کوئی حیرت نہیں ہوئی تھی۔

’’میرا خیال ہے کہ جب میں بوڑھا ہو جاؤں گا تو پھر براؤنائٹ ہو جاؤں گا‘‘...... براؤڈے نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس کے جواب پر عمران کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔

’’ہونہہ۔یہ بھی ٹھیک ہے۔چلیں اب آپ اپنا مکمل تعارف بھی کرا دیں اور اپنے آنے کا مقصد بھی بتا دیں‘‘......عمران نے کہا۔

’’میں ایکریمیا سے آیا ہوں اور ایکریمی ڈیفنس سیکرٹری سر جان کینڈل کا پی اے ہوں‘‘...... براؤڈے نے اتنا کہا اور خاموش ہو گیا۔عمران نے صرف اثبات کے انداز میں سر ہلایا۔

’’میں اپنے آفس سے چھٹی لے کر اپنے گاؤں گیا۔ گاؤں میں، میں نے کالی نسل کا میک اپ کیا اور نہایت ہی خفیہ طور پر گاؤں سے نکل کر ائیر پورٹ پہنچا۔ وہاں سے گریٹ لینڈ، گریٹ لینڈ میں میک اپ تبدیل کیا۔ پھر گریٹ لینڈ سے پاکیشیا آیا اور پاکیشیا آ کر میں نے پاکیشیا کے ایک دیہاتی کا میک اپ کیا اور تم سے ملنے چلا آیا۔ میں میک اپ کرنے کا کتنا ماہر ہوں اس کا اندازہ تم نے لگا لیا ہو گا اور یہ فن میک اپ میں نے اس وقت سیکھا تھا جب میں ایکریمی ایجنسی بلیک سٹون میں تھا‘‘...... براؤڈے نے اتنا کہا اور ایک بار پھر خاموش ہو کر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

’’بولتے رہو۔ میں سن رہا ہوں بلکہ بہت غور سے سن رہا ہوں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’اتنی احتیاط کا مقصد یہی تھا کہ میرا یہ ٹور اس قدر سیکرٹ ہو کہ کسی کو بھی یہ معلوم نہ ہو کہ میں تم سے ملا ہوں اور مجھے سو فیصد یقین ہے کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب رہا ہوں۔ بہرحال اب میں تفصیل کی طرف آتا ہوں۔ یہ احتیاط ہم نے اس لئے کی کہ ہمارے اردگرد، ہر جگہ اسرائیلی ایجنٹ موجود ہیں جو ہر وقت ہم پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔ ایکریمیا ساری دنیا کی ناراضگی مول لے سکتا ہے لیکن اسرائیل کو ناراض کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا کیونکہ اسرائیلی، ایکریمیا کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہودی سرمایہ کاروں کی وجہ سے ہی ایکریمیا کی معیشت کا پہیہ رواں دواں ہے۔ یہودی ہم پر حاوی ہو چکے ہیں۔ ایکریمیا کے اہم فیصلے یہودی ہی کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا اسرائیل کے خلاف مظاہروں میں مصروف ہوتی ہے اور ایکریمیا، اسرائیل کی حمایت کر رہا ہوتا ہے۔ یہودی ہم میں اتنے گھل مل گئے ہیں کہ لاتعداد یہودی، عیسائی کے روپ میں ہماری اہم پوسٹوں پر فائز ہیں، ہم انہیں ہلا بھی نہیں سکتے۔ مجھے اعتراف ہے کہ اسرائیلی سیکرٹ ایجنسیاں بھی ایکریمی ایجنسیوں سے کہیں آگے نکل چکی ہیں۔ ایکریمی ایجنسیوں میں بھی کئی اسرائیلی سیکرٹ ایجنٹ موجود ہیں جو ڈبل ایجنٹ کا کام کر رہے ہیں۔ بس یوں سمجھ

لیں کہ ہم یہودیوں کے سامنے بے بس ہو چکے ہیں۔ ہم ایکریمی جو دنیا بھر کو اپنے اشاروں پر نچا رہے ہیں۔ ہم خود اسرائیلی اشاروں پر ناچ رہے ہیں''...... براؤ ڈے نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ پھر وہ خاموش ہوا اور اس نے ٹیبل پر رکھے ہوئے پانی کے جگ کی طرف ہاتھ بڑھایا اور گلاس میں پانی ڈالنے لگا۔

''اس وقت مجھے وہسکی کی طلب ہو رہی تھی لیکن میں جانتا ہوں کہ تم وہسکی نہیں پیتے اور چونکہ تمہارے مذہب میں یہ حرام ہے اس لئے تم مجھے پلانا پسند بھی نہیں کرو گے۔ اس لئے میں پانی پی لیتا ہوں اور اگر تمہارے ملازم کو ناگوار نہ گزرے تو مجھے ایک کپ ہاٹ کافی کا بنوا دو''...... براؤ ڈے نے کہا اور پھر اس نے پانی کا گلاس منہ سے لگا لیا۔

''سلیمان''......عمران نے سنجیدہ لہجے میں آواز دی تو سلیمان فوراً ہی حاضر ہو گیا۔

''جی صاحب''......سلیمان نے بھی سنجیدہ اور مؤدبانہ لہجے میں کہا تو براؤ ڈے نے حیرت سے اسے دیکھا۔

''ہاٹ کافی بنا لاؤ''......عمران نے بدستور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''جی صاحب''......سلیمان نے کہا اور پھر وہ کمرے سے باہر چلا گیا جبکہ براؤ ڈے نے گلاس ٹیبل پر رکھا۔

''جس طرح دنیا تمہیں نہیں سمجھ سکی اسی طرح تمہارے ملازم کو بھی نہیں سمجھ سکے گی۔ تم دونوں ہی عجیب و غریب ہو۔ میرے بس میں ہو تو تمہیں ایکریمیا کے تاریخی عجائب گھر میں رکھوا دوں''...... براؤ ڈے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ ابھی تمہاری بات مکمل نہیں ہوئی''......عمران نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میری بات ابھی مکمل نہیں ہوئی۔ میں بات کر رہا تھا یہودیوں کی۔ عمران، اس وقت ایکریمیا اور اسرائیل یک جان دو قالب نظر آتے ہیں اور اسرائیلیوں، عیسائیوں میں بہت اتفاق و اتحاد بھی نظر آتا ہے لیکن اگر ہم گزشتہ تاریخ

کو دیکھیں تو یہ دونوں قومیں ایک دوسرے کی مخالف ہیں اور یہ بات تم بھی جانتے ہو کہ یہودی کسی کے دوست نہیں ہو سکتے۔ یہ تو وہ قوم ہے جس نے انبیاءؑ کو شہید کیا۔ یہودی، کرسچین علماء کے مطابق اور کتابوں کے مطابق بھی ان دونوں قوموں میں جنگیں ہونی ہیں۔ یہاں تک کہ اگر کوئی یہودی پتھر کے پیچھے بھی چھپا ہوگا تو پتھر بھی بول پڑے گا کہ میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے۔ یہ ایسی قوم ہے جب اس قوم نے انبیاءؑ کو نہیں چھوڑا تو یہ اپنے محسن کے احسان کو بھلا کہاں یاد رکھتی ہے۔ ہم کرسچین ان کے محسن ہیں۔ گریٹ لینڈ نے اسرائیل کے قیام میں اہم کردار ادا کیا ورنہ تو اس قوم کے پاس کوئی ملک بھی نہیں تھا۔ پھر اس قوم کو مضبوط بنانے میں ایکریمیا کا کردار بہت اہم ہے''...... براؤڈے نے ایک بار پھر مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ اس کی زبان کو بریک اس وقت لگی جب سلیمان ہاٹ کافی بنا کر لے آیا۔ سلیمان نے خاموشی کے ساتھ ہاٹ کافی کے مگ ٹیبل پر رکھے اور پھر واپس چلا گیا۔

''شکریہ''...... براؤڈے نے کہا اور پھر اس نے ہاٹ کافی کا مگ اٹھا لیا۔

''بلاشبہ اسرائیل نے سائنس میں بھی بے مثال ترقی کی ہے''...... براؤڈے نے مگ ہونٹوں سے لگاتے ہوئے کہا۔

''اور اس سائنسی ترقی میں بھی اس کی بھرپور مدد کی ہے ایکریمیا اور گریٹ لینڈ نے۔ اور ہمیں اطلاع ملی ہے کہ اسرائیل نے سمندر میں ایک لیبارٹری بنائی ہے جس میں اس کے سائنس دان ایسا ہتھیار بنا رہے ہیں جس سے وہ پوری دنیا کو تباہ کر سکتی ہے۔ مسلمانوں کا تو وہ دشمن ہے ہی، اس کا ارادہ ہے کہ وہ مسلم ممالک کے ساتھ ساتھ ایکریمیا اور گریٹ لینڈ کو بھی نشانہ بنائے، یہودی علما نے اسرائیلی حکومت سے یہ کہا ہے کہ وہ ایکریمیا اور گریٹ لینڈ کو اس طرح تباہ کر دیں کہ آئندہ ایک ہزار سال تک بھی یہ ملک سر اٹھانے کے قابل نہ رہیں اور یہودیوں و عیسائیوں کی جس جنگ کی پیشن گوئی ہے جس میں عیسائیوں نے غالب آنا ہے۔ اس جنگ کی نوبت ہی نہ آ سکے۔ ایکریمیا اور گریٹ لینڈ کے ساتھ ساتھ طاقتور مسلمان ملکوں کو بھی تباہ کر دیا جائے تاکہ مسلمان بھی یہودیوں کے خلاف کچھ نہ کر سکیں اور طاقتور

مسلمان ملکوں میں سرفہرست تو پاکیشیا ہی ہے۔ یوں اسرائیل کی اس سمندری لیبارٹری سے پاکیشیا کو بھی شدید خطرہ ہے“...... براؤڈے نے ہاٹ کافی سپ کرنے کے دوران کہا۔

”سمندر میں لیبارٹری“...... براؤڈے کے خاموش ہونے پر عمران نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اسرائیل نے سمندر میں ہی لیبارٹری بنائی ہے۔ کیسے بنائی ہے یہ ابھی ہمیں نہیں معلوم۔ مختلف اوقات میں ہمارے چار ایجنٹوں نے اسے ٹریس کرنے کی کوشش کی ہے لیکن ان چاروں کو ہی حادثاتی موت کا شکار ہونا پڑا ہے اور میں اس بات کا اعتراف کر چکا ہوں کہ ہمارے اندر اسرائیلی موجود ہیں اور ہم میں ان کی جڑیں اتنی پھیل چکی ہیں کہ ہماری کوئی بات ان سے خفیہ نہیں رہ سکتی۔ وہ ہمارے ایک ایک آدمی پر نظر رکھتے ہیں۔ ان کے خلاف ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں۔ اگر ہم ثبوت کے بغیر کوئی بات کرتے ہیں تو ہمارے مفادات کو شدید نقصان پہنچ سکتا ہے۔ ہمیں اپنے مفادات بھی عزیز ہیں اور ہم اس لیبارٹری کی تباہی بھی چاہتے ہیں جو پاکیشیا، گریٹ لینڈ کے ساتھ ساتھ ایکریمیا کے لئے بھی خطرہ ہے“...... براؤڈے نے کہا۔

”لیبارٹری کی تفصیلات کیا ہیں“...... عمران نے پوچھا۔

”تفصیلات حاصل نہیں ہو پائیں۔ میں نے بتایا ہے کہ ہمارے چار ٹاپ ایجنٹ اس سلسلے میں ہلاک ہو چکے ہیں۔ ہم مزید ایجنٹ بھیجیں گے تو ان کے ساتھ بھی یہی ہو سکتا ہے اس لئے سر جان کینڈل نے فیصلہ کیا کہ اس لیبارٹری کے بارے میں تمہیں بتایا جائے۔ تم اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ہی اس لیبارٹری کو ٹریس کر سکتی ہے اور اسے تباہ بھی کر سکتی ہے۔ ہمارے اندر جو یہودی ایجنٹ ہیں وہ ہمیں کامیاب نہیں ہونے دیں گے“...... براؤڈے نے کہا۔

”ہونہہ۔ تمہاری تمام باتوں سے میں ان نتیجے پر پہنچا ہوں کہ یہ تمہارا اور یہودیوں کا آپس کا معاملہ ہے اور تمہارے آپس کے مسئلے پر ہمیں پا دخل انداز نہیں

بننا چاہئے“ ......عمران نے کہا۔

”نہیں ۔ یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔اس بات کو سارا عالم اسلام جانتا ہے کہ یہودی مسلمانوں کے ہی سب سے بڑے دشمن ہیں اور پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ یہودی جو ہتھیار ایکریمیا، گریٹ لینڈ اور دیگر ممالک پر استعمال کریں گے وہ مسلمان ممالک پر نہیں کریں گے“ ...... براؤ ڈے نے کہا۔

”پھر یہ مسئلہ تو دنیا بھر کا ہے نا۔ دنیا بھر کے ممالک کو مل کر یہ مسئلہ حل کرنا چاہئے“ ......عمران نے کہا۔

”اسرائیل کے اس پراجیکٹ کی خبر کسی کو بھی نہیں ہے۔ چند ایکریمی حکام کو اس کی اڑتی اڑتی خبر ملی ہے جس کے نتیجے میں سر جان کینڈل نے ایجنٹ بھی متحرک کئے لیکن وہ ایجنٹ حادثوں کا شکار ہو گئے ۔ ہمارے پاس اس لیبارٹری یا اسرائیل کے اس پراجیکٹ کا کوئی معمولی سا ثبوت بھی نہیں ہے۔ بغیر ثبوت کے ہم نہ اسرائیل سے بات کر سکتے ہیں اور نہ ہی کسی اور ملک سے۔ تم سر جان کینڈل کو نہ صرف انکل کہتے ہو بلکہ سمجھتے بھی ہو اس لئے کافی سوچ و بچار کے بعد انہوں نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ اسرائیل کے اس گھناؤنے منصوبے کو تم تک پہنچایا جائے۔ اگر تم اس منصوبے کے خلاف حرکت میں آ گئے تو پھر یقیناً یہ منصوبہ خاک میں مل جائے گا۔ تم پہلے بھی اسرائیل کے لاتعداد منصوبوں کو خاک میں ملا چکے ہو“ ...... براؤ ڈے نے ایک بار پھر طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

”یعنی انکل اپنے بھتیجے کو قربانی کا بکرا بنانا چاہتا ہے“ ......عمران نے اس مرتبہ مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں ۔ سر جان کینڈل تمہاری صلاحیتوں سے اچھی طرح واقف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی کوشش ہوتی ہے کہ ایکریمیا کی کوئی ایجنسی پاکیشیا کے خلاف کوئی مشن لے کر یہاں نہ آئے اور نہ ہی ایکریمیا میں کوئی ایسا منصوبہ بنایا جائے جس سے تمہارے حرکت میں آنے کا اندیشہ ہو۔ سر جان کینڈل نہ صرف خود کو تمہارا انکل سمجھتے ہیں بلکہ وہ تمہارے زبردست مداح بھی ہیں“ ...... براؤ ڈے نے کہا۔

''یہ بتاؤ کیا ایکریمیا میں مکھن سستا ملتا ہے''......عمران نے براؤڈے کو آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔
''نہیں نہیں۔ میں نے تمہیں مکھن نہیں لگایا''...... براؤڈے نے ہنستے ہوئے کہا۔
''براؤڈے۔تم یہ بات جانتے ہو کہ پرائی آگ میں کودنا بے وقوفی ہوتی ہے اور ہم بے وقوف نہیں ہیں۔ جہاں تک سر جان کینڈل کی بات ہے میں ان کی عزت کرتا ہوں اور ان کا حکم سر آنکھوں پر لیکن وہ بھی جانتے ہیں کہ کسی بھی معاملے پر میری پوزیشن صفر ہوتی ہے۔تمام احکامات اور فیصلے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کے ہوتے ہیں۔ میں یہ باتیں اپنے چیف ایکسٹو سے کہہ دوں گا وہ اپنے طور پر تحقیقات کرائیں گے اور اگر اسرائیل کا کوئی ایسا منصوبہ ہوا جو ایکریمیا گریٹ لینڈ کے ساتھ ساتھ عالم اسلام کے لئے بھی خطرہ ہوا تو پھر اسرائیل کا یہ منصوبہ یقیناً خاک میں مل جائے گا اور اگر یہ صرف تمہاری خام خیالی ہوئی یا یہ منصوبہ گریٹ لینڈ یا ایکریمیا کے خلاف ہوا تو پھر میری معذرت۔ چیف مجھے کبھی بھی اجازت نہیں دے گا''......عمران نے دوٹوک لہجے میں کہا۔
''میں مطمئن ہوں اور مجھے یقین ہے کہ تم اپنی ٹیم کے ساتھ ضرور حرکت میں آؤ گے۔ کیونکہ اسرائیل نے سمندر میں جو لیبارٹری بنائی ہے وہ پوری دنیا کے لئے ہی خطرہ ہے اور اس خطرے کی زد میں سب سے پہلے مسلم ممالک ہی آسکتے ہیں۔او کے گڈ بائی''...... براؤڈے نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔اس نے عمران سے مصافحہ کیا اور اس کے بعد کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا جبکہ عمران ساکت حالت میں صوفے پر بیٹھا رہا۔وہ چار پانچ منٹ اسی حالت میں بیٹھا رہا پھر اٹھ کر وارڈ روب کی طرف بڑھ گیا۔وارڈ روب سے باہر آیا تو لباس تبدیل کر چکا تھا۔
''سلیمان۔میں دانش منزل جارہا ہوں''......عمران نے بلند آواز میں کہا اور پھر چند منٹوں بعد اس کی سرخ سپورٹس کار دانش منزل کی طرف بڑھ رہی تھی۔کافی دنوں سے سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہیں تھا۔اس لئے عمران دانش منزل بھی

نہیں آیا تھا اور نہ ہی اس نے بلیک زیرو کو فون کیا تھا۔ وہ دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ رسمی سلام دعا کے بعد عمران اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا اور بلیک زیرو اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''عمران صاحب۔ آپ نے بڑے دنوں بعد دانش منزل کا چکر لگایا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''دانش منزل میں رہنے سے دانش میں اضافہ ہوتا ہے اور میں نہیں چاہتا کہ میری دانش میں اضافہ ہو''...... عمران نے کہا۔

''کیوں سر''...... بلیک زیرو نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''تم نے سنا ہی ہو گا کہ عقل نہیں تے موجاں ای موجاں نیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ یہ فرمان ہے کس کا''...... بلیک زیرو نے بھی اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

''قسم لے لو۔ یہ فرمان میرا ہرگز نہیں ہے''...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو بلیک نے زیرو قہقہہ لگایا۔

''اچھا سر۔ آپ بیٹھیں میں آپ کے لئے چائے بنا کر لاتا ہوں''...... قہقہے کے بعد بلیک زیرو نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گیا۔ جبکہ عمران نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبرز پریس کرنے لگا۔

''یس جیگراڈ اسپیکنگ''...... رابطہ ملنے پر دوسری طرف سے بھاری آواز سنائی دی۔ جیگراڈ، اسرائیل میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا فارن ایجنٹ تھا۔ عمران نے اس کے خصوصی سیل فون کا نمبر ملایا تھا۔ یہ سیل فون پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ذاتی نیٹ وارک کا تھا جو عمران نے سرداور کے ساتھ مل کر خود تیار کیا تھا اور یہ انتہائی محفوظ نمبر تھا۔

''ایکسٹو''...... عمران نے ایکسٹو کی مخصوص آواز میں کہا۔

''یس سر۔ حکم سر'' ......ایکسٹو کی آواز سن کر جیگر اڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''جیگر اڈ۔ مجھ تک اطلاع پہنچی ہے کہ اسرائیل نے کہیں سمندر میں سیکرٹ لیبارٹری قائم کی ہے جہاں وہ کوئی ایسا ہتھیار بنا رہا ہے جس کی زد میں نہ صرف مسلم ممالک آسکتے ہیں بلکہ ایکریمیا اور گریٹ لینڈ سمیت دنیا کے کئی ممالک اس کے نشانے پر ہوں گے۔ تم نے اس لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں'' ......عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں جیگر اڈ کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے چیف۔ میں معلومات حاصل کر کے آپ کو کال بیک کرتا ہوں'' ...... جیگر اڈ نے کہا تو عمران نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اسی لمحے بلیک زیرو چائے بنا کر لے آیا۔ اس نے ایک کپ عمران کے سامنے اور دوسرا اپنے لئے اپنی کرسی کے سامنے ٹیبل پر رکھ دیا۔

''تم نے تو کہا تھا کہ میں آپ کے لئے چائے بنا کر لاتا ہوں۔ اب تم اپنے لئے بھی بنا لائے ہو'' ......عمران نے کہا۔

''سر۔ آپ کے بہانے میں بھی پی لیتا ہوں'' ...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یعنی اب تمہیں بہانے بنانے بھی آ گئے ہیں'' ......عمران نے اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

''آپ کی محبت میں رہ کر انسان ہر فن مولا ہو سکتا ہے'' ...... بلیک زیرو نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے اپنے سر پر ہاتھ پھیرا اور پھر اس نے چائے کا کپ اٹھا لیا۔

''عمران صاحب۔ آپ نے کس کو کال کی ہے'' ...... بلیک زیرو نے بھی کپ اٹھاتے ہوئے کہا۔

''جیگر اڈ کو'' ......عمران نے مختصراً جواب دیا۔

''اوہ۔ کیا اسرائیل نے پھر کوئی سازش تیار کی ہے'' ...... بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ابھی کچھ کہہ نہیں سکتا'' ......عمران نے کہا اور پھر اس نے براؤڈے سے ملاقات کی تفصیل بتا دی۔

''ہونہہ۔تو اب اسرائیل مسلمانوں کے ساتھ ساتھ اپنے محسنوں کو بھی ڈسنے کی تیاری کر رہا ہے'' ...... بلیک زیرو نے کہا۔

''جس قوم نے انبیاء کو شہید کیا ہو وہ بھلا کسی کی دوست کیسے ہو سکتی ہے''...... عمران نے طنزاً کہا۔

''جی آپ بالکل صحیح کہہ رہے ہیں۔اچھا یہ بتایئے کہ اگر اسرائیل نے سمندر میں کہیں لیبارٹری بنائی ہوئی ہے تو کیا آپ اسے تباہ کرنے کے لئے جائیں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اس سے پہلے کہ سانپ سر اٹھائے اس کا سر کچل دینا چاہئے''......عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔یہ بات بھی درست ہے کہ اسرائیل سے ایکریمیا، گریٹ لینڈ وغیرہ کو خطرہ ہو نہ ہو لیکن مسلمانوں کو خطرہ ضرور ہو گا۔لہذا اس لیبارٹری کو ٹریس بھی ہونا چاہئے اور اس میں کیا کچھ تیار ہو رہا ہے اس کے بارے میں بھی معلومات ملنی چاہئیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اسی لئے تو میں نے جیگراڈ کی ڈیوٹی لگا دی ہے۔وہ کافی تیز ایجنٹ ہے۔مجھے امید ہے کہ وہ معلومات حاصل کر لے گا''......عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا۔اسی طرح باتیں کرتے ہوئے دو گھنٹے گزر گئے۔بلیک زیرو نے وال کلاک کی طرف دیکھا۔

''عمران صاحب۔جیگراڈ کو فون کئے دو گھنٹے گزر چکے ہیں۔اب تک اسے فون کر لینا چاہئے تھا''...... بلیک زیرو نے ٹائم دیکھنے کے بعد کہا۔

''اسرائیل کا یہ پراجیکٹ ٹاپ سیکرٹ ہے۔اسی لئے تو ایکریمی ایجنٹ بھی اس کے بارے میں نہیں جان سکے۔جیگراڈ کو بھی دقت پیش آ رہی ہو گی لیکن تم فکر نہ کرو اس کا فون آ جائے گا''......عمران نے اسے تسلی دینے والے انداز میں کہا لیکن پھر

اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کوئی بات کہتا انہیں ہلکی سی ٹک ٹک کی آواز سنائی دی اور یہ آواز سنتے ہی دونوں بری طرح چونک پڑے۔عمران کے ہاتھ تیزی سے کمپیوٹر کے ''کی''بورڈ کی طرف بڑھے اور پھر اس کی انگلیاں ''کی''بورڈ کے بٹن پریس کرنے لگیں۔

اوہ۔جیگراڈ کا نمبر ڈیڈ ہو گیا ہے''......عمران نے کمپیوٹر سکرین کو دیکھتے ہوئے کہا۔سیل فون کا ان کا اپنا سپیشل نیٹ ورک تھا جو عمران نے سرداور کے ساتھ مل کر تیار کیا تھا۔سیل فون سیٹ میں میموری کارڈ کی بجائے یہ اپنا کارڈ لگاتے تھے اور یہ سیٹ جس کے پاس ہوتا تھا اس کی دماغی لہروں سے اٹیچ ہوتا تھا۔اگر سیل فون سیٹ نمبر اونر سے دور ہوتا یا نمبر اونر بے ہوش ہو جاتا تو سیٹ عارضی طور پر آف ہو جاتا تھا۔اس سے یہ ہوتا تھا کہ اگر سیل فون سیٹ کسی اور کے ہاتھ لگ جاتا تھا تو وہ اسے چیک نہیں کر سکتا تھا اور جب تک سیٹ نمبر اونر کے ہاتھ نہ آجاتا آن بھی نہیں ہوتا تھا اور نمبر اونر کے مرنے کی صورت میں چونکہ اس کی دماغی لہریں بھی ختم ہو جاتی تھیں اس لئے وہ نمبر مکمل طور پر ڈیڈ ہو جاتا تھا اور جیگراڈ کا نمبر بھی مکمل ڈیڈ ہو گیا تھا جس کا واضح مطلب یہی تھا کہ جگراڈ اب اس دنیا میں نہیں رہا تھا۔

''اوہ۔جیگراڈ اپنے فرض کی ادائیگی میں اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملا''......بلیک زیرو نے اداس لہجے میں کہا۔

''ہاں۔جیگراڈ شہید ہو گیا۔اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے''......عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔وہ آپ کے ہاتھوں مسلمان ہوا تھا اور آپ نے اس کا اسلامی نام حارث اور کوڈ نام جیگراڈ رکھا تھا''......بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا۔

''یہودیوں کو حارث کے خون کا حساب دینا ہو گا اور اب یہ بات بھی واضح ہو گئی ہے کہ یہودی واقعی دنیا بھر کے خلاف کوئی گھناؤنی اور خطرناک سازش کر رہے ہیں''......عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔کیا آپ ٹیم لے کر اسرائیل جائیں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''بغیر معلومات کے اسرائیل جانا اندھیروں میں تیر چلانے کے مترادف ہے اور ہم اندھیرے میں تیر چلانے کے عادی نہیں ہے۔پہلے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ یہودیوں کا پراجیکٹ کیا ہے اور کہاں تیار ہو رہا ہے لیکن یہ معلوم کرنے سے پہلے حارث کے لئے مغفرت کی دعا کرنا بھی ضروری ہے اور اس کی غائبانہ نمازِ جنازہ کے لئے بھی کہنا ضروری ہے''......عمران نے کہا پھر ان دونوں نے ہی حارث کے لئے دعائے مغفرت کی اور عمران نے فون کر کے حسن شاہ صاحب سے بھی گزارش کی کہ وہ حارث کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کر دیں۔اس کے بعد عمران نے ایک بار پھر نمبرز پریس کئے۔

''یس۔ریڈ سٹار آرگنائزیشن''......رابطہ ہونے پر دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔

''آنٹی جمرا سے بات کراؤ میں ان کا بھتیجا پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں''......عمران نے بارعب لہجے میں کہا۔

''مادام جمرا کا بھتیجا۔پرنس آف ڈھمپ''......دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

''اگر تم مزید حیرت کا شکار ہوئیں تو پھر اپنی نوکری سے ہاتھ دھو بیٹھو گی''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''سوری پرنس۔میں مادام سے آپ کی بات کراتی ہوں''...... ٹیلی فون آپریٹر نے کہا اور پھر اگلے ہی لمحے ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی۔

''ہیلو جمرے اسپیکنگ''...... چند لمحوں بعد ایک تیز اور سخت نسوانی آواز سنائی دی۔

''بس۔میں نے یہی دیکھنے کے لئے فون کیا ہے کہ کہیں بڑھاپے میں جمرا آنٹی کی آواز نرم تو نہیں ہو گئی لیکن اب میں مطمئن ہو گیا ہوں کہ آنٹی کی آواز تو پہلے سے

بھی زیادہ تیز اور سخت ہوگئی ہے''...... عمران نے کہا۔

''کون ہے جو اس انداز میں مجھ سے بات کر رہا ہے''...... دوسری طرف سے اس مرتبہ عصیلی آواز میں کہا گیا۔

''آنٹیاں تو اپنے بھتیجوں اور بھانجوں سے محبت بھرے لہجے میں بات کرتی ہیں تم نجانے کیسی آنٹی ہو جو اپنے معصوم سے بھتیجے پرنس آف ڈھمپ پر غصے ہو رہی ہو''...... عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

''پرنس آف ڈھمپ۔ اوہ اوہ۔ یوناٹی بوائے۔ تم۔ تم تو واقعی میرے بھتیجے ہو اور بھتیجے تھے طویل عرصے بعد تمہیں آنٹی کی یاد کیسے آگئی''...... اس مرتبہ دوسری طرف سے جمرا کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''آنٹی کی ایک بچی بھی تو ہوتی تھی۔ کیا بھلا سا نام تھا۔ ہاں ڈولی۔ وہ اب جوان ہوگئی ہوگی اور اب بھتیجا سہرا باندھ کر آنٹی کے گھر آنا چاہتا تھا''...... عمران نے کہا تو جمرا کی ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

''تم تو بہت لیٹ ہو گئے بھتیجے۔ ڈولی نے دو ماہ پہلے دوسری مرتبہ شادی کی ہے اور اب تم دعا کرنا کہ ڈولی کی یہ شادی تاحیات برقرار رہے''...... جمرا کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

''اوہ مائی گاڈ۔ یعنی یہ چانس بھی گیا''...... عمران نے مایوس لہجے میں کہا۔

''کیا تم واقعی ابھی تک کنوارے پھر رہے ہو''...... جمرا نے بدستور ہنستے ہوئے کہا۔

''جن نوجوانوں کی آنٹیاں جمرا جیسی ہوں ان بیچاروں کو عمر بھر کنوارہ رہنا پڑتا ہے''...... عمران نے جلے کٹے انداز میں کہا تو جمرا نے ایک قہقہہ لگایا۔

''تم جیسے نوجوان کنوارے ہی رہیں تو بہتر ہے۔ بہرحال مذاق بہت ہو گیا اب مقصد کی طرف آؤ تم نے طویل عرصے بعد کس لئے فون کیا ہے''...... قہقہے کے بعد جمرا نے پوچھا۔

''تمہاری باتیں سن کر مقصد تو فیل ہو گیا ہے نا''...... عمران نے ایک بار پھر

مایوس لہجے میں کہا۔

''میں تمہیں اچھی طرح جانتی ہوں تم بغیر کسی مقصد کے کسی کو فون نہیں کرتے۔ اس لئے بتاؤ کیا بات ہے''......جمرا نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''میں نے سنا ہے کہ تمہارا معلومات فروخت کرنے کا بزنس آج کل پورے عروج پر ہے''......عمران نے کہا۔

''آج کل سے تمہاری کیا مراد ہے۔ میرا بزنس تو شروع سے عروج پر ہے''......جمرا نے کہا۔

''میں کیسے یقین کروں''......عمران نے کہا۔

''تمہیں جو معلوم کرنا ہے وہ بتاؤ''......دوسری طرف سے جمرا نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ٹاپ سیکرٹ معاملا ہے آنٹی جمرا''......عمران نے چیلنج کرنے والے انداز میں کہا۔

''چیلنج مت کرو اپنی آنٹی کو اپڈیٹ۔ اپنا مسئلہ بتاؤ''......جمرا نے عمران کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

''آنٹی جمرا۔ اسرائیل نے سمندر میں کہیں کوئی ایسی خفیہ لیبارٹری بنائی ہے جس میں وہ کوئی ایسا ہتھیار بنا رہا ہے جس سے ایکریمیا، گریٹ لینڈ وغیرہ کے ساتھ ساتھ مسلمان ملکوں کو بھی خطرہ ہے۔ مجھے اس لیبارٹری کے بارے میں مکمل معلومات چاہئیں۔ معاوضہ تمہیں منہ مانگا ملے گا''......عمران نے کہا۔

''ایکریمیا اور گریٹ لینڈ کو بھی خطرہ ہے۔ بھتیجے اگر ایسی بات ہوتی تو ایکریمیا کے ایجنٹ حرکت میں آچکے ہوتے''......جمرا کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

''بس آنٹی جمرا۔ ثابت ہو گیا کہ تم اسرائیل کے اس گھناؤنے منصوبے سے لاعلم ہو''......عمران نے طنزاً کہا۔

''اچھا۔ مجھ پر طنز مت کرو۔ اپنا نمبر بتاؤ۔ میں ایک گھنٹے بعد تمہیں کال کرتی ہوں''......جمرا نے کہا۔

”میں ایک گھنٹے بعد تمہیں خود فون کرلوں گا۔ البتہ بینک اکاؤنٹ کی تفصیل اور معاوضہ بتادو۔ میں معاوضہ ابھی تمہارے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرادیتا ہوں“...... عمران نے کہا۔

”بھتیجے مجھے معلوم ہے کہ تم پرنس ہواور روپے پیسے کی ریل پیل ہے لیکن پہلے مجھے معلومات حاصل کرنے دو۔ میرا جتنا خرچہ ہوگا میں تم سے صرف وہی وصول کروں گی“...... جمرا نے کہا۔

”اوکے آنٹی۔ وش یو گڈ لک“...... عمران نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

”عمران صاحب۔ آپ کے تعلقات کی جڑیں بھی نجانے کہاں کہاں تک پھیلی ہوئی ہیں“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”دانش منزل میں بیٹھ کر حکم چلانا اور فیلڈ میں جا کر کام کرنے میں کچھ فرق تو ہوتا ہے نا“...... عمران نے کہا۔

”سر۔ میں نے تو بارہا آپ سے درخوست کی ہے کہ مجھے فیلڈ میں کام کرنے کا موقع دیں“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”اگر تم نے بھی ہم جیسے عام ایجنٹوں کی طرح فیلڈ میں کام کرنا شروع کردیا تو پھر ایکسٹو کی سیٹ کون سنبھالے گا۔ بھئی تم اس سیٹ پر بالکل فٹ بیٹھے ہو۔ لہذا بیٹھے ہی رہو“...... عمران نے کہا۔

”سر۔ مجھے لگتا ہے کہ میری صلاحیتوں کو زنگ لگ گیا ہے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”ایکسٹو کی صلاحیتوں کو زنگ نہیں لگ سکتا۔ بالفرض اگر زنگ لگ بھی جائے تو مجھے زنگ اتارنا آتا ہے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو خاموش ہو گیا۔

”طاہر“...... آپریشن روم میں چند لمحے خاموشی رہی پھر عمران نے سنجیدہ آواز میں کہا۔

''یس سر''...... بلیک زیرو نے فوراً ہی عمران کی طرف دیکھتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اگر اتنی دیر تک مجھے چائے نہ ملے تو میری زبان کو زنگ لگ جاتا ہے اور اگر میری زبان کو زنگ لگ گیا تو پھر میں عمران نہیں رہوں گا''...... عمران نے اس مرتبہ مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ نے مجھے اتنے سنجیدہ لہجے میں آواز دی تھی کہ میں تو گھبرا ہی گیا تھا''...... بلیک زیرو نے شکائتی لہجے میں کہا اور پھر وہ اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران کی مسکراہٹ گہری ہوگئی۔ تھوڑی ہی دیر میں بلیک زیرو چائے بنا کر لے آیا۔ چائے سپ کرتے اور پھر باتیں کرتے ہوئے ایک گھنٹہ گزر گیا۔ عمران نے وال کلاک پر نظر دوڑائی اور پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر ریڈ سٹار آرگنائزیشن کے نمبر پریس کر دیئے۔

''ہیلو۔ ریڈ سٹار آرگنائزیشن''...... رسیور اٹھائے جانے کے بعد دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔

''پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں۔ کیا اب بھی مجھے بتانا ہوگا کہ مجھے کس سے بات کرنی ہے''...... عمران نے کہا۔

''نو نو سر۔ میں مادام سے آپ کی بات کراتی ہوں''...... ٹیلی فون آپریٹر نے جلدی سے کہا۔

''ہیلو جمرا اسپیکنگ''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد جمرا کی تیز اور سخت آواز سنائی دی۔

''آنٹی۔ جیسے جیسے تمہاری عمر بڑھتی جا رہی ہے تمہاری آواز کی تیزی اور سختی بھی بڑھتی جا رہی ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ پرنس یہ تم ہو''...... دوسری طرف سے جمرا کی آواز سنائی دی لیکن اب آواز نارمل تھی۔

''جی۔ آپ کا نالائق بھتیجا''...... عمران نے کہا۔

’’پرنس۔ تمہیں غلط اطلاعات ملی ہیں۔ ان دنوں اسرائیل کسی بھی ایسے منصوبے پر کام نہیں کررہا جو ایکریمیا، گریٹ لینڈ کے ساتھ ساتھ مسلم ممالک کے خلاف ہو‘‘...... دوسری طرف سے جمرا کی سنجیدہ آواز سنائی دی۔

’’کیا آپ نے اپنی تسلی کرلی ہے‘‘...... اس مرتبہ عمران نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

’’پرنس تم جانتے ہو کہ میں یہودیوں کے سخت خلاف ہوں۔ میں ایکریمی ہوں لیکن ایکریمیا کی ان پالیسیوں کو پسند نہیں کرتی جو اسرائیل کے مفاد کے لئے بنائی جاتی ہیں۔ اس لئے اگر اسرائیل نے کوئی ایسا منصوبہ بنایا ہوتا تو مجھے اس کی تفصیلات مل جاتیں اور میں وہ تفصیلات تمہیں ضرور بتاتی۔ کیونکہ میں جانتی ہوں کہ تم نے اسرائیل کے کئی خطرناک منصوبوں کو خاک میں ملایا ہے‘‘...... جمرا نے کہا۔

’’او کے آنٹی جمرا۔ تھینک یو۔ پھر کسی دن آپ سے بات ہوگی‘‘...... عمران نے کہا اور پھر دوسری طرف سے بھی الوداعی کلمات سننے کے بعد اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

’’عمران صاحب۔ اب آپ کا کیا خیال ہے‘‘...... جیسے ہی عمران نے رسیور رکھا بلیک زیرو نے اس سے کہا۔

’’جمرا کا نیٹ ورک بہت مضبوط اور گہرا ہے۔ یہ تو پاتال کی خبریں بھی نکال لاتی ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’اس کا مطلب ہے کہ براؤڈے نے آپ تک غلط اطلاع پہنچائی ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’نہیں۔ براؤڈے جھوٹ نہیں بول رہا تھا‘‘...... عمران نے سوچ میں ڈوبے ہوئے کہا۔

’’آپ کہتے ہیں کہ آپ کی آنٹی جمرا پاتال کی خبریں بھی نکال لاتی ہے اور براؤڈے بھی آپ کو سچا دکھائی دے رہا ہے۔ پھر کیا حقیقت ہے‘‘...... بلیک زیرو نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

’’میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ واقعی اسرائیل کسی ایسے منصوبے پر کام کر رہا ہے اور رہی آنٹی جمرا کی بات تو وہ بھی انسان ہے اس کی حدود بھی ہی اور وہ اپنی حدود سے تجاوز تو نہیں کر سکتی جبکہ میرے خیال میں یہ معاملہ اس کی حدود سے باہر کا ہے۔اس لئے معلومات نہیں مل سکیں‘‘ ......عمران نے کہا۔

’’عمران صاحب۔اگر آپ کی چھٹی حس کہہ رہی ہے تو پھر واقعی ایسا ہو گا۔کیونکہ آپ کی چھٹی حس کبھی غلط نہیں کہتی۔اب ہمیں جلد سے جلد معلومات حاصل کرنی چاہیں۔کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمیں دیر ہو جائے اور اسرائیل کا منصوبہ پایائے تکمیل تک پہنچ جائے‘‘ ......بلیک زیرو نے تشویش بھرے لہجے میں کہا جبکہ عمران نے آنکھیں بند کر کے اپنا سر کرسی سے ٹکا دیا۔بلیک زیرو نے اسے غور سے دیکھا اور وہ سمجھ گیا کہ عمران گہری سوچوں میں گم ہو گیا ہے۔بلیک زیرو خود بھی سوچنے لگا کہ اسرائیل کے اس منصوبے کی تفصیلات کہاں سے اور کیسے حاصل کی جائیں۔ان کے پاس معلومات حاصل کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ان کے فارن ایجنٹس تھے۔اسرائیل میں ان کے کئی فارن ایجنٹ تھے اور جیگراڈ تو اپنے فرض کی ادائیگی میں شہید ہو گیا تھا اور اب شاید عمران کسی دوسرے ایجنٹ کو یہ کام سونپنا نہیں چاہتا تھا۔دوسرا ذریعہ معلومات فروخت کرنے والی تنظیمیں تھیں لیکن اس معاملے میں یہ ذریعہ بھی ناکام ثابت ہوا تھا اور اب بلیک زیرو سوچ رہا تھا کہ عمران اب کیا حکمتِ عملی اپناتا ہے۔وہ عمران کا چہرہ پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن عمران کا چہرہ بڑھ لینا اس کے لئے بھی آسان نہیں تھا۔کچھ دیر آنکھیں بند رکھنے کے بعد عمران نے آنکھیں کھولیں اور بلیک زیرو کی طرف دیکھا۔

’’کیا سوچا ہے عمران صاحب۔آپ نے‘‘ ......بلیک زیرو نے اس سے پوچھا۔

’’اسرائیلی دارالحکومت میں جیگراڈ کے روٹس سب سے زیادہ تھے اور معلومات فروخت کرنے میں ریڈ سٹار آرگنائزیشن اس وقت ایکریمیا کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ان دونوں درایع کی ناکامی پر اب یہی ایک صورت ہے کہ میں اسرائیل جاؤں۔معلومات حاصل کروں اور جب مکمل معلومات مل جائیں تو پھر میں ٹیم کو بلا

لوں'' ......عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔آپ ایک اور ذریعہ بھی استعمال کر سکتے ہیں'' ...... بلیک زیرو نے کہا۔

''کیا'' ......عمران نے پوچھا۔

''فلسطینی مجاہرین کے گروپس۔وہ لوگ بھی اسرائیلی حکومت کی سرگرمیوں پر گہری نظر رکھتے ہیں اوران کی سیکرٹ باتوں سے باخبر رہتے ہیں'' ...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ہاں۔تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔میں ان سے رابطہ کرتا ہوں'' ......عمران نے کہا اور پھراس نے جیب میں سے مخصوص سیل فون سیٹ نکلا اور نمبرز پریس کرنے لگا۔

''یس داؤدی آئل ٹینکر'' ......کال رسیو ہونے کے بعد دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

''پرنس آف ڈھمپ فرام ڈھمپ اسپیکنگ'' ......عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''اوہ۔اوہ عمران صاحب آپ۔السلام علیکم رحمۃ اللہ و برکاۃ'' ......عمران کی آواز سننے پر داؤدی کی مسرت بھری آواز سنائی دی اور پھراس نے عمران کومکمل سلام بھی کیا۔عمران نے بھی اکے سلام کا مکمل جواب دیا۔

''عمران صاحب۔آپ نے بہت ہی عرصے بعد یاد کیا ہے'' ......داؤدی نے شکایت بھرے لہجے میں کہا۔

''بھائی جی۔ہمارے ہاں مہنگائی کا جو عالم ہے آپ اس کے بارے میں جانتے تو ہیں۔انٹرنیشنل کال اتنی مہنگی پڑتی ہے کہ مجھ جیسا کنگال شخص اسے افورڈ نہیں کر سکتا'' ......عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔کبھی پرنس بھی کنگال ہوئے۔خیر چھوڑیئے ان باتوں کواور سنایئے کیسے مزاج ہیں'' ......دوسری طرف سے داؤدی کی آواز سنائی دی۔

''الحمدللہ۔داؤدی صاحب۔آپ اپنا حال سنایئے آپ کی سرگرمیاں جاری

ہیں''......عمران نے کہا۔
''جی ہاں۔ ہمارے تحریک رواں دواں ہے اور انشاء اللہ ہم کامیاب ہوں گے''......داؤدی نے کہا۔
''داؤدی صاحب۔ مجھ تک اطلاعات پہنچی ہیں کہ اسرائیل آج کل ایسے پراجیکٹ پر کام کر رہا ہے جس سے وہ ساری دنیا پر اجارہ داری حاصل کر سکتا ہے۔ مسلم دینا، گریٹ لینڈ، ایکریمیا اور دیگر تمام ملکوں کو وہ شدید نقصان پہنچا سکتا ہے اور اس پرجیکٹ کی تیاری کے لئے اس نے سمندر میں کہیں لیبارٹری بنائی ہوئی ہے لیکن مجھے اس لیبارٹری کی تفصیلات نہیں مل رہیں''......عمران نے داؤدی کو اپنا مقصد بتاتے ہوئے کہا۔
''ہونہہ۔ ٹھیک ہے عمران صاحب۔ میں تفصیلات حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہوں آپ مجھے اپنا نمبر بتا دیں جیسے ہی معلومات ملتی ہیں میں آپ کو فون کر دوں گا''......داؤدی نے کہا۔
''جس نمبر سے میں آپ کو فون کر رہا ہوں یہ تو آپ کے فون پر ظاہر نہیں ہو رہا ہو گا''......عمران نے کہا۔
''جی ہاں''......داؤدی نے کہا۔
''میرا یہ مخصوص نمبر ہے۔ میں آپ کو نمبر بتا دیتا ہوں اور آپ کے نمبر کو اپنے سسٹم کمپیوٹر پر بھی دے دیتا ہوں اس طرح سے آپ کے فون سے اس نمبر پر کال آ سکے گی۔ ورنہ میرے اس نمبر پر کسی اجنبی نمبر سے کال بھی نہیں آ سکتی''......عمران نے کہا اور پھر اس نے اپنا مخصوص نمبر بتا دیا۔
''عمران صاحب۔ آپ نے ٹیلی کام انڈسٹری میں کافی ترقی کر لی ہے۔ بہر حال میں تفصیلات حاصل کر کے آپ کو کال کرتا ہوں''......دوسری طرف سے داؤدی کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران نے اللہ حافظ کہہ کر کال کاٹ دی اور سیٹ ٹیبل پر رکھ دیا۔ چونکہ اس نے سیل فون کا لاؤڈر آن کر دیا تھا اس لئے ان کے درمیان ہونے والی گفتگو بلیک زیرو نے بھی سن لی تھی۔

''عمران صاحب۔ میں داؤدی کا نمبر سسٹم کمپیوٹر پر دے دوں'' ...... بلیک زیرو نے پوچھا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ بلیک زیرو اٹھ کر سائڈ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس کمرے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ذاتی نیٹ ورک کی مشینری موجود تھی۔

''عمران صاحب۔ مجھے لگتا ہے کہ یہ مشن کافی مشکل ثابت ہوگا'' ...... بلیک زیرو نے واپس آتے ہوئے کہا۔

''تمہیں ایسا کیوں لگ رہا ہے'' ...... عمران نے کہا۔

''مشن کی تفصیلات معلوم کرنے کے لئے اتنی مشکلات پیش آ رہی ہیں ہمارا ایک ایجنٹ بھی قربان ہوگیا۔ جب مشن شروع ہوگا تو پھر کیا کیا مشکلات پیش نہ آئیں گی'' ...... بلیک زیرو نے کہا۔

''مشن کوئی بھی آسان نہیں ہوتا لیکن اگر یہ کوئی مشن بنتا ہے تو یہ براہ راست ہمارا مشن نہیں ہے۔ یہ مشن ہے ایکریمیا، گریٹ لینڈ، کرانس وغیرہ کا۔ ہم سے زبردستی اپنا مشن بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگر یہ براہ راست ہمارا مشن ہوتا تو شاید تفصیلات حاصل کرنے میں ہمیں یہ دقت اور تاخیر نہ ہوتی'' ...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ ہم تو اسرائیل کی نیچر کو سامنے رکھ کر اس مشن کو اپنا بنا رہے ہیں نا۔ وہ مسلم دنی کا نمبرون دشمن ہے۔ وہ اپنا پراجیکٹ مکمل کر کے سب سے پہلے کسی مسلمان ملک پر استعمال کر سکتا ہے'' ...... بلیک زیرو نے کہا۔

''بس پھر دعا کرو کہ ہمیں تفصیلات مل جائیں۔ اگر داؤدی کے ذریعے بھی ہمیں تفصیلات نہ ملیں تو پھر میں خود اسرائیل جاؤں گا اور تفصیلات حاصل کروں گا'' ...... عمران نے کہا۔

''اسرائیل جا کر آپ کرنل ڈیوڈ کو بھی استعمال کر سکتے ہیں'' ...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جس لیول کا یہ پراجیکٹ نظر آ رہا ہے میرا خیال ہے کہ کرنل ڈیوڈ کو بھی اس کے بارے میں نہیں بتایا گیا ہوگا'' ...... عمران نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

اسی طرح باتیں کرتے ہوئے انہیں کافی دیر ہو گئی تھی۔اس دوران عمران کی نظریں کئی بار وال کلاک کی طرف گئی تھیں۔اسے داؤدی کی کال کا انتظار تھا جو آ ہی نہیں رہی تھی۔لنچ کا وقت ہو گیا تھا لیکن اسے بھوک محسوس نہیں ہو رہی تھی وہ اسرائیل کے پراجیکٹ کی تفصیلات جاننے کے لئے بے چین تھا اور اس بے چینی کی وجہ سے اس کی بھوک بھی مٹ گئی تھی۔پھر اچانک ہی وہ دونوں چونک پڑے کیونکہ ٹیبل پر رکھے ہوئے عمران کے مخصوص سیل فون کی بیل بج اٹھی تھی عمران نے فوراً ہی ہاتھ بڑھا کر سیل فون اٹھایا اور سکرین پر نظر دوڑائی۔سکرین پر داؤدی کا نمبر ہی فلیش ہو رہا تھا۔عمران نے کال اوکے کا بٹن دبا کر لاؤڈر کا بٹن بھی دبا دیا۔پھر اس نے سلام کیا۔داؤدی نے اس کے سلام کا جواب دیا۔

''عمران صاحب۔آپ کو کافی انتظار کرنا پڑا جس کی میں معذرت چاہتا ہوں''......داؤدی نے سلام کا جواب دینے کے بعد کہا۔

''معذرت کی ضرورت نہیں ہے۔میں جانتا ہوں کہ یہ کام کافی مشکل تھا''...... عمران نے کہا۔

''جی آپ بالکل درست فرما رہے ہیں۔یہ کام واقعی بہت مشکل تھا۔ہمیں اسرائیلی پریذیڈنٹ کے ملٹری سیکرٹری کو مل سے باہر نکالنا پڑا۔پھر اسے قابو کر کے ہم نے اس سے معلومات حاصل کی ہیں''......دوسری طرف سے داؤدی کی آواز سنائی دی۔

''یہ بڑی بات ہے کہ آپ نے معلومات حاصل کر لیں''......عمران نے داد دینے والے انداز میں کہا۔

''عمران صاحب۔ہم خود کو آپ کے ادنیٰ سے کارندے سمجھتے ہیں اور ہمیں معلوم ہے کہ آپ کے کارندے ناکام نہیں رہتے''......دوسری طرف سے داؤدی نے عقیدت مندانہ لہجے میں کہا۔

''داؤدی صاحب۔آپ کیوں مجھے شرمندہ کرتے ہیں۔بہرحال بتائیے کیا تفصیلات ہیں''......عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔اسرائیلی سائنس دانوں نے کسی خصوصی دھات سے جسے ڈی ٹی ٹو کا نام دیا گیا ہے ایک بڑا محل بنایا ہے اس میں ایک خاص قسم کا شیشہ بھی استعمال کیا گیا ہے یہ محل انہوں نے سمندر میں اتارا ہے اور یہ اسرائیلی سائنس دانوں کا کمال ہے کہ انہوں نے اس سمندر میں مخصوص جگہ پر ایڈ جسٹ بھی کر دیا ہے۔اس سمندری محل کو انہوں نے سی ورلڈ کا نام دیا ہے۔اس محل کی کیا کیا خصوصیات ہیں یہ تو اس نے نہیں بتائیں۔البتہ آپ کی یہ بات درست ہے کہ اس سی ورلڈ میں ایک سائنسی لیبارٹری موجود ہے۔جس میں سپریم ڈیزائل تیار کیا جا رہا ہے۔ایکریمیا، گریٹ لینڈ، کرانس، روسیاہ، کافرستان اور مسلم ممالک سمیت تمام ملک اس کے نشانے پر ہیں۔اس ڈیزائل کی تیاری پر تیزی سے کام ہو رہا ہے۔ تقریباً پندرہ بیس دن بعد یہ سپریم ڈیزائل تیار ہو جائے گا۔ڈیزائل کے علاوہ بھی اس سی ورلڈ میں اور بہت سی ایجادات ہو رہی ہیں جو اسرائیل کے لئے مفید اور باقی دنیا کے لئے خطرناک ہیں''......داؤدی نے طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

''یہ ڈیزائل کس قسم کا ہتھیار ہے''......عمران نے پوچھا۔

''عمران صاحب۔اس کی تفصیلات ملٹری سیکرٹری کو بھی نہیں تھیں''......داؤدی نے کہا۔

''اسرائیل کو سمندر میں لیبارٹری بنانے کا خیال کیسے آیا''......عمران نے کہا۔

''وہ سمجھ رہے ہیں کہ سمندر میں لیبارٹری بنا کر انہوں نے اپنی لیبارٹری محفوظ کر لی ہے۔وہاں کسی کا پہنچنا ممکن نہیں ہے''......داؤدی نے کہا۔

''انہوں نے لیبارٹری کی حفاظت کے لئے کیا کیا انتظامات کئے ہیں''......عمران نے ایک اور سوال پوچھا۔

''حفاظتی انتظامات کے بارے میں بھی ملٹری سیکرٹری نہیں جانتا تھا''......داؤدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ ملٹری سیکرٹری یہ تو جانتا ہوگا کہ یہ سی ورلڈ سمندر میں ہے کہاں''......عمران نے کہا۔

’’جی ہاں ۔گریٹ لینڈ کا ایک جزیرہ ہے تاشو اور اسی تاشو پر گریٹ فورس کے ٹریننگ سنٹر ہیں ۔اس لئے گریٹ فورسز ہر وقت وہاں چوکس رہتی ہیں ۔کسی اجنبی کا داخلہ وہاں ممکن نہیں ہے ۔وہاں گریٹ آرمی کے چند ہائی لیول کے افسران کی مستقل ڈیوٹی ہے ۔بظاہر یہ افسران کرسچین ہیں لیکن درحقیقت یہ یہودی ہیں ۔ان افسران کے علاوہ دیگر سینکڑوں ملازم بھی یہودی ہیں اور ان یہودیوں نے اس خوبی سے وہاں اپنا سیٹ اپ قائم کیا ہوا ہے کہ کبھی کسی کو شک بھی نہیں گزرا کہ یہ افسران کرسچین نہیں بلکہ یہودی ہیں ۔اس تاشو سے سی ورلڈ کی طرف راستہ جاتا ہے‘‘...... داؤدی نے کہا۔

’’ٹھیک ہے داؤدی صاحب میں ۔میں سمجھ گیا اب آخری سوال اور وہ یہ کہ ملٹری سیکرٹری کا آپ نے کیا کیا ہے‘‘......عمران نے پوچھا۔

’’اسے گولی مار کر ایک سڑک پر پھینک دیا ہے ۔سمجھا یہی جائے گا کہ اسے کسی گروپ نے جہنم واصل کیا ہے‘‘......دوسری طرف سے داؤدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’تھینک یو داؤدی صاحب ۔آپ نے میرا ایک بڑا مسئلہ حل کر دیا ہے‘‘...... عمران نے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

’’عمران صاحب ۔عالمِ اسلام کی جو خدمت آپ کر رہے ہیں اس میں آپ کا ساتھ دینا ہمارا فرض ہے ۔اللہ تعالیٰ آپ کو تادیر سلامت رکھے تاکہ آپ اسی طرح سے عالمِ اسلام کی خدمت کرتے رہیں‘‘ ......داؤدی نے عمران کو دعا دیتے ہوئے کہا ۔عمران نے اس کا ایک بار پھر شکریہ ادا کیا اور اس کے بعد الوداعی کلمات کہہ کر کال کاٹ دی۔

کرنل زید نے وال کلاک کی طرف دیکھا۔شام کے پانچ بجنے والے تھےاور جن دنوں اراڈن سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہیں ہوتا تھا کرنل زید دفتر سے پانچ بجے چھٹی کر کے اپنے محل آجاتا تھا۔وہ نہ صرف اراڈن سیکرٹ سروس کا چیف تھا بلکہ اراڈن کے شاہی خاندان سے بھی تعلقات رکھتا تھا۔اس لئے اس کا الگ محل تھا۔آج کل بھی چونکہ اراڈن سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہیں تھااس لئے وہ اٹھنے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ انٹر کام کی بیل بج اٹھی۔

''یس''......اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگایااور کافی کرخت آواز میں کہا۔

''باس۔ابنِ طلال آپ سے ملنے ائے ہیں''......دوسری طرف سے سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ابنِ طلال۔اچھا بھیجئے انہیں''......کرنل زید نے چونکتے ہوئے کہااور ساتھ ہی اس نے رسیور بھی رکھ دیا۔

چندلمحوں بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک مضبوط جسم کا خوبصورت نوجوان اندر داخل ہوا۔اسے دیکھ کر کرنل زید اپنی کرسی سے کھڑا ہو گیا اور پھر اس نے ابنِ طلال سے مصافحہ کیا اور رسمی کلمات ادا کئے۔

''ابنِ طلال صاحب۔آپ اپنی تحریک چھوڑ کر ادھر کیسے آ گئے''......کرنل زید نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''کرنل صاحب۔آپ تو جانتے ہیں کہ ہماری زندگی ایک جدوجہد میں گزر

رہے۔ کہیں آنے جانے کا ہمیں وقت نہیں ملتا۔ کبھی کوئی ضروری بات ہو جائے تو پھر ہمیں بھی ادھر ادھر آنا پڑتا ہے‘‘ ......ابنِ طلال نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’اس کا مطلب ہے کہ اب بھی کوئی ضروری بات آپ کو مجھ تک کھینچ لائی ہے‘‘ ......کرنل زید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’جی سر۔ بات ایسی ہے کہ مجھے فوری طور پر آپ کے پاس آنا پڑا‘‘ ......ابنِ طلال نے کہا۔

’’ہونہہ۔ بتایئے‘‘ ......کرنل زید نے ابنِ طلال کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

’’پرنس۔ اسرائیل نے پھر ایک ایسا بھیانک منصوبہ بنایا ہے جس سے مسلم ممالک کی سلامی خطرے میں پڑ سکتی ہے بلکہ اس کا یہ منصوبہ تو مسلم ممالک کے ساتھ ساتھ ایکریمیا، گریٹ لینڈ اور دنیا کے دیگر ممالک کے لئے بھی خطرناک ہے‘‘ ......ابنِ طلال نے کہا تو کرنل زید چونک پڑا۔

’’اوہ۔ کیا منصوبہ بنایا ہے اسرائیل نے‘‘ ......کرنل زید نے چونکتے ہوئے کہا۔

’’سر۔ اسرائیل نے سمندر میں کوئی جدید لیبارٹری بنائی ہے جس میں وہ سپریم ڈیزائل نامی ہتھیار بنا رہا ہے اور یہ ہتھیار ایسا ہے کہ اس سے پوری دنیا کو ہی خطرہ ہے اور اسرائیل نیچرلی طور پر مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ اس لئے اس نے سب سے پہلے یہ ہتھیار مسلم ممالک پر آزمانے ہیں‘‘ ......ابنِ طلال نے کہا۔

’’سمندر میں کس جگہ‘‘ ......کرنل زید نے پوچھا۔

’’پرنس۔ گریٹ لینڈ کا ایک جزیرہ ہے تاشو۔ کیا آپ اس کے بارے میں جانتے ہیں‘‘ ......ابنِ طلال نے کہا۔

’’ہاں۔ اس جزیرے پر گریٹ فورسز کے ٹریننگ سنٹر ہیں‘‘ ......کرنل زید نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

’’پرنس۔ اس لینڈ پر جو بڑے آفیسرز اور مستقل ملازم ہیں وہ بظاہر تو گریٹی ہیں لیکن درحقیقت میں وہ یہودی ہیں اور وہ اس سیٹ اپ کو اس طرح قائم رکھے ہوئے ہیں کہ آج تک گریٹ حکومت کو بھی معمولی سا شک نہیں ہوا کہ تاشو پر موجود

ان کے آفیسرز گریٹ نہیں ہیں بلکہ یہودی ہیں اور اپنی خفیہ سرگرمیوں میں ملوث ہیں''......ابنِ طلال نے کہا۔

''ہونہہ۔تو وہ سائنس لیبارٹری تاشو پر ہے''......کرنل زید نے پوچھا۔

''نو پرنس۔میں نے بتایا ہے کہ وہ لیبارٹری سمندر کے اندر ہے۔جو کسی بڑے محل جتنی ہے۔اسرائیلی اسے سی ورلڈ کہتے ہیں۔یہ یہودی اس جزیرے تاشو سے وہاں جاتے ہیں''......ابنِ طلال نے کہا۔

''اسرائیل نے یہ پراجیکٹ نہایت سیکرٹ رکھا ہوگا تو پھر آپ کو اس کے بارے میں معلومات کیسے مل گئیں''......کرنل زید نے کہا۔

''سر۔پاکیشیا میں ایک شخص رہتا ہے علی عمران۔جسے ہم اسلامی دنیا کا ہیرو مانتے ہیں۔ویسے تو بلگارنیہ کے میجر پرمود نے اپنے خاص ساتھیوں یعنی اپنی منگیتر تمثیلہ عرف لیڈی بلیک اپنے دو دوستوں لاٹوش اور آفتاب سعید عرف وائیٹ شارک اور اپنے دو اسسٹنٹ کیپٹن توفیق اور کیپٹن نوازش کے ساتھ متعدد بار اسرائیل جا کر تباہی مچائی ہے اور فلسطینی مجاہدین کی کئی دفعہ مدد بھی کی ہے لیکن پاکیشیا کے عمران اور اس کے ساتھیوں اور پاکیشیائی سیکرٹ سروس نے اسرائیل کو جس قدر نقصان پہنچایا ہے بڑی سے بڑی فورسز مل کر بھی اسرائیل کو اتنا نقصان نہیں پہنچا سکیں۔اس علی عمران کے ہمارے لیڈروں سے براہ راست تعلقات ہیں۔اس لیے ہمارے تمام لیڈر بلگارنیہ کے میجر پرمود اور خاص کر پاکیشیا کے علی عمران کا احترام کرتے ہیں۔اور عمران صاحب تو ہمارے لیڈروں کی درخواست پر اسرائیل آئے ہیں اور انہوں نے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جانوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ہماری مدد کی ہے اور ہمیں کئی بڑے بحرانوں سے بچایا ہے۔اور عمران صاحب نے ہی ہمارے لیڈر داؤدی کو فون کیا اور ان سے کہا کہ وہ اس لیبارٹری کی تفصیلات حاصل کریں۔داؤدی صاحب نے اسرائیلی پریذیڈنٹ کے ملٹری سیکرٹری کو اغوا کر کے اس سے یہ معلومات حاصل کیں اور پھر علی عمران کو بتائیں۔چونکہ معلومات میرے سامنے حاصل کی گئی ہیں اس لئے میں نے سوچا کہ آپ کو بھی بتا دوں۔عمران

صاحب اپنے طور پر اس پراجیکٹ پر کام کریں اور آپ اپنے طور پر مقصد تو دونوں کا ایک ہی ہونا ہے۔ اسرائیل کے اس گھناؤنے منصوبے کی تباہی۔ تاکہ دنیا اسرائیل کے شر سے محفوظ رہ سکے''...... ابنِ طلال نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ عمران کا نام سن کر کرنل زید کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ اگر عمران صاحب اس منصوبے کے خلاف حرکت میں آ چکے ہیں تو پھر سمجھو کہ یہ منصوبہ خاک میں مل گیا''...... کرنل زید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ عمران صاحب کا نام سن کر میں بھی مطمئن ہوں۔ تو کیا آپ اس منصوبے کے خلاف ایکشن نہیں لیں گے''...... ابنِ طلال نے مایوس سے لہجے میں کہا تو کرنل زید کی مسکراہٹ اور گہری ہو گئی۔

''ایسی بات نہیں ہے۔ عمران صاحب کی عالمِ اسلام کے لئے خدمات بہت زیادہ ہیں اور ہماری بھی خواہش ہے کہ ہم بھی اپنے مسلمان بھائیوں کی خدمت کریں۔ لہذا ہم بھی اسرائیل کے اس منصوبے کے خلاف ایکشن لیں گے۔ اگر عمران صاحب کو مدد کی ضرورت ہوئی تو ہم ان کی مدد کریں گے اور اگر ہم پہلے اسرائیل کے اس منصوبے کو خاک میں ملانے میں کامیاب ہو گئے تو اپنی اس کامیابی کو ان کے نام ڈیڈیکیٹ کریں گے۔ عمران صاحب کا جتنا احترام آپ کرتے ہیں میں بھی ان کا اتنا ہی احترام کرتا ہوں''...... کرنل زید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ویسے تو کافرستان کے کرنل فریدی بھی گو کہ پاکیشیا کے حریف ہمسایہ ملک کافرستان سے تعلق رکھتے ہیں لیکن انہوں نے وادی مشکبار میں مجاہدین کے خلاف کبھی کام نہیں کیا اور انہوں نے گو کہ ہماری یعنی فلسطینی مجاہدین کی کبھی مدد نہیں کی لیکن انہوں نے ہمیں نقصان بھی کبھی نہیں پہنچایا کیونکہ کرنل فریدی عظیم سیکرٹ ایجنٹ ہیں اور سچے مسلمان ہیں اور گو کہ وہ کافرستانی ہیں اور اپنے ملک سے بھی بہت محبت کرتے ہیں اور بے شمار دفعہ بیرونی سازشوں خاص کر زیرولینڈ کے فتنوں کی سازش سے ہمیشہ اپنے ملک کافرستان کی مدد کی ہے اور گو کہ ان کی اپنی ٹیم میں بھی مسلمان سیکرٹ ایجنٹوں کے ساتھ ایک سکھ ایجنٹ انسپکٹر رمیش اور تین ہندو

ممبران فریدی صاحب کی بلیک فورس کا چیف ہریش اور پولیس کے محکمے کا انسپکٹر جگدیش اور انسپکٹر مس ریکھا بھی ہندو ہیں اور ایک کرسچن نوجوان اور بے حد حسین اکیڈیمی نزادروزا بھی ان کے انڈر کام کرتی ہے لیکن وہ اب مسلمان ہو چکی ہے اور مسلمان ممبران میں کرائم رپورٹر انور رشیدہ اور ان کا اسسٹنٹ کیپٹن حمید مسلمان ہیں اور سب ہی کرنل فریدی صاحب پر جان چھڑکتے ہیں اور کرنل فریدی صاحب اور ان کی پوری ٹیم نے کبھی بھی کسی مسلمان ملک یا اسلام کے خلاف کام نہیں کیا لیکن عمران صاحب کے ساتھ ساتھ پوری دنیا میں کرنل فریدی صاحب کا بھی عظیم سیکرٹ ایجنٹوں میں نام لیا جاتا ہے۔ابنِ طلال نے مسکراتے ہوئے معلومات دیں۔ گڈ طلال صاحب آپ کے پاس تو بہت معلومات ہیں۔کرنل زید نے مسکراتے ہوئے کہا تو ابنِ زید بھی مسکرا دیا۔

''تو مسٹر طلال آپ پاکیشا کے عمران صاحب اور کافرستان کے کرنل فریدی صاحب کو عظیم لیڈر سمجھتے ہیں۔ کرنل زید نے بدستور مسکراتے ہوئے پوچھا۔زید صاحب بے شک کرنل فریدی صاحب بہت عظیم انسان اور بہت بڑے سراغ رساں ہیں بڑے بڑے مجرم اور خوفناک تنظیمیں کرنل فریدی صاحب کا نام سن کر ہی کانپ جاتے ہیں لیکن ہم فلسطینی مجاہدین میجر پرمود صاحب کو اور خاص کر علی عمران صاحب کو ہی اپنا ہیرو اور لیڈر مانتے ہیں کیونکہ ان دونوں کے خاص کر عمران صاحب کے ہم فلسطینی مجاہدین پر بڑے احسان ہیں اور ہم ان کے بہت مشکور ہیں۔ ابنِ طلال نے سنجیدگی سے کہا تو کرنل زید نے اس کی بات سن کر اثبات میں سر ہلا دیا۔

''او کے سر۔اب مجھے اجازت ہے''......ابنِ طلال نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''جی ہاں۔تھینک یو''......کرنل زید نے کہا تو ابنِ طلال اٹھ کھڑا ہوا۔پھر اس نے مؤدبانہ انداز میں کرنل زید کو سلام کیا اور اس کے بعد آفس سے باہر نکلتا چلا گیا۔ ابنِ طلال کے باہر چلے جانے کے بعد کرنل زید چند لمحوں تک خاموش بیٹھا رہا۔پھر اس نے انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور دو بٹن پریس کیئے۔اس کے بٹن پریس کرتے ہی

دوسری طرف سے بیل جانے لگی۔

''یس۔ مائرہ اسپیکنگ''...... دوسری طرف سے رسیور اٹھائے جانے کے بعد ایکشن گروپ کی انچارج مائرہ کی آواز سنائی دی۔

''آپ میرے کمرے میں تشریف لے آئیں''...... کرنل زید نے سخت لہجے میں کہا۔

''یس باس''...... کرنل زید کی آواز سن کر مائرہ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو کرنل زید نے انٹرکام کا رسیور رکھ دیا۔ تقریباً نصف منٹ بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور مائرہ کمرے میں داخل ہوئی۔ اس نے کرنل زید کو سلام کیا اور اس کے سامنے ادب سے کھڑی ہوگئی۔

''بیٹھیں''...... کرنل زید نے کہا تو مائرہ کرسی پر بیٹھ گئی۔

''آپ ایگل ون اور ایگل ٹو کو حکم دے دیں کہ ہم نے آج گریٹ لینڈ کے لئے روانہ ہونا ہے''...... کرنل زید نے کہا۔

''اوکے باس۔ باس کیا مشن درپیش ہے''...... مائرہ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یس۔ ہم نے ایک انتہائی اہم اور خطرناک مشن پر روانہ ہونا ہے''...... کرنل زید نے کہا۔

''اوکے باس''...... مائرہ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اس کے بعد وہ کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی اس نے کرنل زید کو سلام کیا اور پھر وہ دروازے سے باہر نکل گئی۔ جبکہ کرنل زید نے اپنی ٹیبل پر رکھے ہوئے کمپیوٹر کا ''کی'' بورڈ اپنی طرف کھینچا اور پھر کیز پریس کرنے لگا۔ جلد ہی اس کے سامنے گریٹ جزائر کی تفصیلات آ گئی۔ اس نے آئی لینڈ تاشو کو کلک کیا تو تاشو کا مکمل نقشہ ارد دیگر تفصیل سکرین پر آ گئی۔ کرنل زید وہ تفصیل پڑھنے لگا۔ وہ تفصیل پڑھ رہا تھا کہ ٹیلی فون کی بیل بجنے لگی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس کرنل زید اسپیکنگ''...... کرنل زید نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم مشن پر گریٹ لینڈ جا رہے ہو''...... دوسری طرف

سے ڈاکٹر آبیلہ کی آواز سنائی دی۔

''اچھا تو مائرہ نے تمہیں اطلاع دے دی ہے''......کرنل زید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ اطلاع تم تو نہیں دے سکتے تھے نا''......ڈاکٹر آبیلہ نے ناراض سے لہجے میں کہا۔

''میں نے سوچا کہ ہوسکتا ہے تم اپنے کسی سائنسی کام میں مصروف ہو''......کرنل زید نے کہا۔

''نہیں۔آج کل کوئی مصروفیت نہیں ہے۔اس لئے میں بھی تمہارے ساتھ چل رہی ہوں''......ڈاکٹر آبیلہ نے کہا۔

''اوکے۔پرنسز آپ کے حکم کو ٹالا تو نہیں جاسکتا''......کرنل زید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مشن کی تفصیلات کیا ہیں''......دوسری طرف سے ڈاکٹر آبیلہ نے پوچھا۔

''تم میرے آفس آجاؤ۔پھر تفصیل سے بات کرتے ہیں''......کرنل زید نے اس مرتبہ سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اوکے۔میں ابھی آرہی ہوں تمہارے آفس''......ڈاکٹر آبیلہ کی آواز سنائی دی۔

''اوکے''......کرنل زید نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھا اور ایک بار پھر کمپیوٹر سکرین کی طرف متوجہ ہوگیا۔

کرنل ہیڈلے کے ہونٹ تھوتھنی کی طرح آگے بڑھے ہوئے تھے۔اس کی آنکھیں چھوٹی تھیں لیکن ان چھوٹی آنکھوں میں تیز چمک تھی۔اسی لئے شکل کافی حد تک بھیڑیئے سے ملتی تھی۔وہ جب اپنے ماتحتوں پر چیختا چلاتا تھا تو اس کی آواز میں کتے کی سی غراہٹ آجاتی تھی۔صرف اس کی شکل اور آواز ہی درندوں سے مشابہت نہیں رکھتی تھی بلکہ وہ فطرتاً بھی سفاک،عیار اور ظالم انسان تھا۔وہ اپنے مخالفوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ دیا کرتا تھا۔تڑپتے ہوئے انسانوں اور بہتے ہوئے انسانی خون کا نظارہ کرنا اس کا بہترین مشغلہ تھا۔اس کی ظالمانہ کارروائیوں کی وجہ سے ہی اسرائیلی صدر نے اسے ہارڈ ایجنسی کا چیف بنایا تھا اور جب سے کرنل ہیڈلے چیف بنا تھا ہارڈ ایجنسی کی کارکردگی کئی گنا بڑھ گئی تھی۔اندرون اور بیرون ملک ہارڈ ایجنسی نے کئی مشکل کیس آسانی سے مکمل کئے تھے۔اسی لئے کرنل ہیڈلے اور ہارڈ ایجنسی اسرائیلی صدر کی گڈ بک میں شامل تھے۔

اس وقت کرنل ہیڈلے اپنے آفس میں اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔اس کی

ٹیبل پر تین مختلف رنگوں کے ٹیلی فون سیٹ، ایک انٹر کام سیٹ ایک کمپیوٹر اور دوسرا دفتری سامان رکھا ہوا تھا۔ کمپیوٹر کی سکرین پر اس وقت یروشلم کا نقشہ روشن تھا اور کرنل ہیڈ لے اس نقشے کو غور سے دیکھ رہا تھا کہ انٹر کام کی مترنم گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے کمپیوٹر کی سکرین سے نظریں ہٹائیں اور انٹر کام کی طرف دیکھا پھر اس نے انٹر کام کا رسیور اٹھایا۔

''یس''...... اس نے انٹر کام کا رسیور کان سے لگاتے ہوئے انتہائی کرخت آواز میں کہا۔

''باس۔ رواڈو صاحب آئے ہیں''...... دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ رواڈو ہارڈ ایجنسی کا سب سے سینئر ایجنٹ تھا اسی لئے کرنل ہیڈ لے نے اسے اپنا اسسٹنٹ بنایا تھا۔

''بھیج دو''...... کرنل ہیڈ لے نے بدستور کرخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ پھر نصف منٹ ہی گزرا تھا کہ اس کے آفس کا دروازہ کھلا اور رواڈو کی شکل دکھائی دی۔ رواڈو لمبے قد اور ورزشی جسم کا مالک تھا۔ اس کے چہرے پر چٹانوں کی سی سختی تھی۔ اس کی آنکھوں میں بھی سفاکیت اور بے رحمی کی چمک موجود تھی۔ سنگدلی میں وہ کرنل ہیڈ لے سے کم نہ تھا۔

''مے آئی کم اِن باس''...... اس نے دروازے پر رک کر اجازت طلب کی۔

''یس''...... کرنل ہیڈ لے نے اس کی طرف دیکھا اور پھر کرخت لہجے میں بولا۔ رواڈو اس کے قریب آیا اور اس نے کرنل ہیڈ لے کو سیلوٹ کیا۔

''بیٹھو''...... کرنل ہیڈ لے نے بدستور کرخت لہجے میں رواڈو سے کہا۔

''تھینک یو باس''...... رواڈو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ کرنل ہیڈ لے کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''ابھی رواڈو کرسی پر بیٹھا ہی تھا کہ ایک دفعہ پھر انٹر کام کی گھنٹی بج اٹھی۔ کرنل ہیڈ لے نے فون اٹھایا۔ یس اب کیا بات ہے کیوں مجھے کال کی ہے کیا تمہیں نہیں معلوم میں نے رواڈو سے اہم معاملے پر ڈسکس کرنی ہے پھر یہ اچانک ہی کیوں

ڈسٹرب کیا۔ کرنل ہیڈ لے نے انتہائی کرخت لہجے میں اپنی سیکٹری سے کہا۔
باس ہمارے دوست ملک کافرستان سے دو اہم آفیسر آئے ہیں جن میں ایک کا نام مسٹر ہریش اور دوسرے اپنا نام مسٹر انور بتار ہا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ انہوں نے آپ سے ٹائم لیا ہوا ہے اور آپ سے ابھی ملنا ہے کیونکہ دونوں بہت جلدی میں ہیں اور خود کو بہت مصروف بتارہے ہیں۔ سیکٹری نے ادب سے کہا۔ ٹھیک ہے ان دونوں کو ابھی میرے پاس بہت احترام سے بھیج دو۔ کرنل ہیڈ لے نے چونک کر کہا۔ کیا مطلب باس یہ کافرستان کے معروف سیکرٹ ایجنٹ مسٹر فریدی جو دنیا کا عظیم سراغ رساں بھی مانے جاتے ہیں ان کے خاص بندے آپ سے کس لیے ملنے آرہے ہیں۔ رواڈو نے حیرت سے اور ادب سے کرنل ہیڈ لے سے پوچھا۔
''مجھے صدر مملکت نے کہا تھا کہ ہمارے دوست ملک کافرستان کے سب سے بڑے سیکرٹ ایجنٹ اور دنیا کے معروف سراغ رساں مسٹر کرنل فریدی کی ٹیم کو دو بڑے اور اہم ممبرز نے آنا ہے اور ان کو طریقے سے اور بہت ادب سے قائل کرنا ہے کیونکہ بقول کافرستان کے سب سے ذہین سیکرٹ ایجنٹ جن کا ڈنکا پوری دنیا میں بج رہا ہے ان کو شائد کسی طرح اس ہماری خفیہ لیبارٹری کے بارے میں شائد شک پڑ گیا ہے اور مجھے کہا ہے کہ میں کسی طرح ان کو سیٹ از فائز کر کے واپس بھیج دوں کیونکہ ہمارا جو پروجیکٹ ہے اس میں ہمارے دشمن ممالک کے ساتھ دوست ملک بھی ہمارا ٹارگٹ ہیں کیونکہ گریٹر اسرائیل کو پاورفل ہونے کے لیے اپنے دشمنوں کے ساتھ دوستوں کو بھی خفیہ طریقے سے اپنا مطیع بنانا ہوگا اور مجھے کسی طرح ان دونوں کو سیٹ از فائز کرنا ہوگا ورنہ اگر ہمارے دوست ملک کافرستان کا تنا بڑا اسراغ رساں اور اس کی ٹیم حرکت میں آئی تو ہمارا گریٹ پروجیکٹ مشکل کا شکار ہوجائے گا۔
''حیرت ہے باس ہمارا پروجیکٹ تو بہت ہی خفیہ ہے پھر مسٹر فریدی اور اس کی ٹیم کو کیسے بھنک مل سکتی ہے۔ ہاں رواڈو تمہاری بات تو درست ہے لیکن کرنل فریدی اور اس کی ٹیم کے سب ممبران بہت ہی ذہین اور دنیا کے مانے ہوئے سیکرٹ ایجنٹ

ہیں اور ہمارے ازلی دشمن ملک پاکیشیا کے علی عمران اور پاکیشیائی سیکرٹ سروس کی طرح ہمارے دوست ملک کافرستان کے کرنل فریدی اوراس کی ٹیم کا بھی دنیا میں بہت بڑا نام ہے اوران کے ایجنٹ پوری دنیا میں پائے جاتے ہیں لیکن ضروری نہیں ہوسکتا ہے کوئی اور کام بھی ہو لیکن ہمیں پوری طرح ان کو سیٹ از فائز کرنا ہوگا ورنہ پروجیکٹ پورا ہونے سے پہلے ہی ہم سب خطرے میں پر جائیں گے کیونکہ کافرستان کے کرنل فریدی اوراس کی فعال ٹیم جس ٹارگٹ کے پیچھے لگ جائے پہاڑ بھی ان کا راستہ چھوڑ دیتے ہیں اور ہمارا دوست ملک بھی ہے بہت طریقے سے ان کو قائل کرنا ہوگا۔کرنل ہیڈ لے نے طویل سانس لیتے ہوئے مگر ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا جیسے اس وقت مشکل میں ہو۔

’’اسی وقت ڈور لاک ہوا تو کرنل ہیڈ لے نے یس کم ان کہا۔اسی دوران کرائم رپورٹر انور اور بلیک فورس کا چیف ہریش مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوئے اور سیکٹری خود بڑے ادب سے ان کو یہاں تک لائی تھی۔انور اور ہریش کو دیکھ کر کرنل ہیڈ لے اور رواڈو ادب سے اٹھ کھڑے ہوئے اور بہت احترام سے ان دونوں نے انور اور ہریش سے ہاتھ خندہ پیشانی سے ملایا اوران کو بیٹھنے کے لیے کہا۔

’’کرنل ہیڈ لے اور رواڈو سے مل کر ہریش اور انور آرام دہ کرسیوں پر بیٹھ گئے۔مسٹر ہیڈ لے بے شک ہمارا آپ اسرائیلی سیکرٹ ایجنسیوں سے کوئی دوستی نہیں ہے لیکن بہر حال ہمارے ملک کافرستان کے آپ کے ملک سے گہرے مراسم ہیں ہمیں کچھ اطلاع ملیں ہیں ہوسکتا ہے یہ ہماری غلط فہمی ہو لیکن ہم آپ سے کچھ معلوم کرنے آئے ہیں اور ہمارے ملک کافرستان کے صدر مملکت کے سپیشل آرڈر پر ہمارے باس کرنل فریدی صاحب نے ہمیں آپ کے صدر مملکت سے ملنے کو کہا ہے اوران سے ہماری ملاقات تو نہیں ہو پائی شائد وہ بزی ہیں لیکن آپ کے صدر مملکت نے معزرت بھی کی ہے اور آپ سے ملنے کو کہا ہے تو مسٹر ہیڈ لے ہم آپ سے کچھ سوال کرنے آئے ہیں۔انور نے بارعوب لہجے میں مگر مسکراتے ہوئے کہا۔

”سر سر آپ دونوں کا ملک ہمارے ملک کے گہرے دوستوں میں ہے اور بات چیت تو ہوتی رہے گی آپ جو سوال کریں گے میں اور میرا اسسٹنٹ مسٹر رواڈے آپ کی ہر بات کا جواب دیں گے لیکن سر آپ دونوں اس وقت ہم اسرائیلیوں کے مہمان ہیں سب سے پہلے آپ یہ بتائیں کہ آپ کیا کھانا پینا پسند فرمائیں گے باتیں تو ہوتی رہیں گی۔ کرنل ہیڈ لے نے بدستور مسکراتے ہوئے بہت ادب سے کہا۔ رواڈو بھی ادب سے مسکراتے ہوئے ہریش اور انور کو دیکھ تھا اور دونوں جانتے تھے کہ یہ کرنل فریدی کے اہم ممبران ہیں اور بڑے بڑے معرکے انہوں نے کیے ہیں اس لیے کافی حد تک مرعوب بھی تھے۔

”ہم کھانا تو کھا کر آئے ہیں بس آپ فریش جوس ہی منگوالیں۔ انور نے کہا۔ سر اگر کہیں تو اعلیٰ قسم کی شراب بھی موجود ہے وہ بھی منگوائیں آپ دونوں کے لیے ۔کرنل ہیڈ لے نے ادب سے پوچھا۔ مجھے اپنے پارٹنر مسٹر انور کا تو معلوم ہے یہ شراب ہرگز نہیں پیتے اور میں پہلے کبھی کبھار شراب پی لیتا تھا لیکن اپنے باس کرنل فریدی صاحب کا ممبر بننے کے بعد شراب کو بالکل چھوڑ دیا ہے کیونکہ ہمارے باس کا کوئی ممبر شراب نہیں پیتا اس لیے شراب کے معاملے میں ہم آپ سے معزرت چاہتے ہیں۔ اس بار پہلی دفعہ ہریش نے بولتے ہوئے کہا۔

”چلیں سر جیسے آپ کی مرضی کرنل ہیڈ لے نے مسکراتے ہوئے ادب سے کہا اور رواڈو کو اشارہ کیا تو اس نے جلدی سے فون پر فریش جوس منگوانے کا کہا اور پھر انور اور ہریش ان سے سرسری باتیں کرنے لگے کچھ ہی دیر میں ایک نوجوان اور بہت خوبصورت لڑکی ٹرے دھکیلتی ہوئی اندر آئی جس اور ٹرے میں فریش جوس اور سیڈوچ بھی تھے اور بہت ادب سے سب کو سلام کیا اور بہت ادب سے مہمانوں اور اپنے دونوں باسز کے سامنے فریش جوس اور سیڈوچ سلیقے سے رکھ دیا۔ ٹھیک ہے فینی تم جا سکتی ہو اور ہم اپنے خاص مہمانوں سے خاص میٹنگ کرنی ہے اس لیے اب ہمیں ڈسٹرب نا کیا جائے۔ کرنل ہیڈ لے نے کہا تو فینی نے ادب سے سر ہلایا اور یہاں سے چلی گئی۔

’’اگر یہاں انور کی جگہ یا ہریش کی جگہ کیپٹن حمید ہوتا تو لازمی مسکراتے ہوئے اس حسین ترین لڑکی سے ہاتھ ضرور ملاتا اور مسکرا کر بات کرتا لیکن انور عورت ذات میں صرف اپنی پارٹنر رشیدہ کو ہی چاہتا تھا یہ اور بات ہے کہ انور اور رشیدہ کی آپس میں لڑائی اور نوک جھونک بھی ہوتی رہتی تھی لیکن بہر حال انور صرف رشیدہ کو ہی پسند کرتا تھا اور جہاں تک ہریش کی بات تھی تو ہریش بھی کیپٹن حمید کی طرح دل پھینک نہیں تھا لیکن کرنل فریدی کی ممبر لیڈی انسپکٹر ریکھا جیسی حسین ترین ممبر کو دل و جاں سے چاہتا تھا اور انڈر ورلڈ کی دنیا میں ہوتے ہوئے بھی کسی لڑکی سے رغبت نہیں رکھتا تھا۔

’’انور اور ہریش فریش جوس اور سینڈوچ سے شغل کرنے لگے۔ مسٹر ہیڈلے ہم یعنی کرنل فریدی صاحب کی ٹیم آج کل ایک اہم پراجیکٹ میں ساؤتھ افریقہ میں بہت مصروف ہیں لیکن بہت معزرت کے ساتھ ہمیں خفیہ اطلاع ملی ہیں کہ آپ اسرائیل والے گریٹ لینڈ میں کوئی خاص پروجیکٹ شروع کیا ہوا ہے جسے بہت خفیہ رکھا ہوا ہے اور اپنے دوست ملکوں کو بھی اس میں شامل نہیں کیا۔ انور نے جوس کو سپ کرتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔

’’چونکہ کرنل ہیڈلے اور رواڈ کو سو فیصد یقین تھا کہ انور اور ہریش نے یہی سوال ہی کرنا ہے اس لیے یہ ہرگز نہیں چونکے اور جانتے تھے کہ یہاں ان کا ہلکا سا چونک جانا بھی کرنل فریدی جیسے عظیم سراغ رساں کے کے خاص ممبران کو شک میں مبتلا کر سکتا ہے اس لیے دونوں نے بہت اطمیان سے شدید حیرت کا اظہار کیا جیسے واقعی کچھ جانتے ہی نہ ہوں۔ مسٹر انور اور مسٹر ہریش آپ مسٹر فریدی جیسے عظیم سیکرٹ ایجنٹ اور دنیا کے مانے ہوئے سیکرٹ ایجنٹ کے اہم ممبران ہیں سر آپ اپنے دشمنوں سے تو بات کو چھپا سکتے ہیں مگر اپنے دوست ملک سے کیسے کچھ چھپا سکتے ہیں میر خیال میں آپ دونوں کو کچھ غلط فہمی ہوئی ہے۔ کرنل ہیڈلے نے بہت ہی شفیق انداز میں مسکراتے ہوئے کہا کیونکہ جانتا تھا کہ اس کے سامنے چہروں کو پڑھنے والے دنیا کے عظیم سیکرٹ ایجنٹ بیٹھے ہیں جو اس کے ملک کے

اچھے دوستوں میں ہیں اس لیے بغیر چونکے بہت ہی اعتماد سے جواب دیا تھا۔

''مسٹر ہیڈ لے ہوسکتا ہے ہماری غلط فہمی ہو کیونکہ کافرستان اور اسرائیل اچھے دوست ہیں اور ایک دوسرے کے مفاد کے لیے ہی کام کرتے ہیں ایک دوسرے کے خلاف کوئی خفیہ کام نہیں کرتے ہماری ٹیم بے شک ساؤتھ افریقہ میں آج کل بہت مصروف ہے لیکن آپ جانتے ہیں کہ ہمارے باس یعنی کرنل فریدی صاحب کے ذرائع بہت وسیع ہیں ہمیں جو خبر ملی ہے ہم بس تصدیق کرنے آئے ہیں بلکہ اگر ایسا کچھ ہے تو آپ ہمیں بلا جھجک بتا سکتے ہیں اگر اس میں کافرستان کا مفاد بھی شامل ہوا تو ہم الٹا آپ کے خفیہ پروجیکٹ کی حفاظت کر سکتے ہیں اور اگر گریٹ لینڈ کی سمندری حدود میں آپ کا ایسا خفیہ پروجیکٹ ہوا جو کافرستان کے لیے بھی مفید ہوا تو ہم آپ کے پروجیکٹ کو دشمنوں سے بھی بچا سکتے ہیں۔اس بار ہریش نے جوس سپ کرنے کے ساتھ سیڈوچ کھاتے ہوئے ان دونوں کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''سر انور اور سر ہریش آپ دونوں ہمارے ملک کے اچھے دوست ملک کے عظیم سیکرٹ ایجنٹ ہیں اور آپ تک کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی لیکن سر ہوسکتا ہے یہ کسی دشمن نے افواہ اڑائی ہو اور جہاں تک میرا خیال ہے سر آپ کے عظیم باس اور آپ دونوں کو شائد غلط فہمی ہی ہوئی ہے۔اس بار رروا ڈے نے مسکراتے ہوئے بہت اعتماد سے کہا جیسے پہلے سے ہی بات کو سوچ کر بیٹھے تھے۔

اور سر آپ جانتے ہیں کہ گریٹ لینڈ بھی ہمارے دشمن ملک میں نہیں ہے اور ہمارے ملک کا گریٹ لینڈ سے اور اس کی سمندری حدود سے کیا تعلق یہ ہم اپنے ملک کے قریبی سمندری حدود میں بھی کر سکتے ہیں اور اگر ہمارا کو خفیہ پروجیکٹ ہوا تو کافرستان کو تو اس سے کوئی خطرہ ہر گز نہیں ہونا چاہیے کیونکہ آپ بہر حال ہمارے اچھے دوست ملک سے ہیں۔اس بار کرنل ہیڈ لے نے بہت ہی اعتماد سے شفیق انداز میں سفید جھوٹ بولتے ہوئے کہا حالانکہ اسرائیل کے اس خفیہ پروجیکٹ سے اسرائیل کے دشمنوں کے ساتھ دوست ملک کے خلاف بھی سازش شامل تھی اس

لیے کیسے یہ ان کو بتا سکتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ اگر کرنل فریدی کے ساتھ ان کے اس خفیہ پروجیکٹ کی رکھوالی کے لیے آتے ہیں تو پھر سمجھو ان کا خفیہ پروجیکٹ ہر لحاظ سے سیف ہے لیکن چونکہ اس خفیہ پرجیکٹ میں صرف اسرائیل کا اپنا ہی مقصد تھا اس لیے طریقے سے ادب سے اور مسکراتے ہوئے اور بہت ہی اعتماد سے ان کو جواب دے رہے تھے کہ ہریش اور خاص کر انور جیسے تیز نظروں والے سیکرٹ ایجنٹ کو بھی شک نہیں ہوا تھا کیونکہ پہلے سے ان اسرائیلیوں کو معلوم تھا کہ ان سے ایسے ہی سوال پوچھے جائیں گے۔

چلیں بھگوان کرے ایسا ہی ہو مجھے امید ہے کہ آپ اسرائیلی ہمارے ملک کافرستان کے ہمیشہ مفاد میں ہی رہیں گے۔ ہریش نے مسکراتے ہوئے کہا۔ مسٹر ہیڈ لے اور مسٹر رواڈو آپ کے اعتماد پر ہم یقین کرتے ہیں ہم نے اب دوبارہ ساؤتھ افریقہ جانا ہے جہاں ہم کرنل فریدی صاحب اور ان کی پوری ٹیم ایک پروجیکٹ میں بہت مصروف ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ کا ملک اسرائیل ایکریمیا کی طرح اپنے دوسرے اہم دوست کافرستان کے مفاد کے بارے میں ہی سوچے گا اور اللہ کرے ہمیں غلط فہمی ہی ہوئی ہو تو ٹھیک ہے ہم آپ سے اجازت چاہتے ہیں۔ انور نے کہا تو ہریش نے بھی سر ہلا دیا۔

''کرنل ہیڈ لے اور رواڈو نے بہت احترام سے ان کو سی آف کیا اور ان کے چلے جانے کے بعد دونوں نے سکھ کا طویل سانس لیا کیونکہ اگر ان کا دوست ملک کافرستان کا عظیم سیکرٹ ایجنٹ کرنل فریدی اپنے ساتھیوں کے ساتھ اسی مخبری پر چل نکلتا ہوا اسرائیلیوں کو لالے پر جاتے لیکن ان کو طریقے سے ٹرخانے کے بعد ان کے چہروں پر رونق آ گئی تھی۔

''شکر ہے کافرستان کے سیکرٹ ایجنٹوں کو ہم پر شک نہیں ہوا خیر اب تم مجھے بتاؤ کہ صدر مملکت کے ملٹری سیکرٹری کے قتل کی کیا رپورٹ سامنے آئی ہے''...... کرنل ہیڈ لے ن ے رواڈو کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا اور اس کی مسکراہٹ اور باادبی ختم ہو چکی تھی اور دوبارہ رعوب آ گیا تھا اور غور سے روڈو کو دیکھ کر سختی سے پوچھا۔

''باس۔ یہ کارروائی فلسطینی دہشت گردوں کے ایک گروپ کی ہے''......رواڈو نے کہا۔

''اگر یہ کارروائی کسی فلسطینی گروپ کی ہے تو پھر ملٹری سیکرٹری پر تشدد کیوں کیا گیا۔ وہ لوگ تو بس گولی مار دیتے ہیں''......کرنل ہیڈ لے نے سخت لہجے میں کہا۔

''باس۔ یہ لوگ بعض اوقات معلومات بھی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ انہوں نے ملٹری سیکرٹری صاحب سے بھی معلومات ہی حاصل کی ہیں''......رواڈو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یہی تو تمہیں معلوم کرنا ہے کہ انہوں نے کیا معلومات حاصل کی ہیں''...... کرنل ہیڈ لے نے کرخت لہجے میں کہا۔

''باس۔ پریذیڈنٹ کی سپیشل انٹی کرائم برانچ نے ایک فلسطینی رہنما کو گرفتار کیا تھا۔ انہوں نے اس رہنما کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں''......رواڈو نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

یہ بات تمہیں صدر صاحت کے مرنے والے ملٹری سیکرٹری نے بتائی ہے''...... کرنل ہیڈ لے نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''نو باس۔ ایک فلسطینی گروپ کی جانب نے اس قتل کی ذمہ داری قبول کی گئی ہے اور دھمکی دی گئی ہے کہ اگر آئندہ فلسطینی رہنما کو گرفتار کرنے کے بعد قتل کیا گیا تو اسرائیل کے ایسے ہی افسران کو تشدد کر کے ہلاک کر دیا جائے گا''......رواڈو نے کہا تو کرنل ہیڈ لے خاموش رہا۔

''تمہیں یقین ہے کہ یہی معاملہ ہے۔ صدر صاحب کے ملٹری سیکرٹری کے اغوا، تشدد اور قتل میں کوئی غیر ملکی ایجنٹ ملوث نہیں ہے''...... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کرنل ہیڈ لے نے کہا۔

''یس باس۔ یہ سو فیصد فلسطینی گروپ کی کارروائی ہے''......رواڈو نے پر اعتماد لہجے میں کہا۔

''جس فلسطینی گروپ نے صدر صاحب کے ملٹری سیکرٹری کو اغوا اور قتل کیا اس

کے بارے میں تمہارے پاس کوئی انفارمیشن نہیں ہے''...... کرنل ہیڈ لے نے سخت لہجے میں پوچھا۔

''باس۔ ان گروپس پر کئی ادارے کام کر رہے ہیں۔ کئی گروپس ٹریس ہوئے ہیں ان کے خلاف کارروائی ہوتی ہے اور گروپس ختم بھی ہو جاتے ہیں لیکن پھر ختم ہونے والے گروپس کی جگہ دوسرے گروپس آ جاتے ہیں۔ ہمارے ادارے ایک گروپس کو ختم کرتے ہیں تو دس نئے گروپس اس کی جگہ آ جاتے ہیں''...... رواڈو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ میں صرف یہ سوچ رہا ہوں کہ اس اغوا اور قتل میں کوئی غیر ملکی ایجنٹ ملوث نہ ہو۔ صدر صاحب نے نہایت ہی اہم ذمہ داری ہمارے سپرد کی ہوئی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم سے کوئی غفلت ہو جائے اور ہمیں صدر صاحب کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے''...... کرنل ہیڈ لے نے کہا۔

''باس۔ ہم نے ہر ذمہ داری کو نبھایا ہے اور ہمیشہ صدر صاحب کے سامنے سرخرو رہے ہیں۔ اب بھی ہم صدر صاحب کے سامنے شرمندہ نہیں ہوں گے''...... رواڈو نے مطمئن لہجے میں کہا۔

''رواڈو۔ اس وقت اسرائیل اپنی تاریخ کے اہم سنگ میل پر کھڑا ہے۔ اسرائیل اس وقت جس پراجیکٹ پر کام کر رہا ہے اگر یہ مکمل ہو گیا تو پھر کوئی بھی اسرائیل کی آنکھوں میں آنکھیں نہیں ڈال سکے گا۔ ہمارا گریٹ اسرائیل کا خواب پورا ہو جائے گا۔ تمام ملکوں پر ہماری بالادستی قائم ہو جائے گی۔ اس لئے ہم نے اپنے اس پراجیکٹ کی حفاظت کرنی ہے۔ اس پراجیکٹ کے خاتمہ کے لئے ایکریمیا، گریٹ لینڈ، روسیاہ، کرانس، باچان، کافرستان سمیت دنیا بھر کے سیکرٹ ایجنٹ اسرائیل کا رخ کر سکتے ہیں اب یہ دیکھ لو کہ ہمارے دوست ملک کافرستان کے بہت بڑے سیکرٹ ایجنٹ کو ہمارے پروجیکٹ کے بارے میں جیسے تیسے اطلاع مل گئی ہے اور کافرستان کے صدر صاحب کے نمائندے کی طرف سے مسٹر فریدی کے دو اہم ترین سیکرٹ ممبران مسٹر انور اور مسٹر ہریش ہمارے صدر سے ملنے آئے

ہیں اور صدر صاحب نے ان کو ہماری طرف بھیج دیا ہے تا کہ میں ان کو سیٹ از فائز کر سکوں اور شکر ہے ہم نے اپنے اعتماد سے ان کو کسی شک میں نہیں رکھا ورنہ مشکل کا شکار ہو جاتے ویسے مسٹر انور کے بارے میں سنا ہے کہ بہت تیز نظریں رکھتا ہے اور اس کی تمام تر توجہ میری طرف تھیں کہ کہیں میں کسی بات پر ہلکا چونک جاؤں تو وہ یہ بات نوٹ کر لے لیکن میں نے تمہیں بھی بتا دیا تھا اور خود بھی پوری طرح ہوشیار تھا ۔کرنل ہیڈ لے نے کہا۔

''باس ویسے مسٹر ہریش کی نظریں میری طرح تھیں اور دونوں ہی ہماری باتوں پر ہم پر نظر بھی رکھے ہوئے تھے۔رواڈو نے کہا۔ہاں ظاہری بات ہے اب کافرستان ہمارا دوست ملک بھی ہے پروجیکٹ مکمل ہونے سے پہلے ان سے دوستی بھی نہیں توڑ سکتے تھے خیر اب اچھا ہو گیا ہے لیکن بہر حال ہم نے ہر لمحے ہوشیار رہنا ہے۔ ہر وقت اپنی آنکھیں کھلی رکھنی ہیں اور آنے والے ایجنٹوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ دینا ہے''......کرنل ہیڈ لے نے اس مرتبہ نسبتاً نرم لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ہم سب کو اس بات کا شدت سے احساس ہے اور ہم تو ہمیشہ ایکٹو رہتے ہیں۔اب بھی ہم ہر دم چوکس ہیں اور اگر کوئی غیر ملکی ایجنٹ آیا تو اس کے جسم کے سینکڑوں ٹکڑے ہوں گے اور وہ ٹکڑے چیل کوّے کھائیں گے''......رواڈو نے ٹھوس آواز میں بات کرتے ہوئے کہا جیسے ہی اس کی بات ختم ہوئی سرخ رنگ کے ٹیلی فون سیٹ کی بیل بج اٹھی۔بیل کے ساتھ ہی سیٹ پر ایڈ جسٹ بلب بھی جلنے بجھنے لگا۔یہ بلب اس لئے سیٹوں پر لگائے گئے تھے تا کہ پتا چل سکے کہ کس سیٹ پر کال آ رہی ہے۔سرخ رنگ کے ٹیلی فون کی بیل سنتے ہی وہ دونوں چونک پڑے۔ کیونکہ اس سیٹ پر صرف پریذیڈنٹ ہاؤس یا پرائم منسٹر ہاؤس سے ہی کال آتی تھی۔

''یس۔کرنل ہیڈ لے اسپیکنگ''......کرنل ہیڈ لے نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''سر۔میں ملٹری سیکرٹری آف پریذیڈنٹ بول رہا ہوں۔ پندرہ منٹ بعد صدر مملکت سے آپ کی میٹنگ ہے''......دوسری طرف سے صدر اسرائیل کے ملٹری

سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''اوکے'' ......کرنل ہیڈلے نے کہا اور پھر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''میں صدارتی محل جا رہا ہوں غالباً مجھ سے پریزیڈنٹ صاحب ہمارے دوست ملک کافرستان کے ان کے صدر صاحب کی طرف سے بھیجے گئے خاص ممبران یعنی مسٹر انور اور مسٹر ہریش جو ہم سے ملنے آئے تھے اس بارے میں شائد پوچھنا چاہتے ہیں کہ ہم نے ان کو سیٹ از فائز کیا یا نہیں اور خفیہ پروجیکٹ کے بارے میں بھی مذید بات چیت غالباً کریں گے لیکن اب تم اپنے انتظامات کو وسیع کر دو۔ اگر کہیں کوئی معمولی سی غلطی ہوگئی تو میں تمہیں بھی اڑا دوں گا اور غلطی کرنے والوں کو بھی'' ......کرنل ہیڈلے نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کرخت لہجے میں کہا۔ اسے اٹھتا دیکھ کر رواڈو بھی کرسی سے کھڑا ہوا گیا۔

''یس باس۔ کسی سے کوئی غلطی یا غفلت نہیں ہوگی'' ......رواڈو نے سیلوٹ کرتے ہوئے کہا۔

''کرنل ہیڈلے نے اس کے سیلوٹ کو نظر انداز کیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا۔ پھر ٹھیک تیرہ منٹ بعد وہ صدارتی محل کے میٹنگ ہال میں پہنچ چکا تھا۔ میٹنگ ہال خالی تھا جس کا مطلب تھا کے صدر کے ساتھ صرف اس کی میٹنگ ہے۔ اسے کرسی پر بیٹھے دو منٹ ہی ہوئے تھے کہ میٹنگ ہال کا دروازہ کھلا اور اسرائیلی صدر اپنے سیکورٹی آفیسر کے ہمراہ میٹنگ ہال میں داخل ہوا۔ کرنل ہیڈلے نے فوراً ہی اٹھ کر اس کا استقبال کیا۔ صدر صاحب قریب آئے تو کرنل ہیڈلے نے انہیں سیلوٹ کیا جس کا جواب صدر صاحب نے سر ہلا کر دیا پھر صدر صاحب اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے جبکہ سیکورٹی آفیسر میٹنگ روم سے باہر چلا گیا۔

''تشریف رکھئے کرنل صاحب'' ......اپنی کرسی پر بیٹھنے کے بعد صدر صاحب نے کرنل ہیڈلے سے کہا۔

''تھینک یو جناب محترم صدر صاحب'' ......کرنل ہیڈلے نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

''آپ نے رپورٹ دی ہے کہ کچھ ایکریمی سیکرٹ ایجنٹ ہمارے پراجیکٹ کے خلاف حرکت میں آئے ہیں اوراس کے علاوہ ہمارے دوسرے خاص دوست ملک کافرستان کے سب سے بڑے سیکرٹ ایجنٹ کرنل فریدی اوراس کی فعال ٹیم کو بھی شائد ہمارے پروجیکٹ کے بارے میں کچھ شبہات ہوئے ہیں اس پر آپ سے بات کرنی ہے'' ......صدرمملکت نے کرنل ہیڈ لے کو دیکھتے ہوئے باوقار لہجے میں کہا۔

''یس محترم صدر صاحب جہاں تک ہمارے دوست ملک کافرستان کے فعال سیکرٹ ایجنٹوں کی بات ہے تو سر فکر نہ کریں ان کو میں نے اور میرے خاص بندے رواڈے نے طریقے سے سیٹ از فائز کر دیا ہے ویسے تو ساؤتھ افریقہ میں کسی پروجیکٹ میں مسٹر فریدی جیسے کافرستان کے سیکرٹ ایجنٹ اوراس کے فعال ممبران بہت مصروف ہیں لیکن بہرحال ان کو میں نے طریقے سے سیٹ از فائز کر دیا ہے ان کی طرف سے آپ فکر نہ کریں اور صدف صاحب کو انور اور ہریش کی ملاقات کا سارا احوال ادب سے بتا دیا۔

گڈ بہت اچھا ہوا لیکن اب ایکریمی ایجنٹ کے بارے میں آپ اب بتائیں۔صدر نے بدستور باوقار لہجے میں کہا۔ جی سر میں اسی طرف ہی آرہا ہوں اب جیسے ہی کسی ایکریمی ایجنٹ نے ہمارے خلاف حرکت میں آنے کی کوشش کی تو وہ مارا گیا اور جنابِ صدر۔ میں یہ بات خاص طور پر عرض کرنا چاہتا ہوں کے ہونے والے ایکریمی ایجنٹوں کو بھی یہ معلوم نہیں تھا کہ ہمارا پراجیکٹ کیا ہے۔ وہ ایجنٹ اسی پراجیکٹ کی تفصیلات جاننا چاہتے تھے اور پھر وہ اسی لئے مارے بھی گئے'' ...... کرنل ہیڈ لے نے کرسی سے کھڑے ہوتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''لیکن ہمارے ملٹری سیکرٹری میجر ڈائمو رٹ کو اغوا کر کے قتل کر دیا گیا ہے'' ...... صدر اسرائیل نے کہا۔

''انہیں فلسطین کے ایک گروپ نے اغوا کیا۔ ان پر تشدد کیا اور پھر انہیں ہلاک کر دیا گیا۔ یہ سب اس کارروائی کا تسلسل ہے جو فلسطینی گروپ ہمارے خلاف

کرتے رہتے ہیں''......کرنل ہیڈلے نے کہا۔

''ہمیں یہی بتایا گیا ہے لیکن ہم مطمئن نہیں ہیں۔ہمیں خدشہ ہے کہ کہیں دشمن سی ورلڈ میں نہ پہنچ جائیں''......صدراسرائیل نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

''جناب صدر محترم صاحب۔ایسا کچھ بھی نہیں ہوگا۔سی ورلڈ کے بارے میں کسی کو کچھ معلوم نہیں ہے۔ایکریمیا کو بھی اس پراجیکٹ کی بھنک نہیں پڑی۔اس لئے کوئی بھی سی ورلڈ کا رخ نہیں کرسکتا اور کچھ حد تک ہمارے دوست ملک کافرستان کے عظیم سیکریٹ ایجنٹ کرنل فریدی کو کچھ شبہ تھا اورانہوں نے اپنے صدر صاحب سے بات کی تھی اوران کے صدر صاحب کی طرف سے مسٹر فریدی کے دواہم ممبران مسٹر انور اور مسٹر ہریش ہم سے پوچھ تاچ کرنے آئے تھے اورآپ نے ان سے ملنے کے بجائے مجھے ان سے ملنے کو کہا تھا اوران کو میں نے طریقے سے سیٹ از فائز کردیا ہے اس لیے آپ بے فکر رہیں''......کرنل ہیڈلے نے مطمئن لہجے میں کہا۔

''لیکن چند ایکریمی ایجنٹ متحرک تو ہوئے نا جنہیں ماردیا گیا''......صدر صاحب نے کہا۔

''ان ایجنٹوں کو سی ورلڈ کی تفصیلات کا علم نہیں تھا۔انہیں صرف اتنی سن گن ملی تھی کہ اسرائیلی کوئی ایسا ہتھیار بنارہا ہے جس سے ایکریمیا کے مفادات کو بھی نقصان پہنچے گا۔وہ اس کی معلومات حاصل کرنے کے لئے اسرائیل آنا چاہتے ہیں لیکن اب وہ اس دنیا میں ہی نہیں ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اب کوئی بھی اسرائیل کا رخ نہیں کرے گا''......کرنل ہیڈلے نے مضبوط لہجے میں کہا۔

''یہ ایکریمی بہت خراب نیچر کے ہیں۔یہ مطمئن ہوکر نہیں بیٹھیں گے۔یہ لازماً معلومات حاصل کرنے کی کوشش کریں گے''......صدر مملکت نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

''جناب محترم صدر صاحب۔ہم نے ان ایکریمیوں پر اس طرح پنجے گاڑھے ہوئے ہیں کہ ان کا کوئی بھی کام ہماری نظروں سے نہیں چھپ سکتا۔ان کا جو ایجنٹ بھی ہمارے اس پراجیکٹ کی معلومات لینے کی کوشش کرے گا وہ اپنی جان سے

ہاتھ دھو بیٹھے گا'' ...... کرنل ہیڈ لے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ اچھا آپ یہ بتائیں کہ کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس احمق علی عمران کو تو اپر اجیکٹ کی اطلاع نہیں ملی'' ...... اسرائیلی صدر نے کرنل ہیڈ لے کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''نو سر۔ ہمارے اس پراجیکٹ کی اطلاع کسی کو بھی نہیں مل سکتی۔ نہ اس مسخرے علی عمران کو اور نہ ہی کسی ایکریمی، روسیاہی ایجنٹ کو'' ...... کرنل ہیڈ لے نے نہایت نرم اور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اس وقت ایسا لہجہ اختیار کرنا اس کی مجبوری تھی کیونکہ اس کے سامنے اسرائیلی صدر تھے۔ اگر اس انداز میں علی عمران کا ذکر صدرِ مملکت کی بجائے کسی اور نے کہا ہوتا تو کرنل ہیڈ لے نے اسے گولی بھی ماردینی تھی۔

''کرنل صاحب۔ نجانے کیا بات ہے کہ میرا دل مطمئن نہیں ہو رہا'' ...... صدر اسرائیل نے بے چین لہجے میں کہا۔

'سر آپ مطمئن رہیں۔ ہمارے پراجیکٹ کو کسی کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ یہ مکمل طور پر محفوظ ہے'' ...... کرنل ہیڈ لے نے دل پر جبر کرتے ہوئے نرم اور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''سی ورلڈ میں جی پی سیون سیکورٹی پر موجود ہے۔ میں جی پی سیون کو واپس بلا لیتا ہوں۔ آپ وہاں ہارڈ ایجنسی کے ایجنٹوں کو تعینات کر دیں۔ وہ وہاں پر موجود اسرائیلی آرمی کے ساتھ سیکورٹی کے فرائض سرانجام دیں اور آپ بھی ہر دوسرے دن سی ورلڈ کا ٹور کریں گے۔ اس کے علاوہ اسرائیل میں ہر شخص پر نظر رکھیں۔ کوئی مشکوک آدمی نظر آئے تو اسے فوراً ہلاک کر دیں۔ اس مقصد کے لئے آپ اسرائیل کے تمام اداروں، ایجنٹوں سے تعاون لے سکتے ہیں۔ میں تمام اداروں اور ایجنٹوں کے سربراہان کو لیٹر جاری کرا دیتا ہوں وہ آپ سے تعاون کے پابند ہوں گے'' ...... صدر مملکت نے کہا۔

''جناب صدر۔ آپ نے فیصلہ بالکل درست کیا ہے'' ...... کرنل ہیڈ لے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''صرف اسرائیل اور سی ورلڈ میں ہی آپ نے چوکس نہیں رہنا کرنل صاحب بلکہ آپ نے گریٹ لینڈ میں بھی اپنے ایجنٹوں کو چوکس کر دینا ہے۔ وہاں ایجنٹوں کی تعداد بھی بڑھا دیں اگر وہاں بھی کوئی اسرائیل کا دشمن نظر آئے تو اس کا بھی خاتمہ کر دیا جائے جو اسرائیل کا دشمن رہے اسے جینے کا ویسے بھی حق نہیں اور خاص طور پر ان حالات میں تو اسرائیل کے دشمن کو زندہ نہیں رہنا چاہئے''......صدر مملکت نے سرد لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی''......کرنل ہیڈلے نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اس کے علاوہ آپ پوری دنیا میں موجود اپنے ایجنٹوں کو بھی چوکس کر دیں۔ اگر دنیا کے کسی ملک میں ہمارے سی ورلڈ کے حوالے سے کوئی بات ہوتی ہے تو آپ کی ایجنسی کو فوراً حرکت میں آ جانا چاہئے اور جہاں کہیں بھی بات ہو رہی ہو اور جو اس کے بارے میں بات کر رہا ہے اسے فوری طور پر آف ہو جانا چاہئے اور کرنل ہیڈلے۔ یہ سب آپ کی ذمہ داری ہے۔ اگر اس ذمہ داری کی ادائیگی میں معمولی سی بھی کوتاہی ہوئی تو ہماری قوم کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچے گا اور پھر آپ کا کورٹ مارشل ہونے میں ایک لمحے کی تاخیر بھی نہیں ہو گی''......صدر مملکت نے اس مرتبہ سخت لہجے میں کہا۔

''میں سمجھتا ہوں جناب محترم صدر صاحب۔ اور فرائض کی ادائیگی میں نہ پہلے کبھی ہم سے غفلت ہوئی ہے نہ آئندہ ہو گی''......کرنل ہیڈلے نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ اب جب تک ہمارا پراجیکٹ مکمل نہیں ہو جاتا آپ مجھ سے روز رابطہ کریں گے''......صدر مملکت نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''جی جناب۔ محترم صدر صاحب۔ آ کے حکم کی حرف بہ حرف تعمیل ہو گی''...... کرنل ہیڈلے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''وش یو گڈ لک''......صدر مملکت نے کہا اور پھر انہوں نے ٹیبل پر لگے ہوئے

بٹنوں میں سے ایک بٹن پریس کیا تو فوراً ہی میٹنگ ہال کا دروازہ کھلا اور سیکورٹی آفیسر اندر داخل ہوا۔ صدر اسرائیل باوقار انداز میں اپنی سیٹ سے اٹھے۔ انہیں اٹھتے دیکھ کر کرنل ہیڈ لے بھی احتراماً کھڑا ہو گیا جبکہ صدر اسرائیل دروازے کی طرف بڑھے اور پھر میٹنگ ہال سے باہر نکلتے چلے گئے۔ کرنل ہیڈ لے بھی پریذیڈنٹ سیکرٹریٹ سے واپس اپنے ہیڈ کوارٹر آ گیا۔ اپنی کرسی پر بیٹھتے ہی اس نے انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور اپنی سیکرٹری کا نمبر پریس کر دیا۔

''یس باس'' ...... دوسری طرف سے رسیور اٹھائے جانے کے بعد سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''رواڈو کو میرے پاس بھیج دو'' ...... کرنل ہیڈ لے نے سخت لہجے میں کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔ تقریباً دو منٹ بعد ہی اس کے آفس کا دروازہ کھلا اور رواڈو کی شکل دکھائی دی۔

''میں اندر آ سکتا ہوں باس'' ...... رواڈو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یس'' ...... کرنل ہیڈ لے نے کرخت لہجے میں کہا تو رواڈو کرنل ہیڈ لے کے قریب آ گیا۔ اس نے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور کرنل ہیڈ لے کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

''بیٹھ جاؤ'' ...... کرنل ہیڈ لے نے کرخت لہجے میں کہا تو رواڈو اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''میں نے تم سے کہا تھا کہ اسرائیل اس وقت تاریخ کے نازک موڑ پر کھڑا ہے۔ اگر ہمارا موجودہ پراجیکٹ مکمل ہو گیا تو ہمارا گریٹ اسرائیل کا خواب شرمندہ تعبیر ہو جائے گا اور اگر ہمارا یہ پراجیکٹ مکمل نہ ہوا تو پھر ہمیں گریٹ اسرائیل کے لئے کئی دہائیوں کا انتظار کرنا پڑے گا اور صدر مملکت نے بھی اپنی میٹنگ میں یہی بات کہی ہے۔ وہ اس پراجیکٹ کے لئے بہت فکرمند ہیں اور انہوں نے نئی ہدایات جاری کی ہیں'' ...... کرنل ہیڈ لے نے تیز لہجے میں کہا۔

''آپ درست کہہ رہے ہیں باس۔ واقعی ہمارا موجودہ پراجیکٹ ہمیں گریٹ بنا

دے گا‘‘ ......رواڈو نے کہا۔

’’صدر مملکت کی ہدایات کی روشنی میں ہم نے دنیا بھر میں موجود ایجنٹوں کو ہائی الرٹ کرنا ہے سی ورلڈ پر اپنے ایجنٹ بھیجنے ہیں۔ گریٹ لینڈ میں بھی اپنے ایجنٹس بڑھانے ہیں اور وہاں اس طرح ورک کرنا ہے کہ گریٹ گورنمنٹ کو احساس بھی نہ ہو اور ہم گریٹ لینڈ میں رہنے والے ایک ایک انسان کو واچ کر لیں۔ اس کے علاوہ ہمیں مقامی طور پر بھی اپنے انتظامات کو وسیع کرنا ہے۔ غیر ملکی ایجنٹ اور ایجنسیاں یہاں بھی یلغار کر سکتی ہیں‘‘ ......کرنل ہیڈلے نے کہا۔

’’یس باس۔ ویسے تو ہمارے انتظامات مکمل ہیں اس کے باوجود ہم انتظامات کو مزید وسیع کر دیتے ہیں۔ گریٹ اداروں میں ہمارے افراد موجود ہیں۔ جن کی وجہ سے ہم وہاں کے حالات سے باخبر رہتے ہیں۔ ہم انہیں مزید چوکس کر دیتے ہیں اور کچھ مزید ایجنٹس بھی وہاں بھیج دیتے ہیں۔ ایکریمیا، روسیاہ، کرانس، باچان وغیرہ میں بھی ہمارا نیٹ ورک بہت اچھا رزلٹ دے رہا ہے‘‘ ......رواڈو نے کہا۔

’’معلوم ہے مجھے لیکن ہمیں اور چوکس ہونا ہے اور بہت زیادہ۔ اس کے علاوہ ایک ملک ایسا بھی ہے جسے ہم نے نظر انداز کیا ہوا ہے۔ وہاں ہماری ایجنسی کا نیٹ ورک نہیں ہے جبکہ وہ ملک بہت ہی اہم ہے اور اسرائیل کا سب سے بڑا دشمن ہے‘‘ ......کرنل ہیڈلے نے تیز لہجے میں کہا۔

’’باس۔ آپ کس ملک کی بات کر رہے ہیں‘ ہمارے خاص دشمنوں میں پاکیشیا اور بلگارنیہ دونوں شامل ہیں اور دونوں ملکوں کے ہی سیکرٹ ایجنٹ پاکیشیا کے عمران اور پاکیشیائی سیکرٹ سروس کی ٹیم اور میجر پرمود اور اس کی ٹیم ہمارے گہرے دشمنوں میں شامل ہیں‘ ......رواڈو نے کہا۔

’’تم درست کہہ رہے ہو ویسے تو بلگارنیہ کا میجر پرمود اور اس کی ٹیم بھی ہماری دشمن ہے لیکن خاص کر پاکیشیا۔ ہم سب جانتے ہیں کہ پاکیشیا، اسرائیل کا دشمن نمبر ون ہے۔ پاکیشیائی ایجنٹ علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے اسرائیل کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے‘‘ ......کرنل ہیڈلے نے کہا۔

''لیکن باس۔ یہ پراجیکٹ براہ راست پاکیشیا کے خلاف نہیں ہے بلکہ براہ راست مسلم ممالک کے خلاف بھی نہیں ہے یہ تو تمام ممالک کے خلاف ہے۔ چاہے وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم۔ جبکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس تو اس وقت حرکت میں آتی ہے جب پاکیشیا یا عالم اسلام کے خلاف کوئی منصوبہ بنایا گیا ہو''...... رواڈو نے کہا۔

''پاکیشیا کبھی نہیں چاہے گا کہ اسرائیل ایسی قوت حاصل کرے جس کی وجہ سے اسرائیل پوری دنیا پر غالب آ جائے۔ اس لئے اگر اسے کسی طرح سے اس پراجیکٹ کی اطلاع مل گئی تو پاکیشیا سیکرٹ سروس لازماً حرکت میں آئے گی کیونکہ میرے ایجنٹوں نے مجھے بتایا ہے کہ آج کل عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس فارغ ہے اور اگر ان کو ہمارے خفیہ پراجیکٹ کی بھنک مل گئی تو عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس لازمی ہمارے پراجیکٹ کا رخ کریں گے کیونکہ میرے ایجنٹوں نے مجھے بتایا ہے کہ بلگارنیہ کا میجر پرموداور اس کی ٹیم کافرستانی سیکرٹ ایجنٹوں کی طرح آج کل کسی اور ملک میں کسی خاص پروجیکٹ میں مصروف ہیں اور میجر پرموداور اس کی ٹیم کا ہمارے پراجیکٹ میں مداخلت کا چانس کم ہے لیکن اگر عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس چونکہ ویسے ہی فارغ ہے ہمارے پراجیکٹ کی بھنک ملنے پر سب کچھ چھوڑ کر ہمارے گریٹ پراجیکٹ کو تباہ کرنے کے لیے چل پڑیں گے۔''...... کرنل ہیڈ لے نے فکرمندی سے کہا۔

''اوکے باس۔ آپ حکم دیں کسے پاکیشیا بھیجا جائے''...... رواڈو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم بی مین کو پاکیشیا بھیج دو۔ خود گریٹ لینڈ چلے جاؤ جبکہ میں سی ورلڈ میں مادام تاؤ اور اس کے گروپ کو بھیج دیتا ہوں۔ مادام تاؤ انتہائی تیز، فعال اور عیار ایجنٹ ہے۔ وہ سی ورلڈ پر نظر رکھے گی''...... کرنل ہیڈ لے نے کہا۔

''باس۔ آپ نے بالکل درست فیصلے کئے ہیں۔ مجھے یہ بھی یقین ہے کہ اس پراجیکٹ کے بارے میں کوئی بھی نہیں جان سکے گا۔ لیکن اگر کسی کو معمولی سا اشارہ مل بھی گیا اور کوئی حرکت میں آنے بھی لگا تو وہ حرکت میں آنے سے پہلے ہی مارا

جائے گا۔جیسا کہ پہلے چند ایکریمی ایجنٹس اپنی موت آپ مارے جا چکے ہیں‘‘......رواڈو نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا تو کرنل ہیڈلے نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

’’تم نے اب تک نہیں بتایا کہ مشن کیا ہے۔نجانے تم اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہو‘‘......جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

’’چیف اسے چند دن کی لیڈری دے دیتا ہے تو یہ خود کو کوئی توپ چیز سمجھ لیتا ہے‘‘......تنویر نے لوہا گرم دیکھا تو اس نے بھی چوٹ لگانا ضروری سمجھا۔اس وقت عمران، جوزف، جولیا،تنویر،صفدر اور صدیقی گریٹ لینڈ کی ایک کوٹھی میں موجود تھے۔ٹائیگر بھی گریٹ لینڈ آیا تھا لیکن وہ ان سے الگ تھا۔یہ کوٹھی لارڈ کالونی میں تھی جس کا نمبر سی نین زیرو تھا۔اس کوٹھی کا انتظام گریٹ لینڈ کے دارالحکومت میں موجود پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ راجر الیس نے کیا تھا۔وہ سب ہال کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے جبکہ جوزف،عمران کی کرسی کی پشت پر کھڑا تھا۔کوٹھی کے گیٹ پر راجر الیس کا آدمی موجود تھا۔جبکہ ٹائیگر، گریٹ لینڈ کی انڈر ورلڈ کا چکر لگانے گیا تھا۔

’’کیا تمہیں مشن کے آثار دکھائی دیتے ہیں‘‘......عمران نے جولیا کی طرف

دیکھتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔کیا ہم کسی مشن پر نہیں آئے'' ......جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ایک عرصے سے پاکیشیا سیکرٹ سروس فارغ تھی اور بقول چیف کے فارغ چیزوں کو زنگ جلدی لگ جاتا ہے۔سو چیف نے تمہیں زنگ لگنے سے بچانے کے لئے گریٹ لینڈ بھیج دیا ہے۔ یہاں کی خوبصورت اور صحت افزا فضا تمہیں زنگ نہیں لگنے دے گی۔تم یہاں خوب سیر کرو سیاحت کرو۔ہلہ گلہ کرو'' ......عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''یعنی تمہارے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ چیف نے ہمیں یہاں سیر و تفریح کے لئے بھیجا ہے'' ......جولیا نے کہا۔

''ہاں۔سیر و تفریح بھی زندگی کے لئے ضروری ہے۔ یہ انسان کو تازہ دم کرتی ہے اور چیف لاکھ سخت سہی، پتھر دل سہی، لیکن وہ اپنی ٹیم کو زنگ آلود نہیں دیکھنا چاہتا'' ......عمران نے کہا۔

''نہیں۔تم جھوٹ بول رہے ہو۔ہم کسی مشن پر ہی گریٹ لینڈ آئے ہیں'' ...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اگر تمہیں یقین نہیں آتا تو میں یہاں کے اعلیٰ حکام سے تمہاری بات کرا دیتا ہوں۔اگر ہم مشن پر آئے ہوتے تو ہمیں حکام کی نظروں سے بھی دور رہنا چاہئے تھا'' ......عمران نے کہا۔

''تم کچھ بھی کہہ لو لیکن مجھے یقین نہیں ہے کہ تم کچھ کہو وہ سچ ہو'' ......جولیا نے منہ بنا کہا۔

''جس طرح وہم کا علاج آج تک دریافت نہیں ہو سکا میرا خیال ہے کہ شک کا علاج بھی ابھی تک دریافت نہیں ہوا'' ......عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔اسے شک نہیں بلکہ بے اعتمادی کہتے ہیں۔تنویر اور مس جولیا کو آپ پر اعتماد نہیں ہے'' ......صفدر نے کہا۔

''بے اعتمادی خواتین کی نفسیات میں شامل ہوتی ہے اس لئے جولیا کا کوئی قصور نہیں ہے، تنویر اگر اعتبار نہیں کر رہا تو یہ قابل فکر بات ہے''......عمران نے تنویر کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''تم اعتبار کے قابل ہو ہی نہیں اس لئے میں تم پر اعتبار نہیں کرتا''......تنویر نے کہا۔

''ہونہہ۔ اب میں سمجھا کہ تم اپنی چھوٹی بہن جولیا کے ہاتھ پیلے کرنے سے کیوں کتراتے ہو''......عمران نے کہا تو صفدر اور صدیقی ہنسنے لگے جبکہ تنویر کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا اور جولیا کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے جیسے اس نے عمران کی بات سنی ہی نہ ہو۔

''تم اگر اب تک بچے ہوئے ہو تو صرف چیف کی وجہ سے۔ اگر تم چیف کے چمچے نہ ہوتے تو میں کب کا تمہاری کھوپڑی میں گولی اتار چکا ہوتا''......تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ نے ماحول کو بہت گرم کر دیا ہے۔ لہٰذا اب آپ بتا ہی دیں کہ ہم کس مشن پر گریٹ لینڈ آئے ہیں''......صدیقی نے تنویر کو غصے میں دیکھا تو کہا۔

''مشن، مشن، مشن۔ یار کبھی مشن اور کیس سے ہٹ کر بھی کوئی بات کر لیا کرو''......عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''عمران صاحب۔ کیا واقعی ہم یہاں کسی مشن پر نہیں آئے''......صدیقی نے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''مشن پر ہی آئے ہیں اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ یہ اپنے شاگرد ٹائیگر کو بھی ساتھ لایا ہے''......جولیا نے کہا۔

''کہاں ہے ٹائیگر۔ مجھے تو نظر نہیں آ رہا''......عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

''ویسے عمران صاحب۔ یہ بات غلط ہے کہ آپ سیکرٹ سروس کے ممبران کو نظر

انداز کر کے ٹائیگر کو اپنے ساتھ لے آئے ہیں آپ ٹائیگر کی جگہ کیپٹن شکیل، نعمانی، خاور، چوہان کو بھی لا سکتے تھے“ ...... صفدر نے شکایت بھرے لہجے میں کہا۔

”ٹائیگر۔ایک خاص فیلڈ جیسے انڈر ورلڈ کہتے ہیں کا خاص بن چکا ہے۔انڈر ورلڈ چاہے پاکیشیا کی ہو یا ایکریمیا کی، کافرستان کی ہو یا افریقہ کی کسی ملک کی ہو۔ ٹائیگر اسے اچھی طرح سمجھتا ہے اور وہ انڈر ورلڈ کو مخصوص انداز میں ڈھل کر وہاں سے اپنے مقاصد حاصل کر لیتا ہے۔یہاں بھی ہمیں انڈر ورلڈ کے لوگوں کی ضرورت پڑ سکتی ہے اس لئے چیف نے مجھے حکم دیا کہ میں ٹائیگر کو بھی اپنے ساتھ لے جاؤں“ ...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو صفدر کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

”اب آپ مان گئے نا کہ ہم یہاں کسی مشن پر ہی آئے ہیں“ ...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں میں تمہیں بتانا چاہتا تھا“ ...... عمران نے بدستور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”جی تو پھر بتائیے۔کہ کیا مشن ہے“ ...... صدیقی نے کہا۔

”اسرائیل کوئی خاص قسم کا ہتھیار بنا رہا ہے جس میں تا حال تفصیلات نہیں مل سکیں۔اتنا معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے اس ہتھیار کا نام سپریم ڈیزائل رکھا ہے اور اس اسلحے کی بناء پر وہ ساری دنیا پر حاوی ہو جائیں گے اور جس ملک کو چاہیں گے تباہ بھی کر دیں گے۔ہم نے اس اسلحے کی نہ صرف تفصیلات حاصل کرنی ہیں بلکہ اسے تباہ بھی کرنا ہے“ ...... عمران نے کہا۔

”تباہ ہم نے اسرائیلی اسلحہ کرنا ہے اور وہ اسلحہ یقیناً اسرائیلی کسی لیبارٹری میں تیار ہو رہا ہو گا لیکن تم ہمیں گریٹ لینڈ لے آئے ہو“ ...... تنویر نے اعتراض کرتے ہوئے کہا۔

”اسرائیل اپنے اس پراجیکٹ پر جس لیبارٹری میں کام کر رہا ہے وہ لیبارٹری سمندر میں ہے اور سمندر میں بھی وہ گریٹ لینڈ کی حدود میں ہے“ ...... عمران نے کہا۔

''سمندر میں لیبارٹری۔تم نے ہمیں بے وقوف سمجھا ہے یا پاگل'' ......تنویر نے ایک بار پھر منہ بنا کر کہا۔

''دونوں'' ......عمران نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

''کیا'' ......تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔

''نہیں۔کچھ نہیں'' ......عمران نے کہا تو تنویر نے اسے گھور کر دیکھا لیکن وہ زبان سے کچھ نہ بولا۔

''عمران۔کبھی تو سنجیدہ بات بھی کر لیا کرو'' ......جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں تو سنجیدہ بات ہی کر رہا ہوں۔آج کے سائنس کے دور میں کسی بات پر حیران ہونا عجیب سی ہی بات ہے۔سائنسی ترقی نے ناممکنات کو انسان کے لئے ممکنات میں بدل دیا ہے۔اسرائیل نے ایک خاص دھات ایجاد کی ہے جسے اس نے ڈی ٹی ٹو کا نام دیا ہے۔اس نے اس دھات سے ایک بڑا محل بنا کر سمندر میں ایڈجسٹ کر دیا ہے۔اس محل میں لیبارٹری قائم ہے اور اس محل کو سی ورلڈ کہا جاتا ہے'' ......عمران نے کہا۔

''اور یہ سی ورلڈ گریٹ لینڈ کی سمندری حدود میں ہے'' ......صفدر نے سوالیہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔گریٹ لینڈ کا جزیرہ ہے تاشو۔وہاں سے سی ورلڈ جایا جا سکتا ہے'' ...... عمران نے کہا اور پھر اس نے براؤڈے کی آمد اور اس سے ہونے والی گفتگو اور فلسطینی رہنما سے ہونے والی گفتگو بھی انہیں بتا دی۔

''عمران صاحب۔اس میں تو کوئی شک نہیں کہ اسرائیلی قوم کسی سے بھی مخلص نہیں ہو سکتی لیکن اسرائیل کا یہ پراجیکٹ صرف پاکیشیا مسلم امہ کے خلاف نہیں ہے۔یہ تو پوری دنیا کے خلاف ہے تو اس کے خلاف بھی پوری دنیا کو حرکت میں آنا چاہئے۔صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس ہی کیوں ایکشن میں آئے'' ......صفدر نے کہا۔

''اگر کوئی برائی سامنے آجائے تو اس انتظار میں نہیں رہنا چاہئے کہ اس برائی کو

کوئی اور آ کر ختم کرے گا بلکہ اسے خود ہی ختم کر کے سعادت حاصل کرنی چاہئے۔ دنیا کو تو ابھی اسرائیلی پراجیکٹ کی خبر ہی نہیں۔ اکریمیا کو بھی صرف اڑتی اڑتی خبر ملی ہے اور پھر تم یہودیوں کی نفسیات سے واقف نہیں ہو۔ وہ مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن ہیں۔ انہوں نے باقی دنیا کو سپریم ڈیزائل کے استعمال کی صرف دھمکی دینی ہے لیکن مسلمان ممالک پر تو اسرائیل نے اس کا باقاعدہ استعمال بھی کر دینا ہے۔ اگر اس نے یہ ہتھیار بنا لیا تو اس کا تجربہ بھی وہ سب سے پہلے بلگارنیہ اور خاص کر ہمارے ملک پاکیشیا پر کرے گا۔ کیونکہ بلگارنیہ کی طرح پاکیشیا، اسرائیل کی آنکھ کا کانٹا ہے''...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا۔

''ابھی سپریم ڈیزائل کی تفصیلات تو تمہیں ملی ہی نہیں''...... تنویر نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن جلد ہی اس کی تفصلات بھی مل جائیں گی''...... عمران نے کہا۔

''عمران۔ اس بار تم اپنی نیچر اور روٹین سے ہٹ کر کام کر رہے ہو''...... جولیا نے کہا۔

''وہ کیسے''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''عمران۔ آج سے پہلے تم کسی بھی مشن پر اس وقت تک حرکت میں نہیں آئے جب تک کہ تم نے مکمل معلومات حاصل نہیں کر لیں لیکن اس بار تمہیں مکمل کیا آدھی معلومات بھی نہیں ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''تم لوگ یہ بات جانتے ہو کہ ہم تو صرف کٹھ پتلیاں ہیں جب ایکسٹو ہمیں حکم دیتا ہے تو ہم حرکت میں آتے ہیں۔ اس بار چیف نے کہا کہ اگر مکمل معلومات نہیں مل رہیں تو کوئی بات نہیں سیکرٹ سروس کو فوری مشن پر روانہ ہو جانا چاہئے۔ کیونکہ ایسا نہ ہو کہ ہم معلومات کے چکر میں ہی پڑے رہیں اور اسرائیل اپنے مذموم مقاصد حاصل بھی کر لے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اب ٹائیگر یہاں کی انڈرورلڈ میں گیا ہوا ہے کہ وہ سی ورلڈ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکے''...... صدیقی نے کہا۔

''یہ اسرائیل کا اتنا سیکرٹ پراجیکٹ ہے کہ ایکریمیا کو بھی اس کی معلومات نہیں

ہیں پھر گریٹ لینڈ کے بدمعاش بھلا اس کے بارے میں کیسے جان سکتے ہیں“...... عمران نے کہا۔

”پھر ٹائیگر کہاں ہے اور تم نے خود ہی تو کہا تھا کہ مشن کی نوعیت ایسی ہے کہ ٹائیگر کو انڈر ورلڈ کے افراد سے اس طرح کام لیتے ہیں کہ انہیں محسوس ہی نہیں ہوتا۔ بہت سے معاملات میں اب حکومتیں انڈر ورلڈ سے کام لینے لگی ہیں۔ لیکن ان بدمعاشوں کو پتا نہیں چلتا کہ وہ استعمال ہوئے ہیں“...... عمران نے کہا۔

”جس کی سب سے بڑی مثال ٹائیگر کی ہے“...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ ٹائیگر صرف میرا شاگرد ہے اس کا کسی بھی سرکاری محکمے سے دور کا واسطہ نہیں ہے“...... عمران نے کہا۔

”یوں تو آپ بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے باقاعدہ ممبر نہیں ہیں لیکن ہم ہی نہیں بلکہ دنیا بھر کی سیکرٹ ایجنسیاں اور سیکرٹ ایجنٹ جانتے ہیں کہ آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ریڑھ کی ہڈی ہیں۔ یوں ٹائیگر بھی براہ راست نہ سہی آپ کی وساعت سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ہی خدمات سرانجام دیتا ہے“...... اس مرتبہ صفدر نے کہا۔

”تم غلط سمجھے ہو۔ ٹائیگر سیکرٹ سروس کی نہیں بلکہ میری خدمات سرانجام دیتا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اس کے ذریعے میں بہت سے کیس بنا کر ایکسٹو کو پیش کرتا ہوں۔ پھر وہ کیس حل کر کے ایکسٹو سے چیک وصول کرتا ہوں اور یوں میرا دال دلیہ چلتا ہے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”چیف۔ احمق نہیں ہے کہ تمہارے بنائے ہوئے کیس پر تمہیں چیک تھما دے“...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اس پردہ نشین کو احمق بنانا میرے لئے کون سا مشکل کام ہے“...... عمران نے سر کو جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔

”میں نے تم سے کتنی بار کہا ہے کہ چیف کے بارے میں محتاط گفتگو کیا کرو۔ تمہیں

میری بات سمجھ میں نہیں آتی ''...... جولیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''اگر ہماری باتیں اس کی سمجھ میں آیا کرتیں تو یہ اب تک انسان نہ بن چکا ہوتا''......لوہا گرم دیکھ کر تنویر نے بھی چوٹ مارتے ہوئے کہا۔

''مس جولیا۔آپ عمران صاحب کی باتوں کو سنجیدہ نہ لیا کریں۔ یہ آپ کو غصہ دلانے کے لئے ہی ایسی باتیں کرتے ہیں''......صفدر نے جولیا کے غصے کو کم کرنے کے لئے کہا۔

''مجھے غصہ دلا کر بھلا اسے کیا ملتا ہے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سیانے کہتے ہیں کہ حسین لوگ غصے میں زیادہ حسین ہوجاتے ہیں اور میں ان سیانے لوگوں کی بات کی سچائی جاننے کے لئے تمہیں غصہ دلاتا ہوں''......عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''پتھر نہ کسی کی بدصورتی کا اثر لیتے ہیں اور نہ خوبصورتی کا''......جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا تو بے اختیار عمران کا ہاتھ اپنے سر پر چلا گیا۔صفدر اور صدیقی کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی جبکہ تنویر کا منہ بن گیا۔ جولیا کی بات کے جواب میں ابھی کسی نے کوئی بات نہیں کہی تھی کہ اچانک ہی ان سب کو کمرہ گھومتا ہوا محسوس ہوا۔ کمرے کو گھومتے دیکھ کر بے اختیار ان سب نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کوشش میں وہ سب لڑکھڑائے اور پھر فرش پر گرتے چلے گئے۔اس کے ساتھ ہی ان سب کے ذہنوں پر اندھیروں نے یلغار کر دی۔

”رواڈو اس وقت گریٹ لینڈ کے دارالحکومت کی پرنس کالونی کے ایک بنگلے کے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ یہ کالونی گریٹ لینڈ کے امراء کی تھی۔ یہاں بڑے بڑے بنگلے تھے۔ ان بنگلوں میں زیادہ تر یہودی ہی رہتے تھے۔ ان یہودیوں میں سے اکثر ایسے تھے جنہوں نے اپنی قومیت کو چھپا رکھا تھا اور وہ کرسچین بن کر رہ رہے تھے اور ایسا چونکہ کئی دہائیوں سے تھا اس لئے انہیں کرسچین ہی سمجھا جاتا تھا۔ وہ باقاعدہ چرچ جا کر مذہبی رسومات اور عبادت کرتے تھے۔ اس لئے رواڈو نے اپنا ہیڈ کوارٹر پرنس کالونی میں ہی بنایا تھا۔ یہاں اسے بہت سی آسانیاں حاصل تھیں۔ ایک کمرے کو اس نے باقاعدہ آفس کے انداز میں سیٹ کیا تھا اور اس وقت وہ اس کمرے میں موجود تھا۔ وہ اس کمرے میں بیٹھ کر ہارڈ ایجنسی کو کنٹرول کر رہا تھا۔ ہارڈ ایجنسی کا سیکرٹ نیٹ ورک یہاں کامیابی سے اپنا کام کر رہا تھا۔ رواڈو اس وقت اپنے آفس میں بیٹھ کر وہسکی پی رہا تھا۔ اسے گریٹ لینڈ میں اپنے کسی دشمن ایجنٹ کے آنے کی توقع نہیں تھی لیکن اس کے باوجود وہ خود بھی الرٹ تھا اور اس نے اپنے

تمام آدمیوں کو ہائی الرٹ کیا ہوا تھا۔اس نے اپنے نیٹ ورک میں ایمرجنسی نافذ کی ہوئی تھی۔اس لئے وہ معمولی سی کوتاہی بھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔وہ شراب پی رہا تھا اور سی ورلڈ کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔پھر دروازہ کھلا اور لیڈی جائکا آفس میں داخل ہوئی۔

''باس۔میں اندر آسکتی ہوں''......لیڈی جائکا نے دروازے پر ہی رکتے ہوئے پوچھا۔

''تم اندر آچکی ہو''......رواڈو نے مسکراتے ہوئے کہا تو لیڈی جائکا آگے بڑھی۔

''خیریت تو ہے لیڈی جائکا۔تمہارے چہرے پر کافی جوش دکھائی دے رہا ہے''......رواڈو نے لیڈی جائکا کو دیکھتے ہوئے کہا۔جس کا چہرہ واقعی جوش کی وجہ سے سرخ ہورہا تھا۔

''باس۔میں خبر ہی ایسی لائی ہوں جسے سن کر آپ بھی جوش میں آجائیں گے''......لیڈی جائکا نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔اوہ۔تو پھر جلدی سنائی وہ خبر''......رواڈو نے تیز لہجے میں کہا۔

''باس۔اسرائیل کا سب سے بڑا مجرم اور دشمن نمبرون، پاکیشیا کا علی عمران اس وقت گریٹ لینڈ میں موجود ہے''......لیڈی جائکا نے جوشیلے لہجے میں کہا تو رواڈو ایک دم کرسی کسے کھڑا ہوگیا۔

''کک۔کک۔کون۔کیا نام لیا تم نے''......اس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یس باس۔دنیا کا نامور سیکرٹ ایجنٹ علی عمران اس وقت لارڈ کالونی کی کوٹھی نمبر سی نائن زیرو میں موجود ہے''......لیڈی جائکا نے کہا۔

''کیا تم اسے جانتی ہو''......رواڈو نے بدستور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یس باس۔بہت اچھی طرح۔یہ کئی بار اسرائیل آیا ہے اور اس نے اسرائیل کو ناقابل تلافی نقصان پہنچائے ہوئے ہیں۔میرا سگا بھائی جی پی نائن میں تھا وہ اس

کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ میں تو تب سے اس خون کرنے کے لیے تڑپ رہی ہوں اور اپنے بھائی کا بدلہ لیناں چاہتی ہوں''...... لیڈی جائکا نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ واقعی ایسا انسان ہے لیکن اگر یہ اس قت گریٹ لینڈ میں ہے تو پھر یہ بچ نہیں سکے گا۔ تم یہ بتاؤ کہ یہ اکیلا ہے یا اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہے''...... رواڈو نے کہا۔

''باس۔ اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ ہیں''...... لیڈی جائکا نے کہا تو رواڈو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اوکے۔ تم ریڈ کی تیاری کرو۔ ہم نے انہیں عبرت ناک موت سے ہمکنار کرنا ہے''...... رواڈو نے غرا کر کہا۔

''اوکے باس۔ ہماری تیاری کو صرف دو منٹ لگیں گے''...... لیڈی جائکا نے کہا اور پھر وہ مڑی اور کمرے سے باہر نکلتی چلی گئی۔ پھر ٹھیک تین منٹ بعد رواڈو کی ٹیبل پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی بیل بجنے لگی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

''ہیلو''...... رواڈو نے کرخت لہجے میں کہا۔

''باس۔ ہم تیار ہو چکے ہیں۔ آپ آجائیں''...... دوسری طرف سے لیڈی جائکا کی آواز سنائی دی۔

''اوکے''...... رواڈو نے سخت لہجے میں کہا پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے بعد وہ اپنی کرسی سے کھڑا ہوا اور تیز تیز چلتا ہوا کار کمپاؤنڈ میں آ گیا جہاں ایک وین میں کلر گرپ کے آٹھ آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ وین سے آگے ایک کار کھڑی تھی۔ کار کے قریب ہی لیڈی جائکا کھڑی تھی۔ جیسے ہی رواڈو کار کے قریب پہنچا لیڈی جائکا نے کار کا ایک دروازہ کھول دیا۔ رواڈو کار کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ لیڈی جائکا پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ لیڈی جائکا کے کار میں بیٹھتے ہی کار کے ڈرائیور نے کار آگے بڑھا دی۔ ان کے پیچھے وین بھی حرکت میں آ گئی۔

''تمہاری تیاری تو مکمل ہے نا''...... رواڈو نے لیڈی جائکا سے پوچھا۔

''یس باس۔ ہماری تیاری مکمل ہے''...... لیڈی جائکا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”اگر تمہاری کوتاہی کی وجہ سے آج ہمارے یہ دشمن بچ گئے تو میں تمہیں گولی مار دوں گا اوراس بات کو تم اچھی طرح جانتی ہو“......روا ڈو نے غراتے ہوئے کہا۔

”یس باس۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ کوتاہی کو ہرگز معاف نہیں کرتے اور کوتاہی کرنے والے کو عبرت ناک سزا دیتے ہیں“......لیڈی جائکا نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”ہونہہ۔ یہ بتاؤ کہ تم نے انہیں ٹریس کیسے کیا“......روا ڈو نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔

”باس۔ میں نے خود اس علی عمران کو اس کوٹھی میں جاتے ہوئے دیکھا ہے“...... لیڈی جائکا نے کہا۔

”کیا علی عمران اپنی اصلی شکل میں ہے“......روا ڈو نے پوچھا۔

”یس باس۔ وہ میک اپ میں نہیں ہے“......لیڈی جائکا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہو“......روا ڈو نے کہا۔

”باس۔ وہ میرے بھائی کا قاتل ہے۔ میں اسے لاکھوں میں بھی پہچان سکتی ہوں“......لیڈی جائکا نے کہا تو روا ڈو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کے بعد ان کے درمیان کوئی بات نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ وہ لارڈ کالونی پہنچ گئے۔ سی لائن میں آ کر ان کی کار کی رفتار کم ہوگئی۔

”مین روڈ پر ٹریفک کا ہجوم ہے۔ البتہ عقبی جانب ویرانی ہوتی ہے۔ ہمیں عقبی جانب سے کارروائی کرنی ہوگی اور کارروائی سے پہلے ہیں اس کوٹھی میں بے ہوش کر دینے والے کیپسول فائر کرنے ہوں گے۔ کیا تم گیس پسٹل ساتھ لے کر آئی ہو“......روا ڈو نے لیڈی جائکا سے پوچھا۔

”یس باس۔ میں مکمل تیاری کے ساتھ آئی ہوں۔ میرے پاس جدید گیس سی فور کے گیس پسٹل ہیں۔ سی فور انتہائی تیز ہونے کے ساتھ ساتھ بے بو بھی ہے۔ اس لئے اس کے پھیلنے کا احساس بھی نہیں ہوتا اور یہ انسان کو لانگ ٹائم کے لئے بے

ہوش کر دیتی ہے''......لیڈی جائکا نے کہا۔

''جانتا ہوں میں سی فور کے بارے میں۔ کہاں ہے گیس پسٹل''......رواڈو نے خشک لہجے میں کہا۔

''میرے جیب میں ہے باس''......لیڈی جائکا نے کہا اور پھر اس نے جیب سے گیس پسٹل نکال کر رواڈو کی طرف بڑھا دیا لیکن رواڈو نے گیس پسٹل نہ لیا۔

''اپنے پاس رکھو اور اپنے گروپ کو یہ ہدایت دو کہ وہ کہیں قریب رک کر جائیں۔ ہم عقبی سمت سے اندر جاتے ہیں۔ پھر ہم گیٹ کھولیں گے تو یہ اندر آ جائیں''......رواڈو نے کہا۔

''اوکے۔ باس''......لیڈی جائکا نے کہا پھر اس نے اپنی جیب میں سے سیل فون نکال کر اپنے آدمیوں کو ہدایت کی۔ کوٹھی سی نائن زیرو سے تھوڑا سا آگے آنے کے بعد وہ کار سے نیچے اترے اور پیدل چلتے ہوئے کوٹھیوں کی عقبی جانب آ گئے۔ جبکہ کار کا ڈرائیور کار کو اپنے ساتھیوں کی وین کی طرف لے گیا۔ عقبی جانب تنگ سی گلیاں تھیں اور اس طرف کوئی بھی انسان دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہ سی نائن زیرو کی عقبی جانب آ گئے۔ سی نائن زیرو کی دیوار کافی بلند تھی۔ انہوں نے گلی کا جائزہ لیا۔ گلی میں گھروں کے عقبی دروازے سلاخوں کے ساتھ زمین میں لگے ہوئے تھے۔ یعنی انہیں اپنی جگہ سے ہٹایا نہیں جا سکتا تھا۔ دروازے اندرونی طرف سے بند تھے۔ ابھی وہ سوچ ہی رہے تھے کہ کیا کریں کہ انہیں سی نائن ون کا دروازہ کھلتا ہوا دکھائی دیا۔ انہوں نے پلک جھپکتے ہی ریوالور نکال لئے۔ دروازہ کھولنے والی ایک عورت تھی جس نے باسکٹ اٹھائی ہوئی تھی۔ ان دونوں کو دیکھ کر وہ ساکت سی ہو گئی اور پھر ان کے ہاتھوں میں ریوالور دیکھ کر وہ خوفزدہ ہوئی اور چیخ کے لئے اس کا منہ کھلا۔ لیکن لیڈی جائکا نے پھرتی سے آگے بڑھ کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ اس عورت کی چیخ لیڈی جائکا کی ہتھیلی میں دب گئی۔ اس کے منہ پر ہاتھ رکھنے کے بعد لیڈی جائکا نے اس کی کنپٹی پر ریوالور کا دستہ بھی مار دیا۔ اس کے لئے ایک ضرب ہی کافی رہی وہ بے ہوش ہو کر گرنے لگی لیکن لیڈی جائکا نے اسے گرنے نہ دیا۔ اس نے

عورت کو سنبھالا اور پھر اندر آ گئی۔اس کے پیچھے رواڈو بھی اندر آ گیا۔لیڈی جائکا نے عورت کو زمین پر لٹا دیا۔

''باس۔ایک گھنٹے سے پہلے تو یہ ہوش میں آنے والی نہیں ہے''......لیڈی کائکا نے اس عورت کی نبض دیکھتے ہوئے کہا تو رواڈو نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے ادھر ادھر دیکھا۔سی نائن زیرو اور سی نائن ون کی دیواریں آپس میں ملی ہوئی تھیں۔اس کوٹھی کی دیوار کے ساتھ ہی تین چار درخت تھے۔

''گیس کیپسول دونوں کوٹھیوں میں فائر کر دو''......رواڈو نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''او کے باس''......لیڈی جائکا نے دھیمی آواز میں کہا اور پھر وہ درختوں کی طرف بڑھی۔وہ تیزی سے ایک درخت پر چڑھی اور پھر اس نے تین تین کیپسول دونوں کوٹھیوں میں فائر کر دیئے۔اس نے اور رواڈو نے اپنے سانس روک لئے تھے۔تقریباً ڈیڑھ منٹ تک وہ دونوں سانس روکے رہے۔پھر انہوں نے آہستہ سے سانس لئے۔گیس کا اثر ختم ہو چکا تھا۔

لیڈی جائکا درخت سے دیوار پر آ گئی۔وہ دوسری طرف کا جائزہ لے رہی تھی کہ رواڈو بھی دیوار پر آ گیا۔دوسری کوٹھی میں مکمل خاموشی تھی۔وہ دونوں کچھ دیر تک جائزہ لیتے رہے۔اس کے بعد انہوں نے ایک دوسری کی طرف دیکھا اور پھر وہ نیچے کود گئے۔ان کے کودنے سے آوازیں پیدا ہوئیں اور وہ تیزی سے درختوں کی طرف بڑھے اور پھر درختوں کی اوٹ میں ہو گئے۔اس کوٹھی میں بھی دیوار کے ساتھ کئی درخت تھے۔درختوں کی اوٹ میں آ کر ان کی نظریں چاروں طرف گردش کرنے لگیں۔گو کہ انہوں نے جدید ترین گیس فائر کی تھی اور انہیں یقین تھا کہ اس گیس کے اثر سے اس کوٹھی میں موجود افراد بے ہوش ہو چکے ہوں گے۔لیکن اس کے باوجود بھی احتیاط کرنا ضروری تھا۔ان کی فیلڈ ایسی تھی کہ تھوڑی سی احتیاط انہیں یقینی موت سے بچا سکتی تھی اور معمولی سی بے احتیاطی انہیں مت کے کنویں میں دھکیل سکتی تھی۔لہٰذا انہیں خصوصی تربیت دی جاتی تھی کہ وہ ہر حال میں محتاط رہیں۔

درختوں کی اوٹ میں بھی وہ دو تین منٹ تک رکے رہے۔ان کی آنکھیں چاروں طرف گردش کرتی رہیں اور قوت سماعت کئی گنا بڑھ گئی۔جب دو تین منٹ تک کوئی ہلچل نہ ہوئی تو وہ درختوں کی اوٹ سے نکلے اور آگے بڑھنے لگے۔وہ دس بارہ قدم آگے بڑھے تھے کہ انہیں فرش پر دو کتے پڑے ہوئے دکھائی دیئے۔دونوں کتے بے ہوش تھے۔یہ دونوں خطرناک نسل سے تھے یہ منہ سے کوئی آواز نکالے بغیر اجنبی افراد پر جھپٹ پڑتے تھے۔وہ دونوں کتوں کے قریب سے گزرتے چلے گئے اور پھر بلڈنگ کی فرنٹ سائیڈ پر آ گئے یہاں سے انہیں مین گیٹ بھی دکھائی دے رہا تھا۔ مین گیٹ کے قریب ہی ایک آدمی ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑا تھا۔یقیناً وہ بھی گیس کی وجہ سے بے ہوش ہو چکا تھا۔انہوں نے فی الحال اسے نظر انداز کیا اور کمروں کی طرف بڑھے۔ایک کمرے میں انہیں چند افراد نظر آ گئے۔یہ سب بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔انہیں دیکھ کر رواڈو اور لیڈی جائکا کی آنکھوں میں چمک پیدا ہو گئی۔یہ چھ افراد تھے جن میں ایک افریقی تھا۔ایک یورپیئن لڑکی تھی جبکہ باقی ایشین تھے اور ان میں سے ایک عمران تھا۔رواڈو بھی عمران کو جانتا تھا۔عمران سے اس کی کبھی ملاقات تو نہیں ہوئی تھی لیکن اس نے عمران کی درجنوں ویڈیوز دیکھی تھیں۔ان کے ہیڈ کوارٹر میں عمران کی فائل بھی تھی۔اس فائل میں عمران کی کئی تصاویر تھیں۔اس کے علاوہ عمران کی ایک ڈاکومنٹری فلم بھی ان کے ہیڈ کوارٹر میں موجود تھی۔اس لئے اس نے عمران کو ایک لمحے میں ہی پہچان لیا تھا۔اسے اس طرح بے ہوش پڑے دیکھ کر رواڈو کا چہرہ خوشی سے دمکنے لگا تھا۔عمران کی موت کی خواہش تو ہر یہودی کے دل میں تھی لیکن اپنے ہاتھوں سے عمران کو موت کے گھاٹ اتارنا یہ کسی بھی یہودی کے لئے سب سے بڑے اعزاز کی بات تھی۔اتنی بڑی خوشی کسی یہودی کو اسرائیل کا صدر بن کر نہیں ہو سکتی تھی جتنی بڑی خوشی عمران کو اپنے ہاتھوں سے مار کر ہونی تھی۔عمران کو مارنا، یہودیوں کی تاریخ کا ایک بڑا کارنامہ تھا اور یہ کارنامہ اب رواڈو کے قریب تھا۔بالکل قریب۔

”جائکا۔عمران کو موت کے گھاٹ اتار کر میں یہودیوں کا ہیرو بن جاؤں گا۔

گریٹ ہیرو۔ یہودیوں کی تاریخ میں میرا نام ہمیشہ کے لئے زندہ ہو جائے گا''......روا ڈو نے جذباتی لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ آپ ہیں بھی ہیرو بننے کے قابل آپ کی شخصیت بہت ہی چارمنگ ہے''......لیڈی جائکا نے کہا۔

''اس عمران کو تم نے ٹریس کیا ہے اور میں تمہارے ساتھ ناانصافی نہیں کروں گا۔ اس کارنامے میں تمہیں شریک کروں گا۔ ہم دونوں مل کر اس کا خاتمہ کریں گے''......روا ڈو نے کہا۔

''اوہ۔ تھینک یو باس۔ تھینک یو۔ یو آر گریٹ۔ ویری گریٹ''......لیڈی جائکا نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔

جائکا۔ ہم چاہیں تو اس وقت اسے گولیاں مار سکتے ہیں لیکن یہ اس کے لئے آسان موت ہو گی اور میں نہیں چاہتا کہ یہ اور اس کے ساتھی آسان موت مریں۔ انہوں نے ہمیں بہت نقصان پہنچایا ہے۔ اسرائیل کا بچہ بچہ ان ک موت کے لئے ترستا ہے۔ اب ہم انہیں تڑپائیں گے موت کے لئے ترسائیں گے اور انہیں ایسی عبرت ناک موت ماریں گے کہ ان کی موت بھی ہماری تاریخ کا ایک اہم حصہ بن جائے گی''......روا ڈو نے اس مرتبہ سرد لہجے میں کہا۔

''آپ کا فیصلہ بالکل ٹھیک ہے باس''......لیڈی جائکا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ تم اپنے گروپ کو اندر بلاؤ۔ وہ انہیں اٹھا کر ہیڈ کوارٹر لے چلیں۔ وہاں جا کر سوچتے ہیں کہ ان کے لئے موت کا کون سا طریقہ اختیار کیا جائے''......روا ڈو نے کہا۔

''یس باس''......لیڈی جائکا نے کہا۔ پھر اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور نمبرز پریس کرتے ہوئے وہ دروازے کی طرف بڑھی تا کہ وہ اپنے ساتھیوں کے لئے گیٹ کھول سکے۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئی تو اس کے گروپ کے افراد اس کے ساتھ تھے۔ انہوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اٹھایا اور کمرے سے باہر

لے آئے جہاں ان کی ویگن اور کار کھڑی ہوئی تھی۔ انہوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ویگن میں ڈالا اور پھر ویگن سی زیرو نائن سے باہر آ کر ہارڈ ایجنسی کے مقامی ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھنے لگی جبکہ رواڈ و اور لیڈی جائیکا ویگن سے آگے کار میں بیٹھے ہوئے تھے اور وہ دونوں ہی موت کا کوئی انوکھا طریقہ سوچ رہے تھے۔

''یہ ہے جزیرہ تاشو۔ ہمیں سب سے پہلے اسی جزیرے پر پہنچنا ہے۔ یہاں پہنچ کر ہمیں معلوم ہوگا کہ سی ورلڈ جانے کا راستہ اور طریقہ کیا ہے''......کرنل زید نے قلم کی نوک نقشے پر ایک جگہ رکھتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت گریٹ لینڈ کے دارالحکومت میں تھے۔ سپیشل ایجنسی کے گریٹ لینڈ میں موجود فارن ایجنٹ نے ان کے لئے رہائش کا انتظام وائٹ سٹریٹ کی کوٹھی نمبر بھی ایٹ میں کیا تھا۔ یہ چھوٹی سی لیکن جدید کوٹھی تھی جس میں ان کی ضرورت کی ہر چیز موجود تھی۔ کرنل زید، ڈاکٹر آبیلہ، ڈابگر اور مائرہ ایک ٹیبل کے گرد بیٹھے تھے۔ ان کے سامنے ٹیبل پر نقشہ رکھا ہوا تھا اور کرنل زید انہیں گریٹ لینڈ کے جزیروں کے بارے میں بتا رہا تھا۔

''تم نے بتایا تھا کہ یہاں گریٹ فورسز کے ٹریننگ سنٹر ہیں''......ڈاکٹر آبیلہ نے سوالیہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں نے یہ بھی بتایا تھا کہ یہاں مستقل ملازمین یہودی ہیں جن کی حقیقت سے گریٹ گورنمنٹ بھی واقف نہیں۔ وہ یہودی عیسائی بن کر یہاں زندگی

گزار رہے ہیں اور انہوں نے یہاں اپنا بہترین سیٹ اپ بنایا ہوا ہے''......کرنل زید نے کہا۔

''باس۔ہم نے یہ سوچنا ہے کہ ہم یہاں پہنچیں کیسے۔کیونکہ یہاں پہنچنا آسان نہیں ہوگا۔ٹریننگ سنٹر کی وجہ سے اس کی سیکورٹی تو ویسے ہی سخت ہوگی لیکن یہودیوں نے اسے اور زیادہ سخت کیا ہوا ہوگا''......مائرہ نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔

''تمہاری بات سو فیصد درست ہے۔کوئی اجنبی آدمی اگر تاشو کے قریب پہنچ جائے تو اسے وارننگ دیئے بغیر گولی ماردی جاتی ہے اور اس کی لاش کو سمندر میں پھینک دیا جاتا ہے''......کرنل زید نے کہا۔

''تم نے کیا سوچا ہے۔وہاں کس طرح پہنچنا ہے''......ڈاکٹر آبیلہ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ہم وہاں جارہے ہیں یو این سروے ٹیم کے ممبران بن کر۔ہم تاشو کا سروے کریں گے اور رپورٹ تیار کر کے یو این کو دیں گے۔یو این سروے ٹیم کے ساتھ گریٹ آرمی کا ایک بہت بڑا افسر بھی ہوگا تاکہ یو این سرے ٹیم اطمینان سے تاشو کا سروے کر کے اپنی رپورٹ تیار کر سکے''......کرنل زید نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر آبیلہ اور مائرہ نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا۔

''نیتو کے علاوہ باقی سی نے میک اپ کرنے ہیں۔میک اپ ان تصاویر کے مطابق ہوگا''......کرنل زید نے کہا اور پھر اس نے جیب سے ایک لفافہ نکال کر ڈاکٹر آبیلہ کو دیا۔لفافے میں دو لڑکیوں اور تین مردوں کی تصاویر تھیں۔تصاویر کے پیچھے نام بھی لکھے ہوئے تھے۔ڈاکٹر آبیلہ نے ناموں کے مطابق تصاویر انہیں دے دیں۔تقریباً آدھ گھنٹے بعد وہ سب میک اپ کر چکے تھے۔کرنل زید بھی یورپئین میک اپ میں آچکا تھا۔کرنل زید نے ان سب کا جائزہ لیا اور اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات آگئے۔

''کس وقت روانہ ہونا ہے ہم نے''......ڈاکٹر آبیلہ نے کرنل زید کی طرف

دیکھتے ہوئے کہا۔

''جیسے ہی انتظامات مکمل ہوں گے فون آ جائے گا'' ...... کرنل زید نے کہا اور اسی وقت ٹیلی فون کی بیل بجنے لگی۔ ان سب نے چونک کر ٹیلی فون کی طرف دیکھا جو اسٹینڈ پر رکھا ہوا تھا۔ کرنل زید فون کی طرف بڑھا۔

''یس۔ میتھیو زا سپیکنگ'' ...... کرنل زید نے گریٹ لب و لہجے میں کہا۔

''سر۔ روانگی کا وقت ہو گیا ہے اگر آپ تیار ہوں تو میں آ جاؤں'' ...... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''بس۔ ہم تیار ہیں'' ...... کرنل زید نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''رینالٹو سے کہو کہ یو این کی گاڑی آ رہی ہے۔ اسے اندر آنے دے'' ...... کرنل زید نے نیتو سے کہا۔

''او کے باس'' ...... نیتو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد نیتو واپس آ گیا۔

''باس۔ گاڑی آ گئی ہے'' ...... نیتو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''او کے۔ آؤ تم سب'' ...... کرنل زید نے پہلے نیتو سے اور پر باقی ساتھیوں سے کہا۔ وہ سب کمرے سے باہر آ گئے۔ باہر گیٹ کے قریب ہی ایک بڑی جیپ کھڑی ہوئی تھی جس پر یو این کا فلیگ لگا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ اس کی نمبر پلیٹ بھی مخصوص کلر کی تھی۔ اسکرین کے نچلے حصے پر یو این لکھا ہوا تھا۔ جیپ کی فرنٹ سیٹ پر ایک فوجی آفیسر بیٹھا ہوا تھا۔ سٹارز کے مطابق وہ جنرل تھا۔ اس نے کرنل زید کو جیپ کی طرف بڑھتے دیکھا تو وہ جیپ سے نیچے اترا۔ جب کرنل زید اس کی قریب پہنچا تو اس نے گرمجوشی سے کرنل زید سے مصافحہ کیا اور دونوں کے درمیان رسمی کلمات کا تبادلہ ہوا۔

''یہ جنرل کسیلے ہیں۔ اور جنرل صاحب یہ میرے ساتھی ہیں'' ...... کرنل زید نے تعارف کرایا تو جنرل کسیلے نے اس کے ساتھیوں سے بھی مصافحہ کیا۔

''بیٹھئے۔میتھیوز صاحب'' ...... جنرل کیسلے نے جیپ کی فرنٹ سیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''نو۔آپ بیٹھیں۔میں پیچھے بیٹھ جاتا ہوں'' ......کرنل زید نے مسکراتے ہوئے کہا تو جنرل کیسلے نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔جیپ کافی کشادہ اور بڑی تھی۔اسلئے کرنل زید اور اس کے ساتھی آسانی سے جیپ میں بیٹھ گئے۔ان سب کے جیپ میں بیٹھتے ہی ڈرائیور نے جیپ آگے بڑھائی اور پھر موڑ کاٹ کر وہ گیٹ کی طرف آیا۔گیٹ پر کرنل زید کا ساتھی موجود تھا۔اس نے گیٹ کھولا اور جیپ باہر آ گئی۔

''جنرل صاحب۔تاشو پر آپ بھی تربیت دیتے ہیں'' ......کرنل زید نے پوچھا۔

''نہیں سر۔میں صرف تین بار جزیرہ تاشو گیا ہوں اور آج آپ کے ساتھ جارہا ہوں'' ......جنرل کیسلے نے کہا۔

''ہم نے سنا ہے کہ جزیرہ تاشو پر سیکورٹی بہت سخت ہے۔اس کی کیا وجہ ہے'' ......کرنل زید نے کہا۔

''میرا تو نہیں خیال کہ سیکورٹی روٹین سے زیادہ ہے۔آرمی ٹریننگ سنٹر کی جس قدر سیکورٹی ہونی چاہئے اتنی ہی سیکورٹی جزیرہ تاشو پر بھی ہے'' ......جنرل کیسلے نے کہا۔

''آپ کہہ رہے ہیں تو ایسا ہی ہوگا'' ......کرنل زید نے کہا اور خاموش ہو گیا۔ جنرل کیسلے کی باتوں سے اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ جنرل کیسلے بھی جزیرہ تاشو کی حقیقت سے لاعلم ہے۔

''میتھوز صاحب۔مجھے اتنا بتایا گیا ہے کہ آپ نے جزیرہ تاشو کے ٹریننگ سنٹر کا سروے کرنا ہے۔یہ سروے کس قسم کا ہے مجھے یہ نہیں بتایا گیا۔کیا آپ مجھے یہ بتانا پسند کریں گے'' ......جنرل کیسلے نے کہا۔

''جی ہاں۔کیوں نہیں۔آپ ہمارے ساتھی ہیں۔آپ کو بھی معلوم ہونا چاہئے کہ ہم کس قسم کا سروے کر رہے ہیں۔کچھ دن پہلے یو این کے ہیومن رائٹس ونگ کو

گریٹ فوجی کی ای میل موصول ہوئی ہے جس میں اس نے کہا ہے کہ جزیرہ تاشو پر فوجیوں کو ناقص کھانا دیا جاتا ہے اور وہاں ان کی بلا وجہ انسلٹ بھی کی جاتی ہے۔ جزیرہ پر موجود افسران سپاہیوں سے بہت ہی برا سلوک کرتے ہیں۔ گریٹ گورنمنٹ کو کئی بار شکایت کی گئی ہے لیکن حکومت نے اس سلسلے میں کچھ نہیں کہا۔ لہذا یو این کا ہیومن رائٹس ونگ جزیرہ تاشو کے حالات کا جائزہ لے اور پھر گریٹ حکومت کو پابند کیا جائے کہ وہ جزیرہ تاشو پر موجود افسران کے رویئے کو درست کرے اور اگر کھانا ناقص دیا جاتا ہے تو کھانے کے معیار کو بھی اچھا بنایا جائے''...... کرنل زید نے کہا۔

''اوہ۔ کون ہے وہ فوجی۔ جس نے آپ کو ای میل کی ہے''...... جنرل کسیلے نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ابھی ہم اس کا نام نہیں بتا سکتے۔ ہم جزیرہ تاشو کا سروے کر لیں۔ اگر حالات اس ای میل کے مطابق ہوئے تو پھر ہم اس فوجی جوان کا نام نہیں بتائیں گے اور گریٹ گورنمنٹ کو سفارش کریں گے کہ وہ جزیرہ تاشو کے حالات کو بہتر کرے۔ ہاں اگر جزیرہ تاشو کے حالات ای میل کے مطابق نہ ہوئے تو پھر ہم اس فوجی کے بارے میں آپ کو معلومات دیں گے۔ تاکہ ہمارا وقت ضائع کرنے اور غلط شکایت کرنے پر آپ اس کا کوٹ مارشل کر سکیں''...... کرنل زید نے کہا تو جنرل کسیلے نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''سر۔ آپ کا کیا خیال ہے۔ یہ ای میل درست ہے یا غلط''...... ڈاکٹر آبیلہ نے جنرل کسیلے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''میرا اس جزیرے پر آنا جانا نہیں ہے۔ اس لئے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ہم جزیرے پر جا ہی رہے ہیں جو بھی حالات ہیں سامنے آجائیں گے''...... جنرل کسیلے نے کہا۔

''سر۔ اگر حالات ای میل کے مطاقب ہوئے تو پھر آپ کیا ایکشن لیں گے''...... ڈاکٹر آبیلہ نے کہا۔

''میں تو کچھ نہیں کر سکتا۔حکومت ہی اس پر ایکشن لے گی اور ذمہ داروں کے خلاف کارروائی کرے گی''......جنرل کسیلے ے کہا تو اس مرتبہ ڈاکٹر آبیلہ نے ا ثبات کے انداز میں سر ہلا دیا۔

''گریٹ لینڈ پوری دنیا میں سب سے زیادہ مہذب ملک ہے۔اگر جزیرہ تاشو پر حالات ای میل کے مطابق ہیں تو یہ ہمارے لئے انتہائی شرم کی بات ہے''...... کرنل زید نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''جب تک آپ کا سروے ہو نہ جائے اس قت تک کیا کہا جا سکتا ہے''...... جنرل کسیلے نے کہا۔اکے انداز سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ اس موضوع پر مزید گفتگو نہیں کرنا چاہتا۔لہذا کرنل زید اور ڈاکٹر آبیلہ بھی خاموش ہو گئے۔ساحل سمندر تک کا باقی سفر خاموشی میں ہی گزر گیا۔ساحل سمندر پر پہنچ کر جنرل کسیلے نے جیب ایک طرف بنی ہوئی پارکنگ میں روکی۔پھر وہ سب جیپ سے نیچے اترے۔جنرل کسیلے ایک طرف بڑھنے لگا۔وہ سب بھی اس کے پیچھے چلنے لگے۔وہ چند قدم ہی لے تھے کہ ایک طرف سے ایک کیپٹن آ گیا۔جنرل کسیلے کے قریب پہنچ کر اس نے سیلوٹ کیا۔

''سر۔موٹر بوٹ تیار ہے''......سیلوٹ کرنے کے بعد کیپٹن نے جنرل کسیلے سے کہا۔

''او کے۔آیئے میتھوز صاحب''......جنرل کسیلے نے پہلے کیپٹن سے اور پھر کنل زید سے کہا۔اس کے بعد کیپٹن اور جنرل کسیلے ایک طرف بڑھے۔کرنل زید اور اس کے ساتھی بھی ان کے ساتھ چلنے لگے۔موٹر بوٹ واقعی تیار تھی۔موٹر بوٹ پر یو این کا مخصوص فلیگ لہرا رہا تھا۔کیپٹن نے موٹر بوٹ کا اسٹیئرنگ سنبھال لیا۔جبکہ باقی تمام افراد موٹر بوٹ میں بیٹھ گئے۔کیپٹن نے موٹر بوٹ اسٹارٹ کی اور پھر موٹر بوٹ آگے بڑھنے لگی۔

''سر۔آپ تو سب یورپیئن ہیں لیکن آپ کا یہ ساتھی افریقی ہے''......جنرل کسیلے نے کرنل زید سے کہا۔

''جی ہاں۔ یہ میرا خدمت گار ہے اور بچپن سے ہی میرے ساتھ ہے''...... کرنل زید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''سر۔سنا ہے کہ افریقین لوگ بہت ہی وفادار ہوتے ہیں''...... جنرل کیسلے نے کہا۔

''آپ نے صحیح سنا ہے۔ میرا یہ ساتھی نیتو کئی بار میری وجہ سے اپنی ان پر کھیلا ہے''...... کرنل زید نے کہا۔

''سر۔ یہ کہیں آپ کا غلام تو نہیں ہے''...... کیپٹن نے کرنل زید کی طرف دیکھتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ میں تو اسے اپنا دوست سمجھتا ہوں''...... کرنل زید نے انکار کی صورت میں گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

''جبکہ میں خود کو باس کا غلام ہی سمجھتا ہوں''...... نیتو نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ اس کی بات کے جواب میں کوئی کچھ کہتا وہ سبھی ایک دم چونک اٹھے۔ انہیں دور سے ایک میزائل موٹر بوٹ کی طرف آتا ہوا دکھائی دیا۔ میزائل کو موٹر بوٹ کی طرف آتے دیکھ کر ان سب کی آنکھیں خوف سے پھیل گئیں۔

’’مادام تاؤاس وقت گریٹ آرمی کی یونیفارم میں تھی اور سٹارز اسے میجر ظاہر کر رہے تھے۔ مادام تاؤ تاشو جزیرہ پر فوڈ انچارج تھی۔ میجر کیٹی کو راستے سے ہٹا کر مادام تاؤ کو اس کی جگہ دی گئی تھی۔ مادام تاؤ میجر کیٹی کے میک اپ میں اس کا کردار خوب نبھا رہی تھی۔ اس وقت بھی وہ آفس میں بیٹھی فوڈ کا ریکارڈ دیکھ رہی تھی۔ جزیرہ تاشو پر کیپٹن رینک کے ایک گروپ کی خصوصی ٹریننگ چل رہی تھی۔ ٹریننگ کے دوران ان کی خوراک کا خاص خیال رکھنا میجر کیٹی کی ہی ذمہ داری تھی اور مادام تاؤ اس وقت اس ٹریننگ کے دوران جانے والی خوراک کا ریکارڈ دیکھ رہی تھی اور منہ بنا رہی تھی۔ حکومت ٹریننگ حاصل کرنے والوں کو سپیشل فوڈ ہی مہیا کرتی تھی۔

’’ٹریننگ کے دوران انہیں اتنی سپیشل فوڈ دی جاتی ہے کہ یہ فوڈ تو دعا کرتے ہوں گے کہ ان کی ٹریننگ سارا سال چلتی رہے‘‘...... مادام تاؤ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ٹیلی فون کی بیل بھی بج اٹھی۔ مادام تاؤ نے چونک کر ٹیلی فون کی طرف دیکھا۔ پھر اس نے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

’’یس میجر کیٹی اسپیکنگ‘‘...... مادام تاؤ نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے

ہوئے کہا۔

''کیٹی ۔میجر ڈگلس بول رہا ہوں'' ......دوسری طرف سے بھاری آواز سنائی دی۔

''میجر ڈگلس تم ۔خیریت'' ...... مادام تاؤ ڈگلس کے نام سے واقف نہیں تھی لیکن اس نے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

''میجر کیٹی ۔تمہارے خلاف کسی نے یو این ہیومن رائٹس ونگ میں شکایت کی ہے'' ......میجر ڈگلس نے کہا۔

''میرے خلاف شکایت ۔لیکن کس بات پر'' ...... مادام تاؤ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہی کہ تم تربیت پانے والے جوانوں کو ناقص خوراک دیتی ہو'' ......دوسری طرف سے میجر ڈگلس نے کہا۔

''میں ابھی ان کی خوراک کا ریکارڈ ہی دیکھ رہی تھی ۔ایسی شاندار خوراک تو شاید شاہی خاندان کے افراد کو بھی نہیں ملتی ہوگی ۔کس نے کی ہے یہ شکایت'' ...... مادام تاؤ نے کہا۔

''شکایت کرنے والے کا نام ابھی راز میں رکھا جا رہا ہے۔ یو این کی ٹیم دارالحکومت میں روانہ ہو چکی ہے۔ میں نے سوچا تمہیں بتا دوں ۔اگر خوراک میں کوئی گڑ بڑ ہے تو تم اسے ٹھیک کر لو'' ......میجر ڈگلس نے کہا۔

''میں فوڈ کی طرف سے مطمئن ہوں ۔آنے دو ٹیم کو ۔لیکن یہ بتاؤ کہ کیا ٹیم بغیر اطلاع کے آ رہی ہے'' ...... مادام تاؤ نے کہا۔

''نہیں ۔سیکورٹی انچارج کو اس کی باقاعدہ اطلاع دی گئی ہے اور یو این کی ٹیم کے ساتھ جنرل کیسلے بھی ہے'' ......دوسری طرف سے میجر ڈگلس کی آواز سنائی دی۔

''او کے ۔میجر ڈگلس ۔انفارم کرنے کا شکریہ ۔ویسے میں ہر طرح سے مطمئن ہوں'' ...... مادام تاؤ نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ ٹیلی فون کا رسیور رکھ کر اس نے انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور آپریٹر کا نمبر پریس کر دیا۔

''یس'' ......رسیور اٹھائے جانے کے بعد دوسری طرف سے ٹیلی فون آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

''سیکورٹی آفیسر سے بات کراؤ'' ...... مادام تاؤ نے کرخت لہجے میں کہا۔ ٹیلی فون آپریٹران کا اپنا ہی آدمی تھا۔

''اوکے مادام'' ......دوسری طرف سے آپریٹر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو مادام تاؤ نے رسیور واپس کریڈل پر رکھ دیا۔ تقریباً نصف منٹ بعد ٹیلی فون کی بیل بجی۔

''یس۔ میجر کیٹی اسپیکنگ'' ...... مادام تاؤ نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''مادام۔ سیکورٹی آفیسر صاحب سے بات کیجئے'' ......دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا پھر ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ میجر بون سیکورٹی آفیسر جزیرہ تاشوا سپیکنگ'' ......دوسری طرف سے بارعب آواز سنائی دی۔

''میجر کیٹی اسپیکنگ'' ...... مادام تاؤ نے نہایت ہی سرد لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ مادام آپ۔ حکم فرمایئے'' ......کیٹی کی آواز سن کر میجر بون نے چونکتے ہوئے کہا۔

''تمہیں اطلاع ملی ہے کہ جنرل کسیلے کے ساتھ چند اور لوگ بھی آرہے ہیں جو یواین کے نمائندے ہیں'' ...... مادام تاؤ نے کرخت لہجے میں کہا۔

''یس مادام۔ ابھی کچھ ہی دیر پہلے مجھے یہ اطلاع ملی ہے'' ......دوسری طرف سے میجر بون نے کہا۔

''تو تمہیں چاہئے تھا کہ یہ اطلاع مجھے بھی دیتے'' ...... مادام تاؤ نے غصیلے لہجے میں کہا۔ وہ میجر بون پر بھی غصہ کر سکتی تھی کیونکہ میجر بون بھی انہی کا آدمی تھا۔

''مادام۔ میں یہ اطلاع آپ کو دینا ہی چاہتا تھا کہ آپ کا فون آگیا'' ......میجر بون نے کہا۔

''میجر بون۔ ہمارا ایک ایک سیکنڈ قیمتی ہوتا ہے اور اس قیمتی وقت کو ضائع نہیں

کرنا چاہئے''...... مادام تاؤ نے بدستور غصیلے لہجے میں کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔ پھر وہ چند لمحوں تک خاموش بیٹھی رہی۔ اس کے بعد اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگی۔

''یس لیانا اسپیکنگ''...... دوسری طرف سے کال رسیور ہونے کے بعد نسوانی آواز سنائی دی۔

''مادام تاؤ اسپیکنگ''...... مادام تاؤ نے اس مرتبہ نرم لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ مادام تاؤ۔ تم۔ کہاں سے بول رہی ہو''...... دوسری طرف سے چونکتے ہوئے کہا گیا۔

''دارالحکومت سے بول رہی ہوں۔ تم یہ بتاؤ کہ کیا تم اب بھی یو این کے ہیومن رائٹس ونگ میں کام کرتی ہو''...... مادام تاؤن ے کہا۔

''ہاں۔ یہ میری اچھی جاب ہے۔ میں اسے چھوڑ کر کہیں اور کیوں جاؤں گی''...... دوسری طرف سے لیانا نے کہا۔

''تمہارے ونگ کی ایک ٹیم جزیرہ تاشو پر سروے کے لئے آئی ہوئی ہے۔ کون کون لوگ ہیں اس ٹیم میں''...... مادام تاؤن ے پوچھا۔

''ہیومن رائٹس ونگ کی سروے ٹیم اور جزیرہ تاشو پر۔ نہیں ہماری تو کوئی ٹیم جزیرہ تاشو پر نہیں گئی''...... دوسری طرف سے لیانا کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

''ٹیم آئی ہوئی ہے۔ ٹیم کا ٹور تمہارے نوٹس میں نہیں ہوگا''...... مادام تاؤ نے کہا۔

''میں ٹیموں کے ٹورز ریکارڈ ہی تو رکھتی ہوں۔ اس لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ ہماری کوئی ٹیم کسی ٹور پر جائے اور مجھے معلوم نہ ہو''...... دوسری طرف سے لیانا نے کہا تو مادام تاؤ کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔

''مجھے تو یہی اطلاع ملی ہے کہ یو این ہیومن رائٹس ونگ کی ٹیم سروے کے لئے جزیرہ تاشو پر آ رہی ہے''...... مادام تاؤ نے کہا۔

''تمہیں ملنے والی اطلاع غلط ہے''...... دوسری طرف سے لیانا نے مضبوط لہجے

میں کہا۔

''او کے۔ تھینک یو'' ...... مادام تاؤ نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ پھر چند لمحوں تک وہ سوچتی رہی۔ اس کے بعد اس نے اپنی جیب سے سیل فون سیٹ نکال لیا۔ یہ مخصوص سیل فون تھا جس کا لنک ایک اسرائیلی سیارے سے تھا اور یہ محفوظ سیل فون تھا۔ یہاں پر موجود تمام اسرائیلی ایجنٹوں کے پاس یہ مخصوص سیل فون تھے۔ مادام تاؤ نے سیل فون کا نمبر پر کال کا بٹن پریس کر دیا۔ اگلے ہی لمحے دوسری طرف بیل جانے لگی۔

یس۔ شارلو اسپیکنگ'' ......دوسری طرف سے کال رسیو ہونے کے بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔

''مادام تاؤ اسپیکنگ'' ...... مادام تاؤ نے سخت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یس مادام۔ حکم'' ...... مادام تاؤ کی آواز سنتے ہی دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''دارالحکومت سے جزیرہ تاشو کی طرف ایک موٹر بوٹ آ رہی ہے۔ یہ موٹر بوٹ یو این کی ہے۔ اس پر یو این کا فلیگ لگا ہو گا اس موٹر بوٹ کو فوراً ہی میزائل سے اڑا دو'' ...... مادام تاؤ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''مادام۔ یو این کی موٹر بوٹ کو میزائل سے اڑانا ہے'' ......دوسری طرف سے حیرت بھرے آواز سنائی دی۔

''کیا تم بہرے ہو۔ تمہیں بات ایک بار سنائی نہیں دیتی ایڈیٹ'' ...... مادام تاؤ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''او کے مادام۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی مادام'' ......شارلو نے فوراً ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''وہ موٹر بوٹ جزیرہ تاشو پہنچنے والی ہو گی۔ تم تتنے فوراً کارروائی کرنی ہے اور پھر مجھے رپورٹ کرنی ہے'' ...... مادام تاؤ نے بدستور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس مادام'' ......دوسری طرف سے شارلو نے کہا تو مادام تاؤ نے کال کاٹ دی

اور سیٹ جیب میں رکھ لیا۔
''کون لوگ ہو سکتے ہیں یہ''...... مادام تاؤ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن فی الحال اس کے پاس اپنے اس سوال کا کوئی جواب نہیں تھا۔ وہ شارلو کی کارروائی کے بعد کرنل ہیڈلے کو رپورٹ دینا چاہتی تھی۔ اس لئے وہ شارلو کی کال کا انتظار کرنے لگی۔ اسے زیادہ دیر انتظار نہیں کرنا پڑا۔ تین منٹ بعد ہی اس کے سیل فون کی بیل بجنے لگی۔ اس نے فوراً ہی جیب سے سیٹ نکالا۔
''یس''...... اس نے کال او کے کا بٹن پریس کر کے سیٹ کان سے لگاتے ہوئے کہا۔
''مادام۔ شارلو بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے شارلو کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔
''یس۔ کیا رپورٹ ہے''...... مادام تاؤ نے کرخت لہجے میں کہا۔
''مادام۔ موٹر بوٹ کو میزائل مار کر تباہ کر دیا گیا ہے''...... دوسری طرف سے شارلو نے کہا۔
''او کے''...... مادام تاؤ نے کہا اور پھر اس نے کال کاٹ دی۔ کال کاٹنے کے بعد اس نے کرنل ہیڈلے کے نمبر پریس کئے۔ جیسے ہی دوسری طرف بیل جانے لگی اس نے سیٹ کان سے لگا لیا۔
''کرنل ہیڈلے اسپیکنگ''...... کال رسیور ہونے کے بعد کرنل ہیڈلے کی مخصوص آواز سنائی دی۔
''باس۔ مادام تاؤ بول رہی ہوں''...... مادام تاؤ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
''یس مادام تاؤ۔ کس لئے فون کیا ہے''...... کرنل ہیڈلے نے سخت لہجے میں کہا۔
''باس۔ ایک اہم رپورٹ آپ کو دینی ہے''...... مادام تاؤ نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
وقت ضائع مت کرو اور بولو کیا رپورٹ دینی ہے''...... کرنل ہیڈلے نے پہلے

سے بھی زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

''باس۔

مجھے اطلاع دی گئی کہ یو این کی ایک ٹیم سروے کے لئے جزیرہ تاشو آ رہی ہے۔ میں نے اس ٹیم کی کنفرمیشن کے لئے یو این کے متعلقہ آفس میں کال کی تو متعلقہ آفس سے پتا چلا کہ ی ٹیم یو این کی نہیں ہے جس پر میں نے شارلو کو حکم دیا کہ وہ اس موٹر بوٹ کو میزائل سے اڑا دے جس پر وہ نقلی ٹیم جزیرہ تاشو آ رہی ہے۔ شارلو نے میرے حکم پر موٹر بوٹ کو میزائل سے اڑا دیا ہے''...... مادام تاؤ نے مؤدبانہ لہجے میں رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

اوہ۔ یہ بہت اہم رپورٹ ہے۔ کون لوگ ہو سکتے ہیں یہ''...... کرنل ہیڈ لے نے چونکتی ہوئی آواز میں کہا۔

باس۔ میں بھی یہی معلوم کرنا چاہتی ہوں''...... مادام تاؤ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

میں معلوم کرتا ہوں۔ اگر یہ ہمارے دشمنوں کا گروپ تھا تو اور گروپ بھی آ سکتے ہیں۔ جس کا واضح مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ ہمارے دشمنوں کو سی ورلڈ کے بارے میں معلومات مل چکی ہیں''...... کرنل ہیڈ لے نے کہا۔

باس۔ فی الحال تو یہ امکانی بات ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایسا نہ ہو جیسا ہم سوچ رہے ہیں''...... مادام تاؤ نے کہا۔

''جو بھی ہے۔ مجھے مکمل معلومات حاصل کرنا ہوں گی۔ ہماری معمولی سی غفلت ہماری قوم کو ناقابلِ تلافی نقصان سے دوچار کر سکتی ہے''...... دوسری طرف سے کرنل ہیڈ لے کی مخصوص آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کال بھی کٹ گئی۔

مادام تاؤ نے گہری سانس لی اور پھر سیل فون جیب میں رکھ لیا۔

''اگر کسی دشمن کو ہمارے بارے میں اطلاع مل بھی گئی ہے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ جو لوگ بھی ادھر آنے کی کوشش کریں گے وہ اسی طرح مارے جائیں گے''...... مادام تاؤ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

’’عمران کے ذہن میں روشنی کا ایک نقطہ سا ابھرا اور پھر یہ نقطہ بڑا ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ عمران کا ذہن مکمل طور پر روشن ہو گیا۔ اس نے آنکھ کھول کر اپنے اردگرد کا جائزہ لیا۔ یہ درمیانے سائز کا کمرہ تھا جس کی دیواروں پر تشدد کرنے کے آلات لٹکے ہوئے تھے۔ وہ ایک کرسی پر راڈز سے جکڑا ہوا تھا۔ اس کے ساتھی اس کی دائیں طرف تھے اور وہ بھی اسی پوزیشن میں تھے جس پوزیشن میں وہ تھا۔ وہ سب ابھی بے ہوش ہی تھے جبکہ عمران اپنی مخصوص ذہنی ورزشوں کی وجہ سے ہوش میں آ گیا تھا۔ وہ جائزہ لے کر فارغ ہوا ہی تھا کہ اسے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔ اس نے فوراً ہی آنکھیں بند کر لیں البتہ پتلیوں میں ایک جھری بنا لی تا کہ کمرے میں داخل ہونے والوں کو دیکھ سکے۔ دروازہ کھلا اور پانچ افراد کمرے میں داخل ہوئے۔ ان پانچ میں ایک لڑکی تھی جبکہ چار مرد تھے۔ چار میں سے تین افراد کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں جبکہ ایک خالی ہاتھ تھا۔ خالی ہاتھ آدمی کی گردن اکڑی ہوئی تھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ ان کا انچارج ہے۔ وہ کمرے میں داخل ہوئے تو مسلح افراد میں سے ایک نے سائیڈ پر رکھی ہوئی کرسی اٹھا کر عمران کے

سامنے رکھ دیا۔ اکڑی ہوئی گردن والا اس کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ لڑکی اس کی بائیں جانب کھڑی ہوگئی۔ وہ لڑکی بہت ہی کینہ توز نظروں سے عمران کو دیکھ رہی تھی۔

''روڈا انہیں ہوش میں لے آؤ''...... کرسی پر بیٹھنے والے نے کرخت لہجے میں کہا۔

''یس باس''...... مسلح افراد میں سے ایک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ ایک طرف دیوار میں ایک الماری تھی۔ اس نے الماری میں سے میڈیکل باکس نکال کر ایک انجکشن تیار کیا اور پھر ان کی طرف آ گیا۔ شروع میں جولیا تھی اس نے سب سے پہلے جولیا کو انجکشن لگایا۔ پھر اس نے تھوڑا تھوڑا انجکشن سب کو لگایا جب وہ عمران کے قریب پہنچا تو عمران کے منہ سے کراہ نکلی۔

''عمران کو تو انجکشن لگے بغیر ہوش آ رہا ہے''...... کرسی پر بیٹھے ہوئے باس نے کہا تو روڈا رک گیا اور اس نے سوالیہ انداز میں باس کی طرف دیکھا۔

''باس۔ یہ عمران ہے ہی ایسا۔ روڈا تم رہنے دو اسے انجکشن نہ لگاؤ''...... لڑکی نے پہلے باس سے اور پھر روڈا سے کہا۔

''یس مادام''...... روڈا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ پیچھے ہٹ گیا جبکہ عمران نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اسی لمحے جولیا کے منہ سے بھی ایک کراہ نکلی۔ وہ بھی ہوش میں آ رہی تھی۔

''عمران۔ جس طرح تم آج بے بس ہوئے ہو شاید اتنے بے بس پہلے کبھی نہیں ہوئی ہو گے''...... باس نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''عمران۔ کون عمران''...... عمران نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا اور پھر اس نے دائیں بائیں بھی دیکھا۔

''تم عمران ہو اور یہ جو آخری کرسی پر جکڑی ہوئی ہے یہ جولیا ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف۔ کیا تم اب بھی انکار کرو گے''...... اس مرتبہ لڑکی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''میں نے پہلے بھی کبھی انکار نہیں کیا اب بھی نہیں کروں گا۔ تم ایک بار شادی کی

آفر کر کے تو دیکھو'' ...... عمران نے لڑکی کی طرف میٹھی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ ویسے لڑکی کی آنکھوں میں اپنے لئے نفرت دیکھ کر وہ سمجھ گیا تھا کہ اس لڑکی کو اس سے کوئی خاص کدورت ہے لیکن وہ اس لڑکی کو جانتا نہیں تھا۔

''شادی۔ ہاں شادی تو تمہاری ہو گی اور مجھ سے ہی ہو گی لیکن میرے دوسرے روپ سے اور میرا دوسرا روپ ہے موت کا۔ بھیانک، اذیت ناک اور عبرت ناک موت'' ...... لڑکی نے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ عمران کی بات سن کر جولیا کا چہرے غصے سے سرخ ہو گیا۔ لیکن وہ خاموش رہی۔ وہ جانتی تھی کہ عمران ایسی باتوں سے دوسروں کو بیوقوف بنانے کے لئے کرتا ہے لیکن پھر بھی اسے عمران کی ان باتوں پر غصہ آ جاتا تھا۔

''جائکا جتنی حسین اور خوبصورت نظر آتی ہے اس سے کہیں زیادہ یہ زہریلی ہے۔ اس سے آج تک کوئی دشمن بچ نہیں سکا'' ...... باس نے عمران کو مخاطب کرتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''اچھا۔ اس کا نام جائکا ہے اور تمہارا نام'' ...... عمران چونکہ اسے بھی نہیں جانتا تھا اس لئے اس نے پوچھا۔

''میں رواڈو ہوں رواڈو۔ میں وہ خاردار کوڑا ہوں جو دشمن کی روح کو جکڑ کر جسم سے اس طرح باہر کھینچ لیتا ہے کہ جسم الگ اذیت کا شکار رہتا ہے اور روح الگ۔ اذیت کا شکار روح سسکتی، بلکتی اور چیختی ہوئی بھٹکتی رہتی ہے'' ...... باس نے غراتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے تم خاردار کوڑا ہو لیکن تم نے ہمیں کیوں اس طرح جکڑا ہوا ہے'' ...... عمران نے اس مرتبہ منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یہ تم پوچھ رہے ہو۔ تم، جو ہماری قوم کے سب سے بڑے دشمن ہو۔ ہماری قوم کا بچہ بچہ تمہاری اور میجر پرمود کے اذیت ناک موت کا منتظر ہے اور تم پوچھ رہے ہو کہ ہم نے تمہیں کیوں جکڑا ہوا ہے'' ...... رواڈو نے طنز اور نفرت کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ کہا۔

''اوہ۔تم یہودی ہو''......عمران نے چونکنے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔وہ سمجھ تو پہلے ہی گیا تھا لیکن وہ یہ پکنا چاہتا تھا کہ رواڈ وان کے مقصد سے بھی واقف ہے یا انہوں نے محض اسرائیلی دشمنی کی وجہ سے جکڑا ہے۔

''ہاں۔تم ٹھیک سمجھے ہو اور اب تمہیں یہ بھی یقین کر لینا چاہئے کہ تمہارا آخری وقت آن پہنچا ہے''......رواڈ و نے کہا۔

''میں تو ہنی مون کے لئے گریٹ لینڈ آیا تھا۔کیا تم ہمیں گریٹ لینڈ سے اسرائیلی لے آئے ہو''......عمران نے کہا۔

''تم اس وقت بھی گریٹ لینڈ میں ہی ہو لیکن تم ہنی مون منانے نہیں آئے''......رواڈ و نے کہا۔

''پھر بھلا ہم گریٹ لینڈ کیوں آئے ہیں''......عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''تمہارا گریٹ لینڈ آنے کا کیا مقصد ہے۔یہ تم بتاؤ گے''......رواڈ و نے سخت لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔یہاں آنے کا مقصد میں تمہیں بتاتا ہوں لیکن پہلے تم یہ بتاؤ کہ تم نے ہمیں کس حیثیت سے گرفتار کیا ہے کیا تم کسی گریٹ ایجنسی سے متعلق ہو''......عمران نے کہا۔

''تمہارے سوال کا جواب ہے ہاں اور اب مزید وقت ضائع کئے یہاں آمد کا مقصد بتاؤ''......رواڈ و نے کہا۔

''ہم یہاں فارمولا فور ٹو زیرو اڑانے آئے ہیں''......عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''فارمولا۔فور ٹو زیرو۔یہ کون سا فارمولا ہے''......رواڈ و نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''باس۔میں اسے اچھی طرح جانتی ہوں یہ ہمارا وقت ضائع کر رہا ہے۔یہ ایسے زبان نہیں کھولے گا۔آپ مجھے اجازت دیں۔میں اس کی زبان کھلواتی ہوں۔میں نے اس سے اپنے بھائی شارنو کی موت کا بدلہ بھی لینا ہے''......کافی دیر سے خاموش

کھڑی لیڈی جائکا نے کہا تو عمران نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

''شارنو۔کون شارنو'' ......عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''شارنو۔جی پی نائن کا مایا ناز ایجنٹ تھا۔آج سے چار سال پہلے تم نے اسے بے دردی سے قتل کر دیا تھا'' ......جائکا نے نفرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران کو شارنو یاد آ گیا جو واقعی اس کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔اس کے ساتھ ہی اسے جائکا کی نفرت کی وجہ بھی معلوم ہو گئی۔

''ایجنٹس ،ایجنٹس کے ہاتھوں مارے ہی جاتے ہیں۔یہ کوئی نئی بات نہیں ہے اور ایجنٹ کے لئے تو یہ اعزاز ہوتا ہے کہ وہ اپنے ملک وقوم کے لئے مارا جائے'' ......عمران نے کہا۔

''جب شارنو مارا گیا تھا تو میں نے قسم کھائی تھی کہ اس کے قاتل کو اذیتیں دے دے کر موت کے گھاٹ اتار دوں گی اور اس کے خون کا پیالہ پیوں گی۔آج تم میرے سامنے ہو اور میں یہ دونوں کام کروں گی'' ......جائکا نے غراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اپنے بازو کو جھٹکا دیا۔اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں پتلے باریک اور لمبے پھل والا خنجر دکھائی دینے لگا۔خنجر انتہائی چمکدار تھا۔جیسے ہی خنجر جائکا کے ہاتھ میں آیا اس کی آنکھیں خون کی مانند سرخ ہو گئیں اور اس کے چہرے پر وحشت سی چھا گئی۔چند لمحے پہلے وہ حسین اور خوبصورت نظر آنے والی جائکا اب کسی عفریت کی طرح نظر آ رہی تھی۔

''سنو جائکا۔اگر یہ اپنے یہاں آنے کا مقصد بتا دیتا ہے تو پھر میں تمہیں اجازت نہیں دوں گا کہ تم اسے بے دردی سے قتل کرو'' ......اچانک ہی رواڈو نے جائکا سے سخت لہجے میں کہا۔

''باس۔یہ زبان نہیں کھولے گا'' ......جائکا نے کسی بھوکے درندے کی مانند غراتے ہوئے کہا۔

''مجھے اس سے بات کر لینے دو۔ہاں عمران۔اب تم بتاؤ تم اذیت ناک موت مرنا چاہو گے یا میرے سوالوں کے جواب دینا چاہو گے'' ......رواڈو نے پہلے جائکا

سے اور پھر عمران سے کہا۔
''پوچھو۔ کیا پوچھنا چاہتے ہو تم''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
''گریٹ لینڈ تم کس لئے آئے ہو''...... رواڈو نے اپنے سوال کو دہرایا۔
''ہنی مون منانے کے لئے''...... عمران نے بدستور سنجیدہ لہجے میں کہا تو رواڈو کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔
''اسے اپنی جان کی پرواہ نہیں ہے لیکن تم لوگ اس کے ساتھی ہو۔ تمہیں اس کی پرواہ کرنی چاہیئے۔ جائکا واقعی اسے اذیت ناک موت مارے گی۔ کیونکہ عمران نے اس کے بھائی کو قتل کیا ہوا ہے۔ لہذا اب اگر تم عمران کی جان بچانا چاہتے ہو تو تم اپنی آمد کا مقصد بتا دو''...... رواڈو نے جولیا اور دیگر ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ سبھی کرسیوں سے اچھی جکڑے ہوئے تھے۔ رواڈو اور عمران کے درمیان کافی دیر سے باتیں ہو رہی تھیں اور اس دوران وہ سب ان کرسیوں سے چھٹکارہ پانے کا ہی سوچتے رہے تھے لیکن ان کے ذہن میں کوئی ترکیب نہیں آ رہی تھی۔ عمران رواڈو سے طویل باتیں کر رہا تھا تو اس کا مقصد بھی یہی تھا کہ وہ زیادہ سے زیادہ وقت حاصل کرے لیکن زیادہ وقت حاصل کرنا ابھی تک بے سود ہی رہا تھا۔
''اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ ہم تمہارے سوال کا جواب دیں گے تو تم ہمیں چھوڑ دو گے''...... صفدر نے کہا۔
''تم اس پوزیشن میں ہو کہ ہم سے گارنٹی مانگ سکو''...... رواڈو نے غراتے ہوئے کہا۔
''جب ہم نے مرنا ہی ہے تو پھر تمہارے سوالوں کے جواب کیوں دیں''...... صفدر نے کہا۔
''ایک ہوتی ہے آسان موت۔ بس گولی چلی، دل میں لگی اور بندہ ختم اور دوسری ہوتی ہے اذیت ناک موت۔ یہ موت آہستہ آہستہ انسان کی طرف بڑھتی ہے۔ حالانکہ انسان جس اذایت سے دوچار ہوتا وہ چاہتا ہے کہ اسے جلد موت آ جائے لیکن اس کی یہ خواہش پوری نہیں ہوتی پھر وہ موت کے لئے منتیں کرتا ہے گڑگڑاتا

ہے لیکن موت چند قدم دور کھڑی اس کا تماشہ دیکھتی رہتی ہے اور تم لوگ اس دوسری قسم کی موت کے تمنائی ہو۔ او کے۔ اگر تم ایسی ہی موت چاہتے ہو تو ہمیں کیا اعتراض ہے۔ سب سے پہلے تم اپنے لیڈر عمران کی موت کا تماشہ دیکھو اس کے بعد باری باری تمہارا نمبر لگا دیا جائے گا۔ اس ڈیتھ روم میں آ گئے ہو تو یہاں سے زندہ اب تم باہر جا تو نہیں سکتے''...... رواڈو نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''تو باس۔ مجھے اجازت ہے نا''...... جیسے ہی رواڈو خاموش ہوا، جائرکا نے اس سے پوچھا۔

''ہاں۔ بالکل اجازت ہے''...... رواڈو نے جائرکا سے کہا اور عمرن کی طرف دیکھا۔

''لو جی۔ تمہیں تو بھائی کی طرف سے اجازت مل گئی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''بھائی کی طرف سے اجازت۔ کیا مطلب''...... رواڈو نے حیران ہو کر کہا۔

''حسین لڑکیوں کے بھائی انہیں پسند کی اجازت نہیں دیتے۔ مثال ہمارے ساتھ ہے پوچھ لو جولیا سے۔ اس کا بھائی اسے شادی کی اجازت ہی نہیں دیتا جبکہ تم کتنے اچھے بھائی ہو کہ تم نے اپنی بہن جائرکا کو فوراً ہی اجازت دے دی ہے''...... عمران نے تعریف کرنے والے انداز میں کہا۔

''مجھے حیرت کے ساتھ ساتھ افسوس بھی ہو رہا ہے کہ اتنا نامور ایجنٹ موت کو سر پر دیکھ کر اپنا دماغی توازن کھو بیٹھا ہے''...... رواڈو نے واقعی حیرت اور افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

''باس۔ چاہے اس کا ذہنی توازن خراب ہو گیا ہے یا یہ جان بوجھ کر ایسا کر رہا ہے۔ اب یہ موت سے ہرگز نہیں بچ سکتا''...... جائرکا نے کرخت لہجے میں کہا اور پھر وہ عمران کے سر پر پہنچ گئی۔ اس کی آنکھوں میں سفاکانہ تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں کی سرخی میں بھی اضافہ ہو چکا تھا۔ عمران کے تمام ساتھیوں کے چہرے پتھر کی مانند سخت ہو گئے تھے کیونکہ وہ بری طرح راڈز میں

جکڑے ہوئے تھے اور راڈز سے چھٹکارے کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی۔ پھر ایک دم ہی جائکا کا خنجر والا ہاتھ بلند ہوا۔

''ٹائیگر گولڈن بار کے ہال میں داخل ہوا اور اس نے ہال میں موجود افراد پر نظر دوڑائی۔ اس وقت ہال میں کافی لوگ موجود تھے۔ ان میں مرد بھی تھے اور عورتیں بھی۔ یہ تمام افراد شراب اور سگریٹ پینے میں مصروف تھے۔ ہال میں پی جانے والی سگریٹوں کے دھویں میں ہمہ قسم کی منشیات کی بو رچی ہوئی تھی۔ ہال دھویں سے بھرا ہوا تھا۔ عام انسان کا اس ہال میں زیادہ دیر ٹھہرنا ممکن نہیں تھا لیکن منشیات کے عادی اس ماحول میں ایسے بیٹھے ہوئے تھے جیسے وہ پھولوں سے سجے کسی پارک میں بیٹھے ہوں۔

اس بار کا مالک رسلز گولڈن تھا۔ جس کے بارے میں ٹائیگر کو معلوم ہوا تھا کہ وہ ہر قسم کے اسلحے کی منشیات میں ملوث ہے۔ اس کے علاوہ اس کی ایک شراب فیکٹری بھی تھی۔ شراب سپلائی کرنے کے بڑے بڑے ٹھیکے اسی کے پا تھے۔ گریٹ آرمی کو بھی شراب وہی سپلائی کرتا تھا۔ اسی لئے ٹائیگر نے اسے چیک کرنے کا سوچا تھا اور

گولڈن بار میں آیا تھا۔ ہال کا جائزہ لینے کے بعد اس نے کاؤنٹر کی طرف دیکھا۔ کاؤنٹر پر دو لڑکیاں کھڑی تھیں۔ شکل وصورت سے وہ بھی ہال میں بیٹھی ہوئی عورتوں کی طرح اخلاق باختہ لگ رہی تھیں۔ لباس تو انہوں نے ویسے ہی اپنی معاشرت کے مطابق ہی پہنے ہوئے تھے۔ ٹائیگر ان کی طرف بڑھا۔ جیسے ہی ٹائیگر کاؤنٹر کے قریب پہنچا۔ کاؤنٹر سے چند قدم دور کھڑے مسلح افراد چوکنا ہو گئے۔ ان کے ہاتھ اپنے اسلحے پر مضبوطی سے جم گئے۔ کیونکہ ٹائیگر اس وقت جس میک اپ میں تھا وہ اسے خطرناک کریمنل ظاہر کر رہا تھا۔ دونوں کاؤنٹر گرل نے بھی چونک کر اسے دیکھا۔ اگر ہال میں بار کے مسلح افراد نہ ہوتے تو یقیناً دونوں لڑکیاں ٹائیگر کو دیکھ کر خوفزدہ ہو جاتیں لیکن اب ان کے چہروں پر کوئی خاص تاثر نہ ابھرا۔

''یس سر''...... ایک کاؤنٹر گرل نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''مجھے رسلز گولڈن سے ملنا ہے''...... ٹائیگر نے اکھڑے ہوئے لہجے میں کہا تو کاؤنٹر گرل ایک بار پھر چونکیں۔

''باس سے۔ کیا آپ کی ان سے ملاقات طے ہے''...... کاؤنٹر گرل نے پوچھا۔

''میرا نام بلیک ٹائیگر ہے۔ فون کر کے اس سے پوچھ لو کہ وہ مجھ سے ملنا چاہتا ہے یا نہیں''...... ٹائیگر نے کرخت لہجے میں کہا۔

''سر۔ باس مجھ سے ناراض بھی ہو سکتے ہیں''...... کاؤنٹر گرل نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

''اس میں اتنی جرأت نہیں ہے کہ بلیک ٹائیگر کا نام سن کر وہ کسی سے غصہ کرے۔ اگر وہ تم سے ناراض ہوا تو تم میرے پاس ملازمت کر لینا۔ میں تمہیں دس گنا تنخواہ دوں گا اور اب جلدی سے رسلز کا نمبر ملاؤ۔ اگر مجھے غصہ آ گیا تو پھر نہ تم بچو گی اور نہ یہ بار اور نہ ہی رسلز گولڈن''...... ٹائیگر نے کہا۔ جملے کے آخر میں اس کے لہجے میں غراہٹ آ گئی تھی۔ یہ اس کے لہجے کا ہی اثر تھا کہ کاؤنٹر گرل گھبرا گئی جیسے ہی اس کے چہرے پر گھبراہٹ کے تاثرات ظاہر ہوئے۔ فوراً ہی ایک مسلح آدمی کاؤنٹر کی طرف

بڑھا۔

''اے مسٹر۔کون ہوتم''......اس مسلح آدمی نے مشین گن کا رخ ٹائیگر کی طرف کرتے ہوئے سخت لہجے میں کہا لیکن اگلے ہی لمحے اس کی چیخ بلند ہوئی اور وہ اڑتا ہوا قریبی ٹیبل پر جا پڑا۔ٹائیگر کے ایک ہی تھپڑ نے زمین سے اس کے پاؤں اکھیڑ دیئے تھے۔اس کی چیخ اور میز پر گرنے اور میز کے ٹوٹنے کی آواز سے ہال میں ایک دم ہی خاموشی ہوگئی۔لیکن یہ خاموشی صرف چند سیکنڈ کے لئے ہوئی تھی۔چند سیکنڈ کے بعد ہی ہال فائرنگ کی تیز آواز سے گونج اٹھا۔یہ فائرنگ ٹائیگر کے مشین پسٹل سے ہوئی تھی کیونکہ ٹیبل پر گرنے والے مسلح آدمی اور اس کے ساتھیوں نے ٹائیگر پر فائر کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اس سے پہلے کہ وہ ٹائیگر پر فائر کھولتے ٹائیگر نے ان پر فائر کھول دیا۔فائرنگ کی تیز آواز میں ان مسلح افراد کی چیخیں بھی شامل ہوگئیں۔

پھر تو گویا ہال میں زلزلہ آ گیا۔ہال میں بیٹھے ہوئے مرد وخواتین چیخ وپکار کرتے ہوئے بیرونی دروازے کی طرف دوڑے چند لمحے پہلے جو ایک دوسرے کے دوست تھے۔شراب اور سگریٹ پیتے ہرئے ایک دوسرے سے پیار ومحبت جتا رہے تھے اب ایک دوسرے سے انجان بن گئے۔ہر کوئی اس کوشش میں تھا کہ پہلے وہ ہال سے باہر نکل جائے۔کیونکہ ہال میں اب موت کا بازار گرم ہوگیا تھا۔باہر نکلنے کی کوشش میں وہ ایک دوسرے کو دھکے دینے اور چیخ وپکار کرنے لگے۔اس کوشش میں کوئی لوگ فرش پر بھی گرے تھے اور جو فرش پر گرتا تھا وہ کچلا جاتا تھا۔

لوگ چیخ وپکار کرتے ہوئے باہر کی طرف بھاگ رہے تھے۔ٹائیگر کی نظر بیک وقت چاروں اطراف میں تھی۔وہ بھاگتے ہوئے افراد کو بھی دیکھ رہا تھا اور کاؤنٹر پر کھڑی ہوئی کاؤنٹر گرلز کو بھی۔جو خوف کی وجہ سے کانپ رہی تھیں۔اس کی نظر سیڑھیوں کی طرف بھی تھیں۔اس ہنگامے کو شروع ہوئے چند سیکنڈ ہی ہوئے تھے کہ ٹائیگر کو سیڑھیوں پر پانچ چھ مسلح افراد دکھائی دیئے۔وہ اندھا دھند بھاگتے ہوئے سیڑھیوں سے اترنے لگے۔ٹائیگر نے ایک بار پھر مشین پسٹل کے ٹریگر پر دباؤ ڈالا فائرنگ کی تیز آواز گونجنے لگی اور ان سب کی چیخیں بلند ہوئیں۔پہلے وہ بھاگتے

ہوئے سیڑھیاں اتر رہے تھے۔ گولیاں کھانے کے بعد وہ فٹ بال کی مانند سیڑھیاں اترنے لگے۔

''تم نے اب تک رسلز گولڈن کو فون نہیں کیا''...... ٹائیگر نے کاؤنٹر گرل کی طرف دیکھتے ہوئے کرخت لہجے میں کہا۔

''کک۔ کک۔ کک۔ کرتی۔ کرتی ہوں۔ سس۔ سس۔ سر''...... کاؤنٹر گرل نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے کاؤنٹر پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اس کے ہاتھ بری طرح کانپ رہے تھے۔ دوسری کاؤنٹر گرل بھی اس طرح کانپ رہی تھی جیسے اسے شدید ملیریا ہو گیا ہو۔

''کیا ہو رہا ہے یہ''...... اچانک ہی گرجتی ہوئی آواز سنائی دی۔ ٹائیگر نے آواز کی سمت میں دیکھا۔ سیڑھیوں پر ایک بھاری جسامت کا آدمی کھڑا تھا جس کا سر بالوں سے یکسر صاف تھا۔ اس کی آنکھیں موٹی موٹی اور چہرے پر کرختگی کے تاثرات نمایاں تھے۔ اسے دیکھتے ہی ٹائیگر سمجھ گیا کہ یہی رسلز گولڈن ہے۔ کیونکہ ٹائیگر کو رسلز گولڈن کا یہی حلیہ بتایا گیا تھا۔

ہال اب تک خالی ہو گیا تھا۔ فرش پر تین چار مرد اور آٹھ دس عورتیں پڑی ہوئی تھی۔ یہ لوگ کچلے جانے کی وجہ سے زخمی ہو کر بے ہوش ہو گئے تھے۔ ٹائیگر نے رسلز گولڈن کو دیکھ کر ایک کرسی کھینچی اور پھر ایک سٹائل سے کرسی پر بیٹھ گیا۔

''تمہارے آدمی نہایت ہی احمق ہیں رسلز گولڈن۔ میں ایکریمیا سے تمہیں ملنے کے لئے آیا ہوں اور انہوں نے مجھے بجائے تم سے ملانے کے مجھ پر گنیں تان لیں۔ اب یہ تو ممکن نہیں ہے کہ بلیک ٹائیگر پر کوئی گن تانے اور پھر وہ زندہ بھی بچ جائے''...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ بلیک ٹائیگر۔ یہ یہ تم ہو۔ اوکے۔ اوکے۔ تم میرے ساتھ میرے آفس آجاؤ''...... رسلز گولڈن نے چونکتے ہوئے کہا تو ٹائیگر کرسی سے کھڑا ہو گیا۔ کرسی سے اٹھتے ہی اس نے کرسی کو ٹھوکر ماری تو کرسی اڑ کر دور جا گری۔

''ریٹا۔ تم شولڈر کو بلا کر یہ ہال بھی صاف کرا دو یہ اور ان زخمیوں کو بھی ہسپتال

پہنچوانے کا بندوبست کر دو'' ...... رسلز گولڈن نے کاؤنٹر گرل سے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑ گیا۔ کاؤنٹر گرل نے اس کی بات کا جواب دینا چاہا اس کا منہ کھلا لیکن حلق خشک ہو جانے کی وجہ سے اس کے منہ سے کوئی آواز نہ نکل سکی۔ ٹائیگر نے خونی انداز میں مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا اور پھر وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

ٹائیگر رسلز گولڈن کے پیچھے سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر گیلری میں پہنچ گیا۔ گیلری اس وقت خالی تھی ایک طرف چند کمروں کے دروازے دکھائی دے رہے تھے۔ رسلز گولڈن ان میں سے ایک دروازے پر رک گیا۔ اس نے دروازے پر رک کر ٹائیگر کی طرف دیکھا اور پھر دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ ٹائیگر بھی اس کے پیچھے کمرے میں داخل ہوا۔ یہ کمرہ کافی کشادہ تھا اور خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ کمرے کے ایک کونے میں جہازی سائز میز تھی جس پر آفس میں استعمال ہونے والی اشیاء رکھی ہوئی تھیں۔ میز کی ایک جانب ریوالونگ چیئر اور دوسری جانب تین کرسیاں رکھی تھیں کمرہ سجا ہوا تو بہت تھا لیکن یہاں عریاں لڑکیوں کی تصاویر ضرور دیواروں پر آویزاں تھیں جن سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ رسلز گولڈن کافی عیاش پرست رنگ رلیوں کو پسند کرنے والا ہے۔

''مجھے ایکریمیا سے لارڈ پالے نے تمہارے بارے میں بتایا تھا۔ ساتھ میں اس نے تمہارے رویئے کے متعلق بھی بتا دیا تھا۔ مجھے تمہارے رویئے یا خطرناک شخصیت سے کوئی غرض نہیں ہے۔ میں صرف لارڈ پالے کی وجہ سے تم سے نرم لہجے میں بات کر رہا ہوں ورنہ تم نے جس طرح میرے آدمیوں کا قتلِ عام کیا ہے۔ میں اب تک تمہیں ٹھکانے لگا چکا ہوتا'' ...... رسلز گولڈن نے کہا اور پھر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے ٹائیگر کو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

''غلطی تمہاری ہے۔ تمہیں چاہئے تھا کہ تم اپنے آدمیوں کو میری آمد کے متعلق بتاتے تا کہ وہ مجھ پر گنیں نہ اٹھاتے۔ وہی دوسری بات۔ مجھے ٹھکانے لگانے کی تو یہ کوشش تم اب کر کے دیکھ لو'' ...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو رسلز گولڈن نے

اسے گھور کر دیکھا۔ پھر اس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

''لارڈ پالے نے مجھے تو تمہارے بارے میں بتا دیا لیکن لگتا ہے کہ انہوں نے تمہیں میرے بارے میں نہیں بتایا''......رسلز گولڈن نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔

''میں تمہارے بارے میں اچھی طرح جانتا ہوں اس لئے تو تم سے ملنے کے لئے آیا ہوں''......ٹائیگر نے کہا۔

''اوکے۔ اب بتاؤ کہ تم مجھ سے کیوں ملنے آئے ہو بلکہ ٹھہرو گو کہ تم نے میرے بار کو نقصان پہنچایا ہے لیکن پھر بھی میرے مہمان ہو۔ رسلز گولڈن نے کہا اور میز کے قریب ایک بٹن پریس کیا تو کچھ دیر بعد ایک بے حد حسین اور نوجوان لڑکی کمرے میں داخل ہوئی جو نیم برہنہ تھی۔ میرے خاص مہمان کے لیے خالص شراب لاؤ''......رسلز گولڈن نے کہا۔

''نہیں میرے شراب پینے کے مخصوص اوقات ہیں میں اس وقت کچھ نہیں پیوں گا بس تم سے کچھ کام کی باتیں کرنی ہیں۔ ٹائیگر نے خشک لہجے میں کہا تو رسلز گولڈن نے اشارے سے لڑکی کو باہر جانے کا اشارہ کر دیا اور پھر لڑکی کے جانے کے بعد ٹائیگر کی طرف دیکھنے لگا۔

''میں تم سے تمہارا بار خریدنا چاہتا ہوں''......ٹائیگر نے کہا تو رسلز گولڈن چونک پڑا۔

''کیا۔ کیا کہا تم نے۔ میرا بار خریدنا چاہتے ہو''......رسلز گولڈن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں لیکن اپنے لئے نہیں۔ کیونکہ میں نیویارک جیسا جدید شہر چھوڑ کر اس پسماندہ شہر میں نہیں رہ سکتا۔ تمہارا بار میں نے اپنے ایک ملازم کے لئے خریدنا ہے۔ وہ ملازم گریٹ لینڈ کا ہی رہنے والا ہے اور وا سے تمہارا بار بہت پسند ہے''......ٹائیگر نے کہا تو رسلز گولڈن کا سرخ چہرے غصے کی وجہ سے اور زیادہ سرخ ہو گیا۔ وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

''تت۔تت۔تمہاری۔یہ۔یہ جرأت کہ۔کہ تت۔تم''......رسلز گولڈن نے غصے کی شدت سے کانپتے ہوئے کہا۔غصے کی وجہ سے وہ اپنی بات بھی مکمل نہیں کر سکا تھا۔وہ چند لمحے غصے کی وجہ سے کانپتا رہا پھر اس نے ٹیبل کی دراز کھول اور اس میں سے ایک بھاری ریوالور نکال لیا۔ٹائیگر اطمینان سے کرسی پر بیٹھا رہا۔

''اگر لارڈ یالے کا نام درمیان میں نہ ہوتا تو اب تک تمہاری کھوپڑی ٹکڑوں میں تقسیم ہو چکی ہوتی۔لیکن میں اب تمہیں مزید برداشت نہیں کر سکتا۔تم فوراً میرے آفس سے ہی نہیں بلکہ گریٹ لینڈ سے بھی نکل جاؤ''......رسلز گولڈن نے غراتے ہوئے کہا۔غصے کی وجہ سے ابھی تک اس کے چہرے کے عضلات پھڑک رہے تھے۔

''رسلز گولڈن۔اس ریوالور سے ڈرنے والا میں نہیں ہوں۔تم اپنے سور ماؤں کا انجام دیکھ چکے ہو۔ہاں یہ ٹھیک ہے کہ تم اپنا بار نہیں بیچنا چاہتے ہو تو نہ سہی۔اٹس او کے۔تم مالک ہو۔اس میں غصے والی کوئی بات نہیں ہے۔ہاں بیچنا چاہو تو میں تمہیں منہ مانگی قیمت دے سکتا ہوں''......ٹائیگر نے نرم لہجے میں کہا۔

''نہیں۔جب بیچنا ہی نہیں ہے تو پھر قیمت کیسی''......رسلز گولڈن نے حتمی لہجے میں کہا۔

''میرے خیال میں اس بار کی قیمت پانچ کروڑ ڈالرز سے زیادہ نہیں ہوگی۔میں تمہیں بیس کروڑ ڈالرز دینے کو تیار ہوں''......ٹائیگر نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔میں نے کہا نا کہ مجھے نہیں بیچنا''......رسلز گولڈن کا لہجہ اب پہلے جیسا مضبوط نہیں تھا۔

''یار۔تم تو یہودی ہو اور یہودی تو ایک ڈالر کا نفع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے''......ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم سے کس نے کہا کہ میں یہودی ہوں''......رسلز گولڈن نے چونکتے ہوئے کہا۔

''لارڈ پالے نے۔ لارڈ پالے کی کوئی بات مجھ سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی کیونکہ میں لارڈ پالے کا داماد ہوں''...... ٹائیگر نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا تو رسلز گولڈن بری طرح چونکا۔

''اوہ۔ اوہ۔ لارڈ پالے نے تو یہ بات نہیں بتائی اور نہ ہی تم نے پہلے بتایا ہے''...... رسلز گولڈن نے چونکتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ البتہ اس کی مسکراہٹ میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا۔

''اگر تم میرے ہاتھوں سے قتل ہو جاتے تو میں لارڈ پالے کے انتقام سے کیسے بچ پاتا''...... رسلز گولڈن نے کہا۔

''تم ایک رسلز گولڈن ہو۔ اگر تم جیسے دس رسلز گولڈن بھی آ جائیں تو مجھے قتل نہیں کر سکتے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تم بار بار میری انسلٹ کر رہے ہو۔ خیر اب تو میں تم پر غصہ بھی نہیں کر سکتا''...... رسلز گولڈن نے کہا۔

''اب تمہارا کیا پروگرام ہے۔ کیا تم بار بیچنے پر تیار ہو''...... ٹائیگر نے پوچھا۔ پھر اس سے پہلے کہ رسلز گولڈن اس کی بات کا جواب دیتا۔ ٹیلی فون کی بیل بجنے لگی۔ رسلز گولڈن نے رسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔

''یس''...... رسلز گولڈن نے سخت لہجے میں کہا اور دوسری طرف کی بات سننے لگا۔

''اوکے۔ ہاں میری آفس میں گولڈ کوئین کی بوتل بھیج دو''...... دوسری طرف کی بات سننے کے بعد رسلز گولڈن نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھا اور ٹائیگر کی طرف دیکھا۔

''ہال کو سیٹ کر دیا گیا ہے اور ہاں بار میں اب بھی بیچنے پر تیار نہیں ہوں۔ ہاں اگر یہ لاڈر پالے کا حکم ہے تو پھر میری مجبوری ہے لیکن میں اس سے سلسلے میں لارڈ پالے سے بات کروں گا اور پھر اس کے بعد فیصلہ کروں گا''...... رسلز گولڈن نے کہا۔

''اوکے۔ کرلو بات۔ مجھے بھلا کیا اعتراض ہوسکتا ہے''...... ٹائیگر نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا۔ اسی وقت دروازہ کھلا اور وہی حسین نوجوان نیم برہنہ لڑکی ٹرے اٹھائے کمرے میں داخل ہوئی۔ ٹرے میں دنیا کی قیمتی اور نایاب شراب گولڈ کوئین کی بوتل اور دو گلاس رکھے ہوئے تھے۔ اس نے ٹرے ٹیبل پر رکھا اور بوتل اٹھانے لگی۔ اس کا ارادہ گلاس تیار کرنے کا تھا۔

''تم جاؤ۔ میں گلاس تیار کر لیتا ہوں اور ہاں ہم انتہائی اہم میٹنگ میں مصروف ہیں۔ جب تک اسلز گولڈن صاحب بلائیں نہ کوئی بھی یہاں نہ آئے''...... ٹائیگر نے تحکمانہ لہجے میں لڑکی سے کہا تو اس نے رسلز گولڈن کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا تو رسلز گولڈن نے اثبات میں سر ہلایا۔ لڑکی نے بوتل واپس ٹرے میں رکھی اور اس کے بعد کمرے سے باہر نکلتی چلی گئی۔ ٹائیگر نے گولڈ کوئین کی بوتل پر ہاتھ رکھا۔

''تم لارڈ پالے سے بات کرلو میں تو تمہیں بتا چکا ہوں کہ میں مخصوص اوقات میں شراب پیتا ہوں لیکن میں تمہارے لیے جام تیار کرتا ہوں''...... ٹائیگر نے بوتل اٹھاتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ شراب کے جام تیار کر رہا ہو۔

''اوکے۔ میں کرتا ہوں بات''...... رسلز گولڈن نے کہا اور پھر اس کا ہاتھ رسیور کی طرف بڑھا۔ وہ رسیور اٹھا کر نمبر پریس کر رہی رہا تھا کہ اس کے سر پر دھما کا ہوا اور بے اختیار اس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ ٹائیگر نے شراب کی بوتل اس کے سر کے مخصوص حصے پر ماری تھی۔ بوتل شیشے کی تھی۔ جو رسلز گولڈن کے سر پر لگی تو ٹوٹ گئی۔ ٹائیگر کی یہ ضرب کافی کاری تھی۔ رسلز گولڈن کی آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا تھا۔ پھر جب اس کی آنکھوں سے یہ اندھیرا چھٹا تو انے خود کو صوفے پر بیٹھے پایا۔ اس کے ہاتھ پشت پر اس کی ٹائی سے بندھے ہوئے تھے جبکہ اس کی ٹانگیں بیلٹ سے بندھی ہوئی تھیں۔ ٹائیگر نے اس کی بیلٹ اتار کر اس کی ٹانگیں باندھ دی تھیں۔

''یہ۔ یہ کیا بدتمیزی ہے۔ تم نے میری آفس میں ہی میرے ساتھ یہ سلوک کیا ہے''...... رسلز گولڈن نے غصے سے کہا۔

''یہ سلوک کا ٹریلر ہے۔اصل سلوک ہونا تو ابھی باقی ہے''......ٹائیگر نے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''لیکن کیوں۔ میں تو لارڈ پالے کا وفادار ہوں۔تم میرے ساتھ یہ سلوک کیوں کر رہے ہو''......رسلز گولڈن نے کہا۔

''لارڈ پالے کو تمہاری بہت سی شکاتیں ملی ہیں اور لارڈ پالے نے تمہیں سزا دینے سے پہلے یہ بہتر سمجھا کہ انوسٹی گیشن کر لی جائے کیونکہ تم لارڈ پالے کے لئے بہت اہمیت رکھتے ہو۔تمہاری جگہ کوئی دوسرا ہوتا تو اسے تو دوسرا سانس لینے بھی نصیب نہ ہوتا۔اب میرے رپورٹ پر لارڈ پالے تمہیں موت کی سزا بھی دے سکتا ہے اور تمہاری پوزیشن بھی برقرار رکھ سکتا ہے۔لہٰذا تم نے میرے ساتھ تعاون کرنا ہے اور میں جو کچھ پوچھوں سچ سچ بتانا ہے''......ٹائیگر نے اس مرتبہ سخت لہجے میں کہا۔

''اگر تم میرے بارے میں اتنی انکوائری کرنے آئے ہو تو پھر اتنے لمبے چوڑے ڈرامے کی کیا ضرورت تھی۔لارڈ پالے مجھ سے صاف کہتے میں تم سے ہر طرح کا تعاون کرتا''......رسلز گولڈن نے کہا۔

''میں جو اتنی دیر سے تم سے باتیں کر رہا تھا وہ بھی انکوائری کا ہی حصہ تھا۔ بہر حال تم یہ بتاؤ کہ کیا تم میرے سوالوں کا جواب دینے کے لئے تیار ہو''......ٹائیگر نے سخت لہجے میں کہا۔

''ہاں۔میں تمہارے سوالوں کا جواب تمہیں ویسے بھی دے دیتا۔تم نے مجھے باندھنے کا تکلف خواہ مخواہ کیا ہے''......رسلز گولڈن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تاشو جزیرے پر تم اب بھی شراب کی سپلائی دے رہے ہو''......ٹائیگر نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں''......رسلز گولڈن نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اور سی ولڈ میں بھی''......ٹائیگر نے بدستور اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔وہاں علیحدہ سے تو سپلائی نہیں جاتی۔تاشو آئی لینڈ سے ہی آگے جاتی

ہے‘‘ ......رسلز گولڈن نے کہا۔
’’تم کتنی بار سی ورلڈ میں گئے ہو‘‘ ......ٹائیگر نے اس سے اگلا سوال پوچھا۔
’’ایک بار بھی نہیں۔ میں تو بس یہاں گریٹ لینڈ تک محدود ہوں۔ میں تو تاشو بھی کبھی نہیں گیا‘‘ ......رسلز گولڈن نے کہا۔
’’حالانکہ تم اسرائیل کے بہت بڑے ایجنٹ ہو اور اسرائیلی انٹیلی جنٹس ڈپٹی کے عہدے پر بھی رہے ہو‘‘ ......ٹائیگر نے کہا۔
’’اور تم لارڈ پالے کے داماد ہو نہ تمہارا اس سے کوئی اور تعلق ہے‘‘ ......رسلز گولڈن نے کہا۔
’’بہت دیر بعد تمہیں خیال آیا ہے‘‘ ......ٹائیگر نے اس بار طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔
’’میں لارڈ پالے کے فون کی وجہ سے مطمئن ہو گیا تھا اس لئے تمہاری ہر بات مانتا چلا گیا لیکن میں حیران ہوں کہ لارڈ پالے نے تمہارے لئے فون کیوں کیا‘‘ ......رسلز گولڈن نے کہا۔
’’وہ لارڈ پالے نہیں تھا۔ تمہیں تصدیق کے لئے اسے فون کر لینا چاہئے تھا‘‘ ......ٹائیگر نے کہا۔
’’میں لارڈ پالے کی آواز کو اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ فون تو مجھے لارڈ پالے نے ہی کیا تھا‘‘ ......لیکن کیوں کیا تھا میں یہ بات سمجھنے سے قاصر ہوں‘‘ ......رسلز گولڈن نے کہا۔
’’اوکے۔ جو باتیں تم سجھنے سے قاصر ہوا نہیں رہنے دو اور یہ بتاؤ کہ تاشو سے سی ورلڈ کیسے جایا جا سکتا ہے‘‘ ......ٹائیگر نے کہا۔
’’میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ میں صرف گریٹ لینڈ تک محدود ہوں‘‘ ......رسلز گولڈن نے کہا۔
’’تاشو میں تمہارے سیٹ اپ کا انچارج کون ہے‘‘ ......ٹائیگر نے پوچھا۔
’’میں تمہیں کتنی بار بتاؤں گا کہ میں گریٹ لینڈ تک محدود ہوں‘‘ ......رسلز

گولڈن نے طنزیہ لہجے میں کہا لیکن جیسے ہی اس کی بات مکمل ہوئی کمرے میں تھپڑ کی تیز آواز گونجی۔ٹائیگر کے تھپڑ نے رسلز گولڈن کا ہونٹ پھاڑ دیا تھا۔اس کے گال پر ٹائیگر کی انگلیوں کے نشان ثبت ہو گئے تھے اور اس کے دانت ہل گئے تھے۔دانتوں کے ہلنے کی وجہ سے رسلز گولڈن کے منہ سے خون بھی رسنے لگا تھا۔اس نے قہر آلود نظروں سے ٹائیگر کو دیکھا اور پھر صوفے سے کھڑا ہونے کی کوشش کی۔جیسے ہی اس نے صوفے سے کھڑے ہونے کی کوشش کی ٹائیگر نے اس کے پیٹ میں مکا رسید کر دڈیا۔اس کے منہ سے ''اوغ'' کی آواز نکلی اور وہ صوفے پر گر گیا۔

''یہ تم اچھا نہیں کر رہے۔تمہیں سنگین نتائج بھگتنا پڑیں گے''......رسلز گولڈن نے غراتے ہوئے کہا۔

''تمہیں میری نہیں اپنی پرواہ کرنی چاہئے رسلز گولڈن۔بتاؤ تاشو پر تمہارا انچارج کون ہے''......جواب میں ٹائیگر نے بھی غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسلز گولڈن کی گردن بھی پکڑ لی۔

''اگر تم نے میرے سوال کا جواب نہ دیا تو میں تمہاری گردن توڑ دوں گا''...... ٹائیگر نے کرخت لہجے میں کہا۔

''بکواس بند کرو کسی سوال کا جواب میرے پاس نہیں ہے''......رسلز گولڈن نے چیخ کر کہا تو ٹائیگر اس کی گردن دبانے لگا۔چند ہی لمحوں میں اس کی آنکھیں باہر کو ابلنے لگیں اور اس کے منہ سے مختلف آوازیں نکلنے لگیں۔

''بتاؤ۔کون ہے تمہارا انچارج''......ٹائیگر نے رسلز گولڈن کی گردن چھوڑ کر اس کے منہ پر تھپڑ مارتے ہوئے کہا۔وہ رسلز گولڈن کو اپنی مطلوبہ معلومات کے حاصل ہونے تک مارنا نہیں چاہتا تھا کیونکہ انہیں یہ کلیو کافی جدوجہد سے ملا تھا۔اگر یہ بھی ضائع ہو جاتا تو پھر دوسرا کلیو ملنے میں مزید تاخیر ہو سکتی تھی۔

میں کچھ نہیں جانتا۔نہ میں یہودی ہوں اور نہ ہی یہودیوں کے کسی سیٹ اپ سے واقف ہوں''......رسلز گولڈن نے اس مرتبہ اپنے یہودی ہونے سے بھی انکار کرتے ہوئے کہا۔

''میں تو چاہتا تھا کہ تمہاری ہڈیاں، پسلیاں سلامت رہیں لیکن اگر تم خود ہی ایسا نہیں چاہتے تو پھر میں کیا کر سکتا ہوں۔ اوکے۔ اگر تم مجبور کر رہے ہو تو ٹھیک ہے''...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا پھر وہ اٹھا اور اس نے ادھر ادھر نظر دوڑائی لیکن اسے اپنے مطلب کی کوئی چیز دکھائی نہ دی۔ وہ رسلز گولڈن کی ٹیبل کی طرف آیا لیکن ٹیبل پر بھی کوئی چیز نہیں تھی۔ اس نے ٹیبل کی دراز کھولی۔ دراز میں مشین پسٹل اور پھل کاٹنے والی چھری رکھی ہوئی تھی۔ ٹائیگر نے وہ چھری اٹھا لی۔ چھری نئی تھی اور چمک رہی تھی۔ چھری اٹھا کر رسلز گولڈن کی طرف مڑا جو خود کو چھڑانے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ صوفے سے کھڑا ہو چکا تھا۔ ٹائیگر نے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا اور پھر وہ رسلز گولڈن کے قریب آیا۔ اگلے ہی لمحے اس کی ٹانگ حرکت میں آئی اور اس کے پاؤں کی ٹھوکر رسلز گولڈن کے منہ پر پڑی۔ رسلز گولڈن اوندھے منہ صوفے پر گرا۔ اس کے دو تین دانت منہ سے باہر آ گئے تھے۔

''پپ۔ پپ۔ پوچھو۔ بب۔ بب۔ بتاتا ہوں''...... اس نے چیختے ہوئے کہا رسلز گولڈن کے کس بل نکل گئے تھے کیونکہ اس کے دانت ٹوٹ گئے تھے اور جانتا تھا کہ اب نا بتانے کی صورت میں یہ اجنبی اسے مار ہی ڈالے گا۔

''تم نے جزیرہ تاشو پر اپنا سیٹ اپ بنایا ہوا ہے''...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں پوچھا۔

''ہاں ہم یہودیوں نے جزیرہ تاشو پر ایسا سیٹ اپ بنایا ہوا ہے کہ گورنمنٹ آف گریٹ لینڈ بھی اس سے لاعلم ہے''...... رسلز گولڈن نے بدستور چیختے ہوئے کہا۔

''کون ہے وہاں تمہارا انچارج''...... ٹائیگر نے اس سے دوسرا سوال کیا۔

''سی مور۔ جو گریٹ کرنل کے میک اپ میں ہیں اور آج کل ہارڈ ایجنسی کی مادام تاؤ بھی جزیرہ تاشو پر موجود ہے۔ اس نے وہاں کی فوڈ انچارج کی جگہ لی ہے''...... رسلز گولڈن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سی ورلڈ پر کون سا اسلحہ تیار ہو رہا ہے''...... ٹائیگر نے سخت لہجے میں کہا۔

''اسلحہ میری فیلڈ نہیں ہے۔اس لئے میں نہیں جانتا''......رسلز گولڈن نے کہا۔
''تاشو سے سی ورلڈ پر کیسے جاتے ہیں''......ٹائیگر نے بدستور سخت لہجے میں کہا۔
''سی مور اور مادام تاؤ جانتے ہوں گے۔ مجھے نہیں معلوم۔رسلز گولڈن نے اذیت سے کہا تو ٹائیگر نے غور سے اس کی طرف دیکھا اور سمجھ گیا کہ یہ اس بار سچ کہہ رہا ہے جتنا اسے معلوم تھا اس نے بتایا ہے۔اسی دوران ڈور کسی نے بجایا تو ٹائیگر نے اس کے سر پر میز پر پڑا ہوا ایک لوہے کا راڈ مارا جس پر رسلز گولڈن کا سر پھٹ گیا اور درد کی شدت سے بے ہوش ہو گیا ٹائیگر سمجھ گیا کہ یہ اب تین چار گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہیں آ سکتا معلوم نہیں کس نے ڈور بجایا تھا لیکن ٹائیگر کو اس سے غرض نہیں تھی اس لیے باہر نکل آیا۔
''ٹھیک پانچ منٹ بعد تم نے اندر جا کر گولڈن صاحب کی بات سننی ہے۔یہ حکم انہوں نے بھیجا ہے۔پانچ منٹ سے پہلے کسی نے بھی اندر نہیں جانا''......ٹائیگر نے تحکمانہ لہجے میں مسلح آدمی سے کہا جہاں مسلح آدمی کے ساتھ وہی حسین نیم برہنہ لڑکی ایک اور شراب کی بوتل لیے کھڑی تھی اور اسی نے شائد ڈور بجایا تھا تا کہ حکم سننے کے بعد ہی اندر جا سکے۔اس کی بات سن کر لڑکی اور مسلح گارڈ دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
اور پھر ٹائیگر آگے بڑھا۔پھر دو منٹ بعد ہی وہ اپنی کار میں بیٹھا تھا اور اس کی کار سڑک پر آ چکی تھی۔سڑک پر آتے ہی اس نے اپنی جیب سے سیل فون سیٹ اور ہینڈ فری نکالا۔اس کا سیل فون کنکشن بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مخصوص نیٹ ورک کا ہی تھا۔اس نے ہینڈ فری کی پن کان میں لگائی اور پھر اس نے عمران کا نمبر پریس کر دیا۔لیکن عمران کا فون آف تھا۔
''یہ باس نے اپنا فون کیوں آف کیا ہوا ہے''......ٹائیگر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اس نے دو تین بار اور کوشش کی لیکن اسے نمبر آف ہی ملا۔
''مس جولیا کا نمبر ملا کر باس سے بات کر لوں''......ٹائیگر نے ایک بار پھر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جولیا کا نمبر بھی پریس کیا۔جولیا کا نمبر بھی آف

تھا۔اس نے جولیا کے بعد ایک ایک کر کے ان سب کے سیل فون کے نمبر ملائے لیکن سب کے نمبر آف تھے۔

''ہونہہ۔اس کا مطلب ہے کہ باس اور ان کے ساتھی کسی مشکل میں ہیں''...... ٹائیگر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کار کی رفتار بھی بڑا دی۔وہ جلد ہی لارڈ کالونی پہنچ گیا۔لائن سی میں آ کر وہ غور سے کوٹھیوں پر لگے نمبر کو دیکھنے لگا۔اب اس کی رفتار بھی کافی کم تھی۔جلدی ہی اسے نائن زیرو نظر آ گیا اس کوٹھی کا گیٹ کھلا تھا اور گیٹ پر پولیس کی وردی میں ملبوس ایک آدمی کھڑا تھا۔ٹائیگر کار کو آگے بڑھاتا لے گیا۔چند گز دور آ کر اس نے کار ایک سائیڈ پر کھڑی کی اور پھر کار سے نیچے اتر آیا۔ارد گرد کا جائزہ لینے کے بعد وہ نائن زیرو کی طرف بڑھنے لگا۔جلد ہی وہ کوٹھی نمبر نائن زیرو کے گیٹ پر پہنچ گیا۔کوٹھی کا گیٹ اب بھی کھلا ہوا تھا۔گیٹ پر پولیس مین ویسے ہی کھڑا تھا۔ٹائیگر نے اندر نظر دوڑائی تو اندر بھی اسے دو پولیس اہلکار دکھائی دیئے۔

''ہیلو''......ٹائیگر نے پولیس اہلکار سے کہا اور اس کی طرف مصافے کے لئے ہاتھ بھی بڑھایا۔

''یس''...... پولیس اہلکار نے ٹائیگر سے ہاتھ ملاتے ہوئے خشک لہجے میں کہا۔

''سنی۔ڈی ایچ ٹی وی سے''......ٹائیگر نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا تو پولیس اہلکار کے چہرے کے تاثرات بدل گئے۔جی فرمایئے''......اس مرتبہ پولیس اہلکار نے نرم لہجے میں کہا۔

''کیا یہاں کوئی واردات ہوئی ہے''......ٹائیگر نے گیٹ کے اندر نظریں دوڑاتے ہوئے پوچھا۔

''جی ہاں۔یہاں کچھ لوگ رہ رہے تھے انہیں اغوا کر لیا گیا ہے''...... پولیس اہلکار نے کہا۔

''اوہ۔کون لوگ رہ رہے تھے اور کن لوگوں نے اغوا کیا ہے''......ٹائیگر نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ابھی تفصیلات تو معلوم نہیں ہوئیں۔انوسٹی گیشن مکمل ہوگی تو کچھ معلوم ہو سکے گا''...... پولیس اہلکار نے کہا اور پھر اسی وقت اندر سے ایک انسپکٹر وہاں آ گیا۔اس نے سوالیہ نظروں سے اپنے ساتھی کی طرف دیکھا۔

''سر یہ مسٹر سنی ہیں۔ڈی ایچ ٹی وی سے ان کا تعلق ہے''...... پولیس اہلکار نے اپنے افسر سے کہا۔

''جی آفیسر۔کچھ معلوم ہوا کہ کون لوگ تھے جو اغوا ہوئے ہیں اور وہ کون لوگ ہیں جنہوں نے اغوا کیا ہے''......ٹائیگر نے انسپکٹر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ابھی کچھ معلوم نہیں ہوا۔ہمیں کسی نے فون پر اطلاع دی تھی کہ اس نے اتفاق سے دوبین سے دیکھا ہے کہ اس کوٹھی میں چند بے ہوش افراد کو کمروں سے نکال کر وین میں ڈالا جا رہا ہے اور یہاں کے جائزہ سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ واقعی یہاں رہنے والوں کو اغوا کیا گیا ہے۔اب ہم مزید انوسٹی گیشن کریں گے تو مزید معلومات ملیں گی''......انسپکٹر نے کہا۔

''چاہے اتنی دیر میں اغوا ہونے والوں کو قتل ہی کیوں نہ کر دیا جائے''......ٹائیگر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''ہمارے جو کام ہے ہم کر رہے ہیں اور بلا تاخیر کر رہے ہیں''......انسپکٹر نے منہ بنا کر کہا۔

''اوکے۔کرتے رہو اپنا کام''......ٹائیگر نے بدستور طنزیہ لہجے میں کہا اور پھر وہ گیٹ سے آگے بڑھ گیا۔چند قدم آگے ایک چھوٹی سی بک شاپ تھی جس پر اخبارات بھی موجود تھے۔ٹائیگر اس دکان پر رک گیا اس نے ایک اخبار لیا۔

''سنا ہے ساتھ والی کوٹھی سے کچھ لوگوں کو اغوا کیا گیا ہے''......ٹائیگر نے اخبار کی قیمت دیتے ہوئے کہا۔

''اغوا ہوئے بھی ہیں تو تمہیں کیا۔اپنے کام سے کام رکھو۔پولیس انوسٹی گیشن کر رہی ہے''......دکاندار نے کہا۔

''میں بھی اپنا کام ہی کر رہا ہوں۔کیونکہ میرا کام ایسے واقعات کی رپورٹنگ کرنا

ہے۔ میں ڈی ایچ ٹی وہی کا نمائندہ ہوں‘‘ ......ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’پھر ٹھیک ہے۔ معلومات حاصل کرتے رہو‘‘ ......دکاندار نے مطمئن لہجے میں کہا۔

’’مجھے انسپکٹر نے بتایا ہے کہ یہ واردات ایک وین کے ذریعے ہوئی ہے۔ آپ نے تو اس کوٹھی سے وین کو نکلتے دیکھا ہوگا‘‘ ......ٹائیگر نے کہا۔

’’ہاں سفید رنگ کی وین تھی نمبر تھا اس کی جی سیون پوائنٹ تھری فور سکس اور اس سے پہلے اس کوٹھی سے بلیو کلر کی ٹیوٹا کار نکلی تھی جس کا نمبر تھا جی ایٹ سکس سکس ٹو‘‘ ......دکاندار نے ٹائیگر کو وین اور کار کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا۔

’’اوہ۔ آپ نے تو بہت ہی اہم بات بتا دی۔ کیا آپ کوئی اور اہم بات بھی بتا سکتے ہیں‘‘ ......ٹائیگر نے کہا۔

’’میں نے جو دیکھا ہے وہی بتانا ہے نا‘‘ ......دکاندار نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

’’جی۔ آپ ٹھیک کہتے ہیں‘‘ ......ٹائیگر نے کہا پھر اس نے دکاندار کا شکریہ ادا کیا اور آگے بڑھا۔ تین چار قدم آگے جا کر وہ اچانک ہی مڑا اور واپس چلنے لگا۔ وہ بک شاپ کے سامنے سے گزرا تو دکاندار سیل فون پر کسی کو فون کرنے میں مصروف تھا۔ دکاندار کی تمام تر توجہ فون پر ہی تھی اور باس کے لفظ ٹائیگر کے کانوں میں پڑ چکے تھے۔ ٹائیگر کو دکاندار سے بات کرتے ہوئے جو شک ہوا تھا وہ اب یقین میں بدل گیا تھا۔ یعنی یہ دکاندار انہی لوگوں میں سے تھا جن کے خلاف کام کرنے کے لئے وہ آئے تھے اور ان لوگوں نے اب عمران اور دیگروں ساتھیوں کو اغوا کر لیا تھا۔ ٹائیگر کے سامنے کلیو آ گیا تھا جس کے ذریعے وہ اپنے ساتھیوں تک پہنچ سکتا تھا۔ لیکن اس جگہ وہ دکاندار پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا تھا۔ کیونکہ یہ مصروف ترین جگہ تھی۔ وہ سوچ میں ڈوبا اپنی کار تک پہنچا اور پھر کار میں بیٹھ کر وہ واپس اسی بک شاپ پر آ گیا۔

’’سنئے سر‘‘ ......ٹائیگر نے دکاندار کو آواز دی جواب فون سے فارغ ہو چکا تھا۔

''یس''......دکاندار نے دکان سے باہر آ کر ٹائیگر کے قریب آتے ہوئے کہا۔
''حکومت بھی کیسے احمق لوگوں کو محکمہ پولیس میں بھرتی کر لیتی ہے۔ وہ انسپکٹر میری بات پر یقین نہیں کر رہا۔ چلئے آپ اسے بتا دیجئے کہ وین کے ساتھ ایک کار بھی تھی''......ٹائیگر نے دکاندار سے کہا۔
''لیکن میری دکان''......دکاندار نے اعتراض کرنا چاہا لیکن ٹائیگر نے اس کی بات کاٹ دی۔
''صرف ایک منٹ کی بات ہے سر۔ میں ابھی آپ کو واپس چھوڑ جاتا ہوں اور گریٹ عوام تو پولیس سے تعاون کرنے کے لئے ساری دنیا میں مشہور ہے۔ پلیز''......ٹائیگر نے نفسیاتی حربہ استعمال کرتے ہوئے کہا کیونکہ وہ جان چکا تھا کہ یہ دکاندار گریٹ نہیں ہے بلکہ اسرائیلی ایجنٹ ہے۔ اس لئے اس نے یہ بات کی تھی۔ اب نفسیاتی طور پر اس آدمی کے لئے ٹائیگر کی بات ماننے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا۔
''اوکے''......دکاندار نے کہا اور پھر وہ فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر سیٹ پر بیٹھ گیا۔
''تھینک یو۔ دنیا کی سب سے مہذب قوم ہم گریٹ ہیں''......ٹائیگر نے فخریہ لہجے میں کہا اور پھر کار آگے بڑھائی۔ کار چند فٹ آگے ہی بڑھی ہوگی کہ دکاندار کے کان کے قریب ایک دھماکا ہوا۔ یہ دھماکہ ٹائیگر کی انگلی کے ہک کا تھا۔ ایک وار سے ہی دکاندار کا دماغ تاریک ہوگیا اور وہ وہیں بے ہوش ہو کر سیٹ سے نیچے گر گیا اس کارروائی کے دوران ٹائیگر کی نظر ادھر ادھر بھی تھی۔ ساتھ سے گزرنے والی ٹریفک تیزی سے گزر رہی تھی۔ لہٰذا اس کی اس کارروائی کو کسی نے بھی دیکھا تھا کے تین منٹ بعد ہی وہ بی فائیو کے گیٹ پر پہنچ چکا تھا۔ کار سے نیچے اتر کر وہ سرسری انداز میں ادھر ادھر دیکھتا ہوا گیٹ کی طرف بڑھا۔ گیٹ پر نمبروں والا تالا لگا ہوا تھا۔ اس نے تالا کھولا اور پھر کار میں بیٹھ کر اندر آ گیا۔ مزید تین منٹ بعد وہ ایک کمرے میں موجود تھا اور اس نے دکاندار کو رسی سے باندھ بھی لیا تھا۔ رسی سے

باندھنے کے بعد ٹائیگر نے دکاندار کے منہ پر تین تھپڑ مارے تو دکاندار ہوش میں آ گیا۔

''کک ۔کک ۔کون ۔کک ۔کیا مطلب ۔تت ۔تت ۔تم''......دکاندار نے ہوش میں آتے ہی ہکلاتے ہوئے کہا۔

''تم نے باس کو بتایا ہے کہ تم نے مجھے وین اور کار کا نمبر غلط بتا کر غلط راستے پر لگا دیا ہے اور تم نے میرا حلیہ بھی باس کو بتا دیا ہے تاکہ وہ لوگ مجھے تلاش کر لیں''...... ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

''باس ۔کون باس ۔اور یہ تم کیسی باتیں کر رہے ہو۔میری سمجھ میں تو تمہاری باتیں نہیں آ رہیں''......دکاندارز نے کہا۔

''کیا نام ہے تمہارا''......ٹائیگر نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''آسٹرم ۔لیکن تم تو ٹی وی کے نمائندے ہو۔تم نے مجھے کیوں باندھا ہوا ہے''......دکاندار نے کہا۔

''کیا تم نے باس کو یہی رپورٹ دی ہے کہ تم سے ٹی وی کا نمائندہ معلومات کرنے آیا تھا''......ٹائیگر نے کہا۔

''باس ۔کون باس ۔تم کس باس کی بات کر رہے ہو''......آسٹرم نے کہا۔

''آسٹرم یا جو بھی تمہارا نام ہے۔دیکھو میری پاس وقت نہیں ہے۔مجھے جلد سے جلد اپنے ان ساتھیوں تک پہنچنا ہے جسے تمہارے باس نے اغوا کیا ہے۔اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ تمہارا باس میرے ان ساتھیوں کو کہاں لے گیا ہے''......ٹائیگر نے کہا۔

''میں نے کہا تو ہے کہ مجھے تو تمہاری کوئی بات سمجھ ہی نہیں آ رہی''......آسٹرم نے کہا۔

''میری بات تمہاری سمجھ نہیں آ رہی ۔لیکن اس خنجر کی بات تمہیں سمجھ ضرور آئے گی''......ٹائیگر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں چمکتا دمکتا خنجر نظر آنے لگا۔

''تم مجھے خنجر کیوں دکھا رہے ہو۔ میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے''...... آسٹرم نے بڑی معصومیت سے کہا۔

''آسٹرم۔ اگر میرے تین گننے تک تم نے نہ بتایا کہ تمہارے باس میرے ساتھیوں کو کہاں لے گیا ہے تو پھر پہلے تمہاری ایک آنکھ نکلے گی اس کے بعد دوسری۔ یوں چند لمحوں میں تمہاری دنیا تاریک ہو جائے گی''...... ٹائیگر نے کرخت لہجے میں کہا۔

''یقیناً تم کسی غلط فہمی کا شکار ہو گئے ہو''...... آسٹرم نے کہا لیکن ٹائیگر نے اس کی بات کا جواب نہ دیا۔

''ون۔ ٹو۔ تھری''...... ٹائیگر نے ایک ایک سیکنڈ کے توقف سے گنتی گنی اور تھری کے بعد بھی جب آسٹرم نے اس کی بات کا جواب نہ دیا تو ٹائیگر کا خنجر والا ہاتھ حرکت میں آیا اور آسٹرم کے حلق سے دردناک چیخ بلند ہوئی۔ اس کی ایک آنکھ کا ڈھیلا فرش پر جا گرا تھا۔ پہلی چیخ کے بعد آسٹرم کی چیخوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ٹائیگر نے خنجر ایک طرف رکھا اور پھر اس کا انگوٹھا زخمی آنکھ پر آیا۔ اس نے انگوٹھے کا دباؤ ڈالا تو آسٹرم کے حلق سے ایسے چیخیں نکلنے لگیں جیسے اسے کند چھری سے ذبح کیا جا رہا ہے۔

''بب۔ بب۔ بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں۔ پانی۔ پپ۔ پانی دو''...... آسٹرم نے چیختے ہوئے کہا۔

''پہلے بتاؤ۔ پھر پانی ملے گا''...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا البتہ اس نے انگوٹھی کا دباؤ کم کر دیا۔

''پپ۔ پپ۔ پرنس کالونی۔ بنگلہ نمبر ڈی فور''...... آسٹرم نے چیختے ہوئے کہا۔

''کیا نام ہے تمہارے باس کا''...... ٹائیگر نے اس سے پوچھا۔

''را۔ رواڈو۔ باس رواڈو۔ پپ۔ پپ پانی۔ پانی دو''...... آسٹرم نے اذیت بھری آواز میں کہا۔ ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر اس نے قریب رکھی ٹیبل پر سے پانی کی بوتل اٹھائی اور اس کا ڈھکن کھول کر بوتل آسٹرم کے منہ سے لگا دی۔ وہ

غٹا غٹ اس طرح پانی پینے لگا جیسے کئی دن سے پیاسا ہو۔ جب وہ آدھی بوتل پی چکا تو ٹائیگر نے بوتل اس کے منہ سے ہٹا لی۔

''وہاں سیکورٹی کے کیا انتظامات ہیں''......ٹائیگر نے بوتل ٹیبل پر رکھنے کے بعد آسٹرم سے پوچھا۔

''مجھے نہیں معلوم۔ میں اس بنگلے پر کبھی نہیں گیا''......آسٹرم نے انکار کی صورت میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''تمہیں نہیں معلوم تو کوئی بات نہیں۔ میں خود دیکھ لوں گا۔ تم چھٹی کرو''...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا اور پھر اس نے زمین پر رکھا ہوا خنجر اٹھا لیا۔ ٹائیگر کے چہرے کے تاثرات اور اسے خنجر اٹھاتے دیکھ کر آسٹرم کی اکلوتی آنکھ میں خوف امڈ آیا۔

''نن۔ نن۔ نہیں۔ مم۔ مم۔ مجھے مت۔ مم۔ مارنا''......آسٹرم نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

''تمہیں زندہ رکھنے کا کوئی جواز بھی نہیں ہے''......ٹائیگر نے بدستور سرد لہجے میں کہا اور پھر اس کا خنجر والا ہاتھ حرکت میں آیا۔ خنجر دستے تک آسٹرم کی گردن میں گھس گیا۔ جہاں سے خون کا ایک فوارہ ابل پڑا۔ آسٹرم کی کربناک چیخ بلند ہوئی اور وہ بندھا ہونے کے باوجود تڑپنے لگا۔ ٹائیگر نے خنجر ایک طرف پھینکا اور آسٹرم کو تڑپتا ہوا چھوڑ کر وہ دوسرے کمرے کی طرف لپکا۔ وہ جلد سے جلد عمران اور اس کے ساتھیوں تک پہنچنا چاہتا تھا۔ کیونکہ وہ شدید خطرے میں تھے اور دشمن کے ٹھکانے پر بغیر تیار کے جانا بھی خطرناک تھا۔ اس نے انتہائی تیزی کے ساتھ تیاری کی اور پھر اس کی کار تیز رفتاری کے ساتھ پرنس کالونی کی طرف بڑھنے لگی۔ جو وہاں سے زیادہ دور نہیں تھی۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ پرنس کالونی پہنچ گیا۔ پرنس کالونی پہنچ کر اس نے کار کی رفتار آہستہ کی۔ اگلے ڈیڑھ دو منٹ کے بعد وہ بنگلہ نمبر ڈی فور کے سامنے سے گزرا۔ ڈی فور کی چاردیواری کافی بلند تھی۔ اس کا مین گیٹ جہازی سائز تھا جو اس وقت بند تھا۔ ٹائیگر مین گیٹ سے اندر جانا بھی نہیں چاہتا تھا۔ اس کے

لئے بہترین طریقہ ہی یہی تھا کہ وہ اس بنگلے کی عقبی سمت میں جاتا۔ بنگلے میں گیس کیپسول فائر کر کے بنگلے میں موجود افراد کو بے ہوش کرتا اور پھر اپنے ساتھیوں کو بنگلے سے نکالنے کی کارروائی کرتا۔ اس نے اسی طریقے پر عمل کرنے کا فیصلہ کیا۔

ڈی فور سے چند میٹر آگے پبلک پارکنگ تھی اس نے کار وہاں پارک کی اور پھر نارمل انداز میں چلتا ہوا ڈی فور کی عقبی جانب آ گیا۔ عقبی جانب گلی ہی تھی جو سنسان تھی۔ گلی میں کوڑے کرکٹ کے ڈرم رکھے ہوئے تھے۔ بنگلوں کے عقبی دروازے گلی میں تھے لیکن اس وقت تمام دروازے بند تھے۔ ٹائیگر ابھی گلی کا جائزہ لے ہی رہا تھا کہ بری طرح چونک پڑا۔ اس چونکنے کی وجہ فائرنگ کی آواز تھی اور فائرنگ کی یہ آواز ڈی فور سے ہی آ رہی تھی۔

’’عمران نے رواڈ واور لیڈی جائکا کو کافی دیر تک باتوں میں لگائے رکھا تھا تا کہ اس دوران وہ راڈ ز والی کرسیوں سے چھٹکارے کی کوئی ترکیب کر سکے۔لیکن یہ کرسیاں کسی نئے سسٹم پر تھیں۔اس لئے عمران ان سے چھٹکارے کی کوئی ترکیب نہیں کرسکتا تھا جبکہ لیڈی جائکا کا خنجر والا ہاتھ بلند ہو گیا تھا۔اس کی آنکھیں خون کی مانند سرخ ہو گئی تھیں۔ چہرے پر سختی ابھر آئی تھی اور خوبصورت لیڈی جائکا کا چہرہ کسی عفریت کی مانند ہو گیا تھا۔اس کا عمران پر خنجر سے حملہ کرنا یقینی تھا لیکن عمران اب بھی مطمئن تھا۔عمران راڈ ز والی کرسی سے چھٹکارہ حاصل کرنے کی کوئی ترکیب نہیں کر سکا تھا لیکن وہ جوزف کی وجہ سے مطمئن بھی تھا۔ایسے موقعوں پر جب تمام حربے نا کام ثابت ہوتے تھے تو جوزف کام آتا تھا اور اب بھی ایسا ہی ہوا۔

جیسے ہی لیڈی کائکا کا خنجر والا ہاتھ بلند ہوا۔کمرے میں سٹیل ٹوٹنے کی آواز سنائی دی۔اس آواز کو سن کر رواڈ واور لیڈی جائکا نے آواز کی سمت دیکھا۔بس صرف

ایک لمحہ۔ پھر جیسے بجلی سی کوندی ہو۔ جوزف کا بھاری بھرکم جسم ایک دم ہی فضا میں بلند ہوا اور اگلے ہی لمحے لیڈی جائکا کی تیز چیخ کمرے میں گونجی۔ وہ فٹ بال کی مانند اچھلی اور دیوار سے جا ٹکرائی۔ یہ ٹکرا تنی سخت تھی کہ لیڈی جائکا کا سر پاش پاش ہو گیا۔

یہ سب پلک جھپکنے میں ہی ہو گیا تھا۔ جوزف کو کرسی سے اچھلتے اور لیڈی جائکا کو دیوار سے ٹکرا کر اور اس کا سر پاش پاش ہوتے دیکھ کر رواڈو اور باقی افراد حیرت سے ساکت ہو گئے۔ جوزف نے لیڈی جائکا کے تڑپتے ہوئے جسم کو صرف ایک نظر دیکھا اس کے بعد اس نے رواڈو کی طرف دیکھا۔ اس کا ارادہ رواڈو پر چھلانگ لگانے کا تھا کیونکہ وہ سکتے کی حالت میں تھا اور وہ آسانی سے مارا جا سکتا تھا لیکن اس سے پہلے کہ جوزف، رواڈو پر چھلانگ لگاتا۔ مسلح افراد میں سے ایک نے جوزف پر فائرنگ کر دی۔ جوزف چونکہ چھلانگ لگانے کے لئے پہلے سے ہی تیار تھا اس لئے جیسے ہی ایک مشین گن بردار نے اس پر فائرنگ کی وہ کھلتے ہوئے اسپرنگ کی مانند فضاء میں بلند ہوتا چلا گیا اور مشین گن کی درجنوں گولیاں اس کے نیچے سے نکل گئیں۔

''کرسیوں پر بندھے ہوئے افراد پر فائرنگ کر دو۔ ختم کر دو سب کو'' ...... رواڈو نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا تو اس کے باقی دو ماتحت بھی چونکے اور انہوں نے اپنی مشین گنوں کا رخ عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف کر دیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ ٹریگر دباتے، جوزف ان کے سروں پر پہنچ گیا۔ جوزف فضا میں بلند ہی تھا جب رواڈو نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا تھا اور جوزف نے فضا میں ہی ان کی طرف چھلانگ لگائی تھی۔ تینوں مسلح افراد ساتھ ساتھ ہی کھڑے تھے۔ جوزف کی دونوں لاتیں بیک وقت ان تینوں کو لگیں۔ وہ تینوں تنکوں کی مانند اڑتے اور دیوار سے جا ٹکرائے۔ مشین گنیں ان کے ہاتھ سے نکل کر دور دور جا گریں۔ وہ تینوں فرش پر گرنے کے بعد اٹھنے کی کوشش ہی کر رہے تھے کہ جوزف نے ایک مشین گن اٹھا لی اور اگلے ہی لمحے کمرہ فائرنگ کی تیز آواز سے گونج اٹھا۔ فائرنگ کی آواز میں ان تین

افراد کی چیخنے کی آوازیں بھی شامل ہو گئیں جو فرش سے اٹھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ مشین گن کی گولیوں نے ان کے منہ اور کھوپڑیوں میں سوراخ کر دیئے تھے اور وہ مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگے تھے۔ ان تینوں کے ہٹ ہوتے ہی جوزف نے رواڈو کی طرف دیکھا لیکن اسی لمحے رواڈو کمرے سے باہر چھلانگ لگا چکا تھا۔ جوزف نے اس پر بھی فائرنگ کی لیکن وہ فائرنگ سے محفوظ رہا۔ جوزف کی یہ ساری کارروائی محض چار پانچ سیکنڈ میں مکمل ہو گئی تھی۔

''ویل ڈن جوزف۔ اب جلدی سے سوئچ پر فائرنگ کر دو''...... عمران نے جوزف کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ عمران کی زبان سے تعریف سن کر جوزف کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے عمران کے حکم پر بھی عمل کیا۔ اس نے مشین گن کا رخ بجلی کے سوئچ بورڈ کی طرف کر کے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ مشین گن سے گولیوں کی بوچھاڑ نکلی اور سوئچ بورڈ کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور اس کے ساتھ ہی کرسیوں کے راڈز کٹاک کٹاک کی آواز کے ساتھ کھلتے چلے گئے۔

''اس سے پہلے کہ رواڈو ہمارے خلاف کوئی کارروائی کرے جلدی سے اس کمرے سے نکلو''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ تنویر اور صدیقی نے فرش پر گری ہوئی مشین گنیں اٹھا لیں۔ کمرے میں تین افراد ہی مشین گنوں سے لیس ہو کر آئے تھے اور اب وہ مشین گنیں جوزف، تنویر اور صدیقی کے قبضے میں آ چکی تھیں۔ کمرے سے باہر نکلنے کا حکم سنتے ہی جوزف نے باہر چھلانگ لگا دی تھی۔ باہر گیلری تھی لیکن اس وقت گیلری میں کوئی بھی نہیں تھا۔ ایک سیکنڈ کے وقفے سے جوزف کے پیچھے باقی ساتھیوں نے بھی کمرے سے باہر چھلانگیں لگائیں اور گیلری میں آ گرے۔ گرتے ہی انہوں نے رولنگ کی تھی۔ گیلری میں کوئی تھا تو نہیں لیکن احتیاطاً ایسا کرنا ضروری تھا۔ گیلری کافی طویل تھا۔ ایک دو سیکنڈ کی رولنگ کے بعد وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ لیکن جیسے ہی وہ کھڑے ہوئے گیلری کے سرے پر چار افراد دکھائی دیئے۔ ان چاروں نے ایک دم ہی ان پر فائرنگ کر دی۔ پلک جھپکنے میں ہی وہ سب ایک بار پھر فرش پر گر گئے جبکہ جوزف نے فرش پر گرتے گرتے مشین گن کا رخ

ان کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ چار میں سے دو تو اچھل کر سائیڈوں میں ہو گئے جبکہ دو فائرنگ کی زد میں آ گئے۔ ان کے حلق سے کربناک چیخیں بلند ہوئیں اور وہ فرش پر گر کر تڑپنے لگے۔ ابھی وہ تڑپ ہی رہے تھے کہ انہوں نے گیلری میں ایک ہینڈ گرنیڈ کو آتے دیکھا پھر اس سے پہلے کہ ہینڈ گرنیڈ نیچے گر کر پھٹتا اور ان سب کے چیتھڑے اڑ جاتے۔ یہاں بھی جوزف اچھلا اور اس نے ہیڈ گرینڈ کو ہلکا سا ہاتھ مارا۔ ہینڈ گرنیڈ اڑتا ہوا واپس گیلری سے باہر جا گرا جس سے ایک سماعت شکن دھماکا ہوا اور انہیں فرش بھی ہلتا ہوا محسوس ہوا۔ ادھماکے میں انسانی چیخوں کی آوازیں بھی شامل تھیں۔ ہیڈ گرینڈ کے پھٹتے ہی وہاں دھواں بھی پھیل گیا تھا۔ گیلری سے باہر نکلنے کا یہ بہترین وقت تھا۔ لہٰذا ایک سیکنڈ ضائع کئے بغیر وہ گیلری سے باہر نکل آئے۔ ایک بڑی عمارت تھی۔ وہ گیلری سے باہر آئے ہی تھے کہ انہیں ایک طرف سے پانچ چھ افراد آتے دکھائی دیئے۔ وہ دوڑتے ہوئے ان کی طرف بڑھ رہے تھے کہ اچانک ان کے عقب میں فائرنگ ہوئی اور وہ سب دوڑتے دوڑتے منہ کے بل زمین پر گرتے چلے گئے اور پڑپنے لگے۔ عمران اور اس کے ساتھی اس بات پر حیران ہو رہے تھے کہ ان پر کس نے فائرنگ کی ہے کیونکہ ان پر فائرنگ کرنے والا انہیں دکھائی نہیں دیا تھا کہ اچانک ہی فضاء میں کوئل کی آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ یہ ٹائیگر ہے''...... کوئل کی آواز سنتے ہی عمران نے کہا اور پھر اس کی منو سے بھی کوئل کی آواز نکلی پھر اگلے ہی لمحے انہیں ٹائیگر نظر بھی آ گیا۔ اس دوران ان سب کی نظریں ادھر ادھر گردش کر رہی تھیں لیکن وہاں کوئی بھی دکھائی نہیں دیا تھا۔

''جلدی سے نکل چلو۔ یہاں گریٹ پولیس پہنچنے ہی والی ہوگی''...... عمران نے ایک بار پھر تیز لہجے میں کہا اور اسی لمحے انہیں دور سے پولیس سائرن کی آواز بھی سنائی دی۔

''باس۔ عقبی سمت سے نکل چیں''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا اور پھر وہ سب ٹائیگر کے ساتھ عقبی سمت دوڑے لمحوں میں ہی وہ

اس بلڈنگ سے باہر آ گئے۔

''ایک ایک کر کے اب گرین کالونی کی کوٹھی نمبر بی ٹو ون میں پہنچو'' ...... عمران نے انہیں ہدایت دیتے ہوئے کہا چونکہ ان سب کا ایک ساتھ جانا مناسب نہیں تھا۔ اس لئے عمران نے انہیں یہ ہدایت دی تھی۔ پھر تقریباً آدھ گھنٹے بعد وہ سب گرین کالونی کی کوٹھی نمبر بی ٹو ون میں پہنچ چکے تھے۔

''تم نے اب تک کیا کیا ہے'' ...... عمران نے ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''باس۔ سی ورلڈ کا راستہ تاشو آئی لینڈ سے ہی جاتا ہے۔ سی مور تاشو پر انچارج ہے جو گریٹ کرنل کے میک اپ میں ہے اس کے علاوہ مادام تاؤ بھی تاشو پر موجود ہے اس نے وہاں فوڈ انچارج کی جگہ لی ہوئی ہے۔ اس مادام تاؤ کا تعلق پاور ایجنسی سے ہے'' ...... ٹائیگر نے کہا۔

''رسلز گولڈن سے تمہیں صرف اتنی ہی معلومات ملی ہیں'' ...... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ رسلز گولڈن جزیرہ تاشو پر صرف شراب سپلائی کرتا تھا۔ اسے زیادہ معلومات حاصل نہیں تھیں'' ...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا۔

''رواڈو ہمارے ہاتھوں سے بچ نکلا ہے۔ اگر وہ ہمارے ہاتھ لگ جائے تو ہمیں تاشو تک پہنچنے میں آسانی ہو سکتی ہے'' ...... جولیا نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''تو پھر عمران صاحب۔ آپ جزیرہ تاشو پہنچنے کی کیا پلاننگ کرتے ہیں'' ...... صفدر نے پوچھا۔

''راجر۔ تم معلوم کر سکتے ہو کہ سی مور نے کس کرنل کی جگہ لی ہوئی ہے'' ...... ٹائیگر تفصیل بتا چکا تو عمران نے راجر ایس سے کہا۔

''جی ہاں عمران صاحب۔ میں معلوم کر سکتا ہوں لیکن مجھے خود جانا پڑے گا'' ...... راجر ایس نے کہا۔

''تمہاری واپسی کتنی دیر تک ہوگی''......عمران نے اس سے پوچھا۔

''عمران صاحب۔ایک سے ڈیڑھ گھنٹہ لگ سکتا ہے''......راجر ایس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''نہیں۔یہ زیادہ ٹائم ہے۔میں یہاں بیٹھ کر یہ بات چند منٹوں میں معلوم کرسکتا ہوں۔تم ٹیلی فون سیٹ مجھے دو''......عمران نے انکار کی صورت میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''او کے سر''......راجر ایس نے کہا اور پھر اس نے سٹینڈ پر رکھا ہوا ٹیلی فون سیٹ اٹھا کر عمران کو دے دیا۔عمران نے چند لمحوں کے لئے آنکھیں بند کیں اور پھر آنکھیں کھول کر وہ نمبرز پریس کرنے لگا۔جلد ہی دوسری طرف بیل جانے لگی جیسے ہی دوری طرف بیل گئی عمران نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔تا کہ سب ساتھی بھی کال سن سکیں۔

''یس سینا اسپیکنگ''......دوسری طرف سے رسیور اٹھائے جانے کے بعد نسوانی آواز سنائی دی۔

''پسینا۔یہ کیسا نام ہوا''......عمران نے لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

''پسینا نہیں احمق۔سینا و لہم۔تم کون بول رہے ہو''......دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا۔

''ہائے بھول گئی ہو تم۔اپنے اس سچے عاشق کو۔تمہیں دیکھ کر جسے پسینہ آجاتا تھا''......عمران نے عاشقوں کے سے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے چور نظروں سے جولیا کی طرف بھی دیکھا۔عمران کی بات سن کر اس کا سرخ چہرہ اور زیادہ سرخ ہو گیا تھا۔

''مجھے دیکھ کر تو اب تک میرے عاشقوں کو پسینے آجاتے ہیں۔تم ہو کون''......دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اب تم پرنس آف ڈھمپ کو ہی نہیں پہچان رہی ہو تو پھر مجھے پرنس نہیں رہنا چاہئے بلکہ مجنوں بن کر جنگلوں میں نکل جانا چاہئے''......عمران نے طویل سانس

لیتے ہوئے کہا۔
''پرنس آف ڈھمپ ۔اوہ ہو۔ یہ تم ہو۔ ہاہاہا''......دوسری طرف سے سینا کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی اور پھر اس نے ایک طویل قہقہہ بھی لگایا۔
''تو تم میرے لئے مجنوں بن جاؤ گے۔ وہی مجنوں جو تمہاری رومانوی داستانوں میں ہے''......قہقہے کے بعد سینا کی شوخ آواز سنائی دی۔
''ہاں ۔اور کیا''......عمران نے کہا۔
''باتیں مت کرو پرنس ۔تم میرے کلاس فیلو ہو اور میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں ۔تم عین شباب کے عالم میں یورپ کی حسین ترین لڑکیوں کے عشق میں مبتلا نہیں ہوتے تھے اب تم نے کسی کا کیا عاشق بننا ہے''......دوسری طرف سے سینا نے کہا تو جولیا کا چہرہ نارمل ہو گیا۔
''تم یورپ کی دیگر لڑکیوں کی بات نہ کرو۔ اپنی بات کرو۔تم ان سب لڑکیوں سے زیادہ حسین ہو''......عمران نے کہا۔
''پرنس ۔تم جب بھی مجھے فون کرتے ہو اپنے کام سے کرتے ہو۔ میری تعریف کرنے یا گپ شپ کرنے کے لئے نہیں کرتے لہٰذا اب بھی مجھے مکھن مت لگاؤ۔ کام بتاؤ''......سینا نے اس مرتبہ سنجیدہ لہجے میں کہا۔
''تم اب بھی ڈیفنس سیکرٹری کی پی اے ہو''......عمران نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
''ہاں ۔میری بہترین گورنمنٹ جاب ہے۔ میں بھلا اسے کیوں چھوڑوں گی''......سینا نے کہا۔
''میں تم سے ملنا چاہتا ہوں فوری''......عمران نے کہا۔
''کیا تم اس وقت گریٹ لینڈ میں ہوں''......دوسری طرف سے سینا نے پوچھا۔
''ہاں ۔میں اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ گریٹ لینڈ میں موجود ہوں''......عمران نے کہا۔

''اوکے۔تم میرے آفس آجاؤ''......دوسری طرف سے سینا کی آواز سنائی دی۔

''نہیں۔میں تمہارے آفس نہیں آسکتا۔میں تمہیں ایک ایڈریس دیتا ہوں تم اس ایڈریس پر آجاؤ''......عمران نے کہا۔

''میں اس وقت آفس میں ہوں پرنس۔میرا آنا تو بہت مشکل ہے''......سینا نے کہا۔

''تمہارا آنا جتنا مشکل ہے اس سے کہیں زیادہ میرا ملنا ضروری ہے سینا''...... عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔اوکے بتاؤ ایڈریس''......سینا کی سوچتی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران نے اسے ایڈریس بتا دیا۔

''ٹھیک ہے۔میں آرہی ہوں''......سینا نے کہا اور پھر کال منقطع ہوگئی۔

''عمران صاحب۔یہ سینا ڈیفنس آفس کی ملازم ہے۔کیا یہ اس طرح آپ کے بلانے پر یہاں آجائے گی''......صفدر نے کہا۔

''اسے پرنس آف ڈھمپ نے بلایا ہے جو اس کا کلاس فیلو ہے''......عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اگر تمہیں اتنا اعتماد ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یونیورسٹی کے زمانے میں تمہاری اس سے بہت قریبی دوستی رہی ہے''......تنویر نے معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے چور نظروں سے جولیا کی طرف دیکھا۔

''تم عمران سے بات کرتے ہوئے میری طرف اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو۔ کلاس فیلوز آپس میں دوست ہی ہوتے ہیں''...... جولیا نے تنویر کو جھاڑتے ہوئے کہا تو اس کا چہرہ بگڑ گیا لیکن اس کے سامنے چونکہ جولیا تھی اس لئے وہ اس بات کو برداشت کر گیا۔

''جب سینا آئے تو میرے پاس صرف جولیا اور جوزف ہوں۔باقی لوگ دوسرے کمرے میں چلے جائیں''......عمران نے ماحول کو گرم ہوتے ہوئے دیکھا

تواس نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''یہ بہتر ہے۔ہم ابھی ہی دوسرے کمرے میں چلے جاتے ہیں''......صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا پھر صفدر، تنویر، صدیقی اور ٹائیگر اٹھ کر کمرے سے باہر چلے گئے۔

''جوزف۔تم گیٹ پر چلے جاؤ اور جب مس سینا آئے تو اسے یہاں لے آؤ''......عمران نے جوزف سے کہا۔

''یس باس''......جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ بھی کمرے سے باہر چلا گیا۔

''سینا سے تم کیا معلومات لینا چاہتے ہو''......جوزف کے کمرے سے باہر جانے کے بعد جولیا نے کہا۔

''سی ورلڈ کا تو اس نے نام بھی نہیں سنا ہوگا اور تاشو آئی لینڈ کے بارے میں ہماری معلومات اس سے زیادہ ہیں اس لئے میں اس بیچاری سے کیا معلومات لے سکتا ہوں''......عمران نے کہا۔

''تم تاشو آئی لینڈ کے انچارج کی کرنل کے بارے میں معلومات لینے چاہتے ہونا''......جولیا نے کہا۔

''معلومات تو میں لے ہی لوں گا لیکن اب میں اس سے ایک اور کام لینا چاہتا ہوں''......عمران نے کہا۔

''وہ کیا''......جولیا نے کہا۔

''سینا آرہی ہے۔تم خود ہی دیکھ لوگی''......عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''تم نہیں بتانا چاہتے تو نہ بتاؤ۔میں اصرار بھی نہیں کروں گی''......جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔عمران اس کی بات کا جواب دینا ہی چاہتا تھا کہ اسی وقت کمرے کا دروازہ کھلا اور جوزف ایک گریٹ لڑکی کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا۔لڑکی کو دیکھ کر عمران کے چہرے پر استقبالیہ مسکراہٹ آ گئی اور وہ صوفے سے کھڑا ہو گیا۔یہ عمران کی کلاس فیلو سینا تھی۔عمران کی تقلید میں جولیا نے بھی اٹھ کر اس کا استقبال کیا۔پھر ان کے درمیان رسمی کلمات کا تبادلہ ہوا اور عمران نے اسے صوفے پر بیٹھنے کے لئے

کہا۔

''جوزف۔ تم گیٹ پر ہی رہو''...... عمران نے جوزف سے کہا تو وہ بغیر کچھ کہے کمرے سے باہر چلا گیا۔

''پرنس۔ ادھر ادھر کی باتیں مت کرنا۔ کیونکہ میں نے واپس آفس جا کر بہت سا کام کرنا ہے۔ تھوڑی دیر کے لئے میں فری تھی اس لئے آ گئی۔ ورنہ تو آفس سے نکلنا بہت مشکل ہوتا ہے''...... سینا نے کہا۔

''او کے۔ میں مقصد ہی کی بات کرتا ہوں۔ یہ بتاؤ کہ تاشو آئی لینڈ پر جو آرمی ٹریننگ سنٹر ہے اس کا انچارج آج کل کون ہے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''تم کیوں پوچھ رہے ہو اور ہاں پرنس۔ یہ بات واضح رہے کہ میں تمہاری ایسی کسی بھی بات کا جواب نہیں دوں گی جس سے گریٹ لینڈ کے مفاد کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو''...... سینا نے کہا۔

''میں گیٹ لینڈ کے مفادات کو نقصان پہچانے نہیں بلکہ فائدہ پہچانے آیا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''گریٹ لینڈ کے مفادات کو فائدہ۔ کیا فائدہ۔ تم کھل کے بتاؤ کہ کیا مسئلہ ہے۔ تم پاکیشیا کے نامور سیکرٹ ایجنٹ ہو۔ یہاں کیا مشن لے کر آئے ہو''...... سینا نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''او کے۔ میں تمہیں تفصیل سے ساری بات بتاتا ہوں''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے واقعی تفصیل کے ساتھ اسے تمام باتیں بتا دیں۔

''تو تمہارا خیال ہے کہ ہمارے حکام احمق ہیں۔ ہماری ایجنسیاں ناکارہ اور نااہل ہیں''...... سینا نے خشک لہجے میں کہا۔ اسے عمران کی بات پر قطعاً یقین نہیں آیا تھا۔

''نہ تو تمہارے حکام احمق ہیں اور نہ ہی تمہاری ایجنسیاں ناکارہ ہیں لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اسرائیل تم سے بہت آگے نکل چکا ہے''...... عمران نے کہا۔

''جو کچھ تم نے بتایا ہے پرنس۔ ایسا ہونا ممکن نہیں ہے''...... سینا نے کہا۔
''اچھا۔ تم یہ تو بتا دو کہ تاشو آئی لینڈ پر انچارج کون ہے''...... عمران نے کہا۔
''کرنل کراؤن۔ تاشو آئی لینڈ پر انچارج ہے''...... سینا نے عمران کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہا۔
''کیا تم اسے واپس بلا کر اس کی جگہ کسی اور کو بھجوا سکتی ہو''...... عمران نے پوچھا۔
''ہاں۔ سیکرٹری صاحب میرے کہنے پر یہ تبدیلی کر سکتے ہیں لیکن انہوں نے مجھ سے وجہ پوچھنی ہے اور میں انہیں بھلا کیا وجہ بتاؤں گی۔ تمہاری بتائی ہوئی باتیں اگر میں نے انہیں بتائیں تو وہ مجھ پر سخت ناراض ہوں گے اور ان باتوں کو بے سروپا باتیں کہیں گے''...... سینا نے کہا۔
''سینا۔ ہم نے اسرائیلیوں کے سی ورلڈ کے خلاف کام کرنا ہے۔ کیونکہ اس پراجیکٹ سے پوری دنیا کو ہی خطرہ ہے۔ اس لئے سوری۔ تم مائینڈ نہ کرنا''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
''سوری کس بات کی''...... سینا نے عمران کی معذرت اور اس کے لہجے پر چونکتے ہوئے کہا۔
''تمہیں کچھ دیر بے ہوش رہنا ہوگا اور تمہیں بے ہوش بھی میں اپنے ہاتھوں سے کروں گا''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو سینا نے فوراً ہی اٹھنے کی کوشش کی لیکن اسی وقت عمران کا ہاتھ گھوما۔ اس کی انگلی کا ہک سینا کی کنپٹی پر پڑا اور وہ چیخ مار کر نیچے گری اور بے ہوش ہوگئی۔
''چیک کرو۔ یہ کتنی دیر تک بے ہوش رہ سکتی ہے''...... عمران نے جولیا سے کہا۔
''ایک گھنٹے سے پہلے تو اسے ہوش نہیں آ سکتا''...... جولیا نے سینا کی نبض دیکھتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا۔
''عمران۔ تم اتنے پتھر دل ہو کہ اپنے کلاس فیلوز کو بھی نہیں چھوڑتے''...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

''امتہ مسلمہ، وطن نمبر یز کے سامنے عزیز دوست، رشتے دار، کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتے''...... عمران نے اس مرتبہ خشک لہجے میں کہا۔ پھر اس نے صفدر کے سیل فون پر صرف بیل دی جس کا مطلب تھا کہ وہ اس اس کمرے میں آ جائیں اور ایسا ہی ہوا۔ چند لمحوں بعد وہ اسی کمرے میں آ گئے۔

''یہ کیا۔ تم نے اپنی کلاس فیلو کو بے ہوش کر دیا''...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں اس سے جو کام لینا چاہتا تھا یہ اس کے لئے آمادہ نہیں تھی۔ اس لئے ایسا کرنا پڑا''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ تنویر کچھ کہنا تو چاہتا تھا لیکن عمران کا موڈ دیکھ کر وہ خاموش رہا۔

''جولیا۔ تم اس کا میک اپ کر لو۔ تم نے اس کے آفس جانا ہے''...... عمران نے بدستور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اوکے۔'' جولیا نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر وہ میک اپ باکس کی طرف بڑھی۔

''راجر ایس۔ تم سینا کو طویل بے ہوشی کا انجکشن لگا دو اور اسے اس وقت تک اپنی تحویل میں رکھو جب تک کہ ہم مشن سے فری نہیں ہو جاتے''...... عمران نے راجر ایس کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

''جی بہت بہتر عمران صاحب۔ میں اسے اپنے پوائنٹ ون پر لے جاتا ہوں''...... راجر ایس نے کہا۔

''اوکے''...... عمران نے کہا تو راجر ایس نے بے ہوش سینا کو اٹھا کر اپنے کاندھے پر ڈالا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

''عمران صاحب۔ آپ کا پلان کیا ہے''...... صدیقی نے پوچھا تو عمران نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

''ہائیں۔ تمہارے منہ میں بھی زبان ہے۔ میں تو سمجھا تھا کہ تم گونگے ہو گئے ہو''...... عمران نے مصنوعی حیرت سے کہا۔

''ہمارے حصے کا بھی آپ بول لیتے ہیں اس لئے ہم خاموش رہتے ہیں''...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''واہ جی واہ۔فرمانبرداری ہوتو ایسی''......عمران نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔

''کوئی کمی تو نہیں رہ گئی''......جولیا نے کہا تو سبھی نے اس کی طرف دیکھا۔وہ سینا کا میک اپ کر چکی تھی۔

''خواتین میک اپ کریں اور کوئی کمی رہ جائے۔یہ کیسے ممکن ہے''......عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''وہ میک اپ اور ہوتا ہے جبکہ یہ میک اپ اور ہے''......جولیا نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔مجھے نہیں معلوم تھا۔بہرحال تمہیں یہ معلوم ہے نا کہ تم نے کیا کرنا ہے''......عمران نے کہا۔

''ہاں۔میں نے کرنل کراؤن کو واپس بلوانا ہے اور کسی اور کرنل کو تاشو کا انچارج بنوانا ہے''......جولیا نے کہا۔

''عمران صاحب۔اس تبدیلی میں کافی وقت صرف ہوسکتا ہے''......صفدر نے کہا۔

''نہیں۔جولیا آفس پہنچ جائے تو اس کے لئے منٹوں کا کام ہے۔ڈیفنس سیکرٹری سینا کی انگلیوں کے اشارے پر ناچتا ہے اور وہی ایسے معاملات کا انچارج ہے''......عمران نے کہا۔

''کیا آپ اس نئے کرنل کی جگہ لینا چاہتے ہیں''......صدیقی نے عمران سے پوچھا۔

''ارے واہ۔تم نے تو میرا ذہن پڑھ لیا ہے''......عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں چلتی ہو۔تمام حالات فون پر بتادوں گی''......جولیا نے کہا اور عمران کے

اثبات میں سر ہلانے پر وہ کمرے سے باہر نکلتی چلی گئی۔

''عمران صاحب۔لگتا ہے کہ اس بار ہم کافی تاخیر کا شکار ہو رہے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''یہ اسرائیل کا ایسا پراجیکٹ ہے جو ان کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کر سکتا ہے اربوں ڈالرز اس پراجیکٹ پر صرف ہو رہے ہیں۔کئی سال سوچنے کے بعد انہوں نے اس کا سسٹم بنایا ہے۔اب تنے بڑے پراجیکٹ تک ہم آسانی سے تو نہیں پہنچ سکتے نا۔خوب ہاتھ پاؤں مارنے کے بعد ہی ہم اس پراجیکٹ تک پہنچ سکتے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ ہم وہاں تک پہنچ ہی نہ سکیں۔اس سے پہلے کسی اسرائیلی کے ہاتھوں اپنے انجام تک پہنچ جائیں''......عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''مجھے یقین ہے عمران صاحب۔کہ ہم ان یہودیوں کے ہاتھ مرنے والے نہیں ہیں''......صفدر نے کہا۔

''بس دعا کرتے رہو۔سیکرٹ ایجنٹ نے مرنا تو کسی نہ کسی گولی سے ہی ہوتا ہے''......عمران نے کہا۔وہ اسی طرح باتیں کر رہے تھے کہ راجر ایس واپس آ گیا۔

''عمران صاحب۔میں سینا کو اپنے بہترین پوائنٹ پر چھوڑ آیا ہوں''......راجر ایس نے کہا۔

''اوکے''......عمران نے مختصراً کہا۔پھر اسی لمحے عمران کے سیل فون کی بیل بجنے لگی۔عمران نے جیب سے سیل فون نکال کر سکرین پر نظر ڈالی۔جولیا کا نمبر فلیش ہو رہا تھا۔

''یس''......عمران نے کال اوکے کا بٹن پریس کر کے سیٹ کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''عمران۔میں نے ڈیوٹی چینج کرا دی ہے۔اب تاشو پر کرنل کراؤن کی جگہ کرنل سمارٹ ڈیوٹی دے گا۔دو گھنٹے بعد کرنل سمارٹ اپنے چند ماتحتوں کے ساتھ تاشو کے لئے روانہ ہو رہا ہے۔وہ تاشو پہنچ کر کرنل کراؤن سے چارج لے جس کے بعد کرنل کراؤن واپس آ جائے گا''......جولیا نے کہا۔

''ویری گڈ جولیا۔تم نے بہت بڑا کام کیا ہے۔اب یہ بتاؤ کہ کرنل سمارٹ کہاں ہے''......عمران نے کہا۔

''میں نے اسے ڈیفنس سیکرٹری کی رہائش گاہ پر بلا لیا ہے۔ڈیڑھ گھنٹے بعد وہ وہاں ہوں گا میں اسے بریفنگ دوں گی اب یہ تم نے سوچنا ہے کہ تم کرنل سمارٹ کو وہاں کیسے قابو کرتے ہو''......جولیا نے کہا۔

''میں نے سوچ لیا ہے۔تم ڈیفنس سیکرٹری کی رہائش گاہ پر جاتے ہوئے مجھے ساتھ لے جانا''......عمران نے کہا۔

''اوکے۔میں ایک گھنٹے تک آ رہی ہوں''......دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

''اوکے بیسٹ آف لک''......عمران نے کہا اور پھر اس نے کال کاٹ دی۔

''عمران صاحب۔کیا ہم نے بھی آپ کے ساتھ جانا ہے''......صدیقی نے پوچھا۔

''نہیں۔فی الحال میں کرنل سمارٹ کو قابو کرتا ہوں اس کے بعد اس کے ماتحتوں کو قابو کرنا مسئلہ نہیں ہوگا''......عمران نے کہا تو صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر ایک گھنٹہ باتوں میں گزر گیا جولیا بتائے ہوئے وقت کے مطابق آ گئی۔

''عمران۔کرنل کراؤن کی جگہ کسی اسرائیلی نے لی ہوئی ہے۔اب یہ اچانک تبدیلی انہیں چونکا دے گی''......جولیا نے کہا۔

''اسرائیلی ایجنٹ چونکتے رہیں کم از کم ہم تاشو آئی لینڈ تک تو پہنچ ہی جائیں گے نا''......عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔اچھا یہ بتاؤ کہ تم ڈیفنس سیکرٹری کی کوٹھی پر میرے ساتھ کس حیثیت سے جاؤ گے''......جولیا نے پوچھا۔

''میں تمہاری کار کی ڈگی میں جاؤں گا۔پھر وہاں جو حالات ہوں گے اس کے مطابق اقدام کریں گے۔میں نہ صرف ڈیفنس سیکرٹری کو اچھی طرح جانتا ہوں بلکہ اس کی کوٹھی بھی میں نے دیکھی ہوئی ہے''......عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات کے

انداز میں سر ہلا دیا۔

''پھر کیا خیال ہے۔اب چلیں ہم''......جولیا نے رسٹ واچ پر نظر دوڑاتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔چلو''......عمران نے کہا اور پھر وہ صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ دروازے کی طرف بڑھا۔

''ای بریفنگ میں ڈیفنس سیکرٹری بھی موجود ہوگا''......عمران نے جولیا سے پوچھا۔

''نہیں۔اس نے ایک کانفرنس میں شرکت کرنی ہے''......جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ اور زیادہ اچھی بات ہے۔ہمارے لئے آسانی ہو جائے گی''......عمران نے کہا اس دوران وہ سینا کی سرکاری کار کے قریب پہنچ گئے۔یہ کار سینا ہی لائی تھی اور اس کار پر جولیا سینا کے آفس گئی تھی۔جولیا نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر ڈگی کو ان لاک کی تو عمران ڈگی میں لیٹ گیا اور اس نے ڈگی کے لاک کی جگہ ایک سکہ رکھ دیا۔ڈگی بند تو ہو گئی لیکن وہ اب مکمل لاک نہیں ہو سکتی تھی۔جولیا نے کار سٹارٹ کی اور پھر وہ ڈیفنس سیکرٹری کی کوٹھی پر پہنچ گئے۔کوٹھی پر موجود عملہ سینا سے اچھی طرح واقف تھا۔اس لئے جیسے ہی سینا کی کار گیٹ پر پہنچی۔گیٹ پر موجود سیکورٹی اہلکار نے گیٹ کھول دیا۔جولیا کار کو رہائشی حصے تک لے آئی۔گیٹ پر صرف دو سیکورٹی اہلکار موجود تھے۔رہائشی حصے میں کوئی بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔جولیا کار سے نیچے اتر ہی رہی تھی کہ ایک طرف سے ایک نوجوان آتا ہوا دکھائی دیا۔جولیا نے آفس میں موجود کمپیوٹر فائل پر اس کوٹھی میں موجود افراد کی تفصیل دیکھ لی تھی۔اس نوجوان کا نام مارٹی تھا اور یہ ڈیفنس سیکرٹری کا کک تھا اور کوٹھی پر آنے والے مہمانوں کی خدمت بھی کرتا تھا۔گیٹ پر موجود سیکورٹی اہلکاروں کے علاوہ اس کوٹھی پر بس صرف یہی ملازم تھا۔ڈیفنس سیکرٹری نے چونکہ ابھی تک شادی بھی نہیں کی تھی اس لئے یہاں ان دو کے علاوہ اور کوئی بھی نہیں رہتا تھا۔مارٹی نے جولیا کے قریب

آ کر مؤدبانہ انداز میں اسے سلام کیا۔

''مارٹی۔ ابھی کرنل سمارٹ نے یہاں آنا ہے۔ تم گیٹ والوں سے کہہ آؤ کہ وہ کرنل سمارٹ کو ایسے ہی اندر نہیں آنے دیں گے بلکہ پہلے مجھے بتائیں گے''...... جولیا نے تحکمانہ لہجے میں اس نوجوان سے کہا۔

''یس مس''...... مارٹی نے کہا اور پھر وہ مین گیٹ کی طرف بڑھا۔ جیسے ہی اس کی پشت ہوئی جولیا نے کار کی ڈگی کھول دی۔ ایک لمحے سے بھی کم وقت میں عمران ڈگی سے نکل کر کمروں کی طرف بڑھا اور پھر ایک کمرے میں داخل ہو گیا۔ وہ چونکہ اس کوٹھی پر کئی بار آیا تھا اس لئے وہ سیدھا ڈرائنگ روم میں داخل ہوا تھا۔ عمران تو ڈرائنگ روم میں داخل ہو گیا لیکن جولیا کار سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔ تقریباً دو منٹ بعد مارٹی واپس آ گیا۔

''مس۔ میں نے سیکورٹی والوں کو آپ کا حکم پہنچا دیا ہے''...... مارٹی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''او کے۔ تھینک یو۔ جب کرنل صاحب آ جائیں تو تم نے کافی بھی بنا کر لانی ہے''...... جولیا نے اسے دوسرا حکم دیتے ہوئے کہا۔

''یس مس''...... مارٹی نے کہا تو جولیا مڑی اور پھر وہ بھی ڈرائنگ روم میں آ گئی۔

''جولیا۔ میں پردے کے پیچھے ہوں''...... جولیا ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی تو اسے عمران کی آواز سنائی دی۔

''او کے''...... جولیا نے کہا اور پھر وہ صوفے پر بیٹھ گئی۔ صوفے کے سامنے ٹیبل پر ایک رسالہ رکھا ہوا تھا اس نے وہ رسالہ اٹھایا اور اس کی ورق گردانی کرنے لگی۔ تین منٹ ہی گزرے تھے کہ مارٹی ڈرائنگ روم میں داخل ہوا۔

''مس۔ کرنل صاحب تشریف لے آئے ہیں''...... مارٹی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''او کے۔ انہیں لے آئیں''...... جولیا نے کہا تو مارٹی الٹے قدموں واپس چلا

گیا اور پھر جب وہ آیا تو اس کے ساتھ کرنل سمارٹ بھی تھا۔ جولیا کرنل سمارٹ کے استقبال کے لئے صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

''ہیلو مس سینا''...... کرنل سمارٹ نے اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا تو جولیا نے بھی اس سے مصافحہ کیا۔ وہ مردوں سے مصافحہ کرتی تو نہیں تھی لیکن جہاں مجبوری ہوتی تو وہ اس سے مصافحہ کرنا بھی پڑ جاتا تھا اور یہاں بھی مجبوری تھی۔

''تشریف رکھیئے سر''...... جولیا نے صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور خود بھی وہ صوفے پر بیٹھ گئے۔

''تھینک یو مس سینا''...... کرنل سمارٹ نے صوفے پر بیٹھنے کے بعد شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

''جب ہم نے کافی پینی ہو گی تو میں بیل دے کر آپ کو بلا لوں گی''...... جولیا نے مارٹی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ٹیبل کی ایک سائیڈ پر بیل کا بٹن لگا ہوا تھا۔

''او کے مس''...... مارٹی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔،

''کرنل صاحب۔ باس آپ کو خود بریفنگ دیتے۔ لیکن اس وقت وہ ایک کانفرنس میں شریک ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''میں تو اسے اپنی خوش قسمتی ہی کہوں گا کہ سیکرٹری صاحب اس وقت کانفرنس میں شریک ہیں''...... کرنل سمارٹ نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔ اسی لمحے عمران بھی پردے کے پیچھے سے باہر نکل کر کرنل سمارٹ کے سر پر پہنچ گیا۔

''جی ہاں۔ آپ واقعی بہت خوش قسمت ہیں''...... جولیا نے معنی خیز انداز میں کہا۔ اسی وقت کرنل سمارٹ کو بھی کسی کی موجودگی کا احساس ہو گیا۔ اس نے سر گھما کر دیکھنا چاہا لیکن اسے دیر ہو چکی تھی۔ اس کے سر پر ایک دھماکہ ہوا اور اس ایک دھماکے نے ہی اسے ہوش کی دنیا سے بے گانہ کر دیا۔ کرنل سمارٹ کے بے ہوش ہوتے ہی جولیا اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھی۔ اس نے دروازہ اندر سے بند کر لیا

جبکہ عمران نے جولیا کا ہینڈ بیگ اٹھالیا۔ کیونکہ جولیا کے ہینڈ بیگ میں چھوٹا سا میک اپ باکس تھا۔ اسے کرنل سمارٹ کا میک اپ کرنے میں دس منٹ لگے۔
''میں مارٹی کو کچن میں ہی پابند کرتی ہوں ۔تم اس دوران کرنل کی یونیفارم بھی پہن لو اور اسے میری کار کی ڈگی میں بھی ڈال دو'' ...... جولیا نے عمران سے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا۔ جولیا ڈرائنگ روم کا دروازہ کھول کر باہر چلی گئی۔ پانچ منٹ بعد وہ مارٹی کے ساتھ واپس آئی تو عمران کرنل سمارٹ کی یونیفارم میں نہایت مطمئن انداز میں صوفے پر بیٹھا رسالے کی ورق گردانی کر رہا تھا۔
''سوری مس سینا۔ میں کافی نہیں پی سکوں گا۔ مجھے فوری طور پر جانا ہے'' ...... جولیا کو دیکھ کر عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔
''سر۔ میں نے تو آپ کے لئے اپنے ہاتھوں سے کافی بنائی ہے'' ...... جولیا نے شکوہ کرتے ہوئے کہا۔
''سوری۔ آپ کے ہاتھوں کی بنی ہوئی کافی پر کسی دن پی لوں گا۔ اس وقت مجھے جلدی ہے'' ......عمران نے کہا۔
''اوکے سر۔ جیسے آپ کی مرضی'' ...... جولیا نے ایسے انداز میں کہا جیسے اس کا موڈ خراب ہوگیا ہو۔ عمران دروازے کی طرف بڑھا اور پھر ڈرائنگ روم سے باہر نکلتا چلا گیا۔
''کافی واپس لے جاؤ'' ...... جولیا نے خشک لہجے میں مارٹی سے کہا اور پھر وہ بھی دروازے کی طرف بڑھی۔ پھر تھوڑی ہی دیر بعد عمران اور جولیا واپس کرین کالونی کی کوٹھی بی ٹو ون میں پہنچ چکے تھے۔ عمران کرنل سمارٹ کی کار میں آیا تھا۔
''راجر۔ کرنل سمارٹ کو بھی سینا کے پاس پہنچا دو۔ ہماری واپسی تک انہیں بے ہوش ہی رکھنا'' ......عمران نے کہا۔
''جی بہت بہتر عمران صاحب'' ......راجر ایس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ کرنل سمارٹ کو اٹھا کر کمرے سے باہر چلا گیا۔
''اس کے جن ماتحتوں نے تمہارے ساتھ جانا ہے ان کے نام تمہیں معلوم

ہیں''...... عمران نے جولیا سے پوچھا۔

''کیپٹن شیلے جونیئر کرنل سمارٹ کے ماتحتوں کا انچارج ہے اور وہ اب انتظار میں ہوگا کہ کرنل سمارٹ اسے فون کرے''...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں نے کرنل سمارٹ کی تلاشی لی تھی اور اس کی ضروری چیزیں اس کی جیب سے نکال لی تھیں۔ اس کا سیل فون بھی میرے پاس ہے''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے کرنل سمارٹ کا سیل فون جیب سے نکالا اور اس کی فون بک میموری دیکھنے لگا۔ جلد ہی کیپٹن شیلے کا نام اسے نظر آ گیا۔ اس نے کال او کے کا بٹن پریس کیا۔

''کرنل سمارٹ اسپیکنگ''...... رابطہ ہونے پر عمران نے کرنل سمارٹ کے لب و لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ شیلے جونیئر اسپیکنگ''...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''تم ساتھیوں کو لے کر ساحل سمندر پہنچو''...... دوسری طرف سے عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''او کے سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے کال منقطع کر دی۔

''یہاں ایک بڑی جیپ موجود ہے۔ تم سب اس جیپ میں آ جاؤ۔ میں کرنل سمارٹ کی کار میں جا رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''عمران۔ میں تمہارے ساتھ چلوں گی کیونکہ میں نے اپنے لئے بھی ڈیفنس سیکرٹری سے اجازت لے لی تھی۔ اب شیڈول کے مطابق میں کرنل سمارٹ کے ساتھ جزیرہ تاشو جاؤں گی''...... جولیا نے کہا۔

''ویری گڈ۔ یہ تو تم نے بہت ہی ذہانت کا کام کیا ہے''...... عمران نے خوش ہو کر کہا تو جولیا بھی خوش ہو گئی۔

''چیف نے جولیا کو ایسے ہی تو ڈپٹی چیف نہیں بنا دیا''...... تنویر نے فخریہ لہجے میں کہا۔

''اسے کہتے ہیں بھائی کی محبت۔ تعریف بہن کی ہوئی ہے اور فخر بھائی کو ہوا

ہے‘‘......عمران نے کہا۔

’’کسی دن تم میرے ہاتھوں سے ضائع ہو جاؤ گے۔بس یہ بات ذہن میں رکھا کرو‘‘......تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔

’’لو جی۔اب بندہ بہن بھائی کی محبت کی تعریف بھی نہ کرے‘‘......عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو وہ سب ہنسنے لگے جبکہ تنویر کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

’’تم پانچوں۔ایک ہی کار میں آ سکتے ہو۔لہذا کار میں ہی آ جاؤ۔ساحل پر پہنچ کر رابطہ کر لینا‘‘......ان کے ہنسنے کے دوران ہی عمران نے کہا اور پھر وہ جولیا کے ہمراہ کمرے سے باہر نکل آیا۔

''میزائل سے بچو''......کرنل زید نے چیخ کر کہا۔کیپٹن نے بجلی کی سی تیزی سے موٹر بوٹ کا اسٹیئرنگ گھمایا۔میزائل موٹر بوٹ کے کنارے کو چھوتا ہوا پانی میں گرا اور پھر ایک دھماکا۔اس دھماکے سے پانی کی لہریں بپھر اٹھیں۔موٹر بوٹ جو پہلے ہی گھوم رہی تھیں۔بپھری ہوئی لہروں نے اسے اچھال دیا۔موٹر بوٹ کئی فٹ اپوا چھلی اور پھر زوردار دھماکے کے ساتھ پانی سے ٹکرائی اور الٹ گئی۔وہ سبھی سمندر میں گرتے چلے گئے۔وہ سبھی تربیت یافتہ ایجنٹ تھے لیکن بپھری ہوئی موجوں کے سامنے بھلا ان کی تربیت کیا کرستی تھی۔انہوں نے ہاتھ پاؤں مارنے کی کوشش کی لیکن وہ تو پانی کے سامنے خس وخاشاک کی سی حیثیت رکھتے تھے۔لہذا جلد ہی اندھیروں نے ان کے ذہنوں پر یلغار کر دی اور پھر جب ان کے ذہن مکمل تاریکی میں ڈوبنے لگے تو آخری سوچ یہی تھی کہ اب وہ کبھی ہوش میں نہیں آسکیں گے اور سمندر میں دوبنے کے بعد تو بچنا ویسے بھی ناممکنات میں سے تھا۔لیکن پھر کرنل زید کے تاریک ہوتے دماغ میں کہیں روشنی کا ایک نقطہ پیدا ہوا اور پھر یہ نقطہ آہستہ آہستہ بڑا ہونے لگا۔ایک وقت ایسا بھی آیا کہ اس کا ذہن مکمل طور پر روشن ہو گیا۔

جیسے ہی اس کا ذہن روشن ہوا ایک جھٹکے سے اس کی آنکھیں کھل گئیں۔
''اللہ کا شکر ہے باس کہ آپ ہوش میں آ گئے''......کرنل زید کو ایس پی حارث کی آواز سنائی دی تو اس نے آواز کی سمت دیکھا۔اس کے سامنے واقعی ایس پی حارث تھا۔ایس پی حارث کے ساتھ ایک لڑکی اور یک مرد بیٹھے ہوئے تھے۔وہ دونوں بڑی دلچسپ نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔ان تینوں کو دیکھنے کے بعد کرنل زید نے ارد گرد کا جائزہ لیا تو اسے معلوم ہوا کہ وہ کسی جزئرے کی زمین پر ہیں۔کرنل زید کے دیگر تمام ساتھی بھی وہاں موجود تھے لیکن وہ ابھی تک بے ہوش تھے۔ایس پی حارث اور وہ دونوں اجنبی بھی زمین پر ہی بیٹھے ہوئے تھے۔
''سیکرٹ فیلڈ میں تم بھی کافی نام کما رہے ہو بچے''......مرد نے مسکراتے ہوئے کرنل زید سے کہا۔
''بچے''......کرنل زید نے طنزیہ لہجے میں کہا۔
''ہاہاہاہا۔ہاں ہمارے سامنے تم بچے کی سی حیثیت ہی رکھتے ہو''......مرد نے پہلے قہقہہ لگایا اور پھر شوخ لہجے میں کہا۔
''اچھا بزرگوں تو پھر تم اپنا تعارف بھی کرا دو''......کرنل زید نے بدستور طنزیہ لہجے میں کہا۔
''کرنل زید۔اگر ہم نے اپنا تعارف کرا دیا تو تم خوف و دہشت سے بے ہوش ہو جاؤ گے''......اس مرتبہ لڑکی نے کہا۔اس کا لہجہ بھی شوخ تھا۔
''ہاں۔میں بچہ ہوں اور تم بھوت ہو''......کرنل زید نے اب بھی طنزیہ لہجے میں کہا۔
''بھوت۔بھوت کس کھیت کی مولی ہیں ہمارے سامنے۔بھوت ہمارے سامنے آ جاتے ہیں تو وہ بھی دم دبا کر بھاگ جاتے ہیں۔ہمارے نام سن تو حکومتوں کے ایوانوں میں زلزلے آ جائے ہیں۔حکمرانوں کی ٹانگوں میں ایسی لرز پیدا ہو جاتی ہے کہ پھر وہ اپنے قدموں پر کھڑے نہیں رہ سکتے عالمی مجرم ہمارے نام سن کر ایسے بھاگ جاتے ہیں جیسے ان پر آسمانی بجلی گرنے والی ہو۔نامی گرامی سیکرٹ ایجنٹس

ہمارے سامنے آ کر بھیڑ بکریوں کی طرح بے ضرر اور معصوم بن جاتے ہیں ہم جس ملک میں پہنچ جاتے ہیں ناڈ ئیر کرنل زید۔اس ملک کی سڑکوں پر لاشوں کے ڈھیر لگ جاتے ہیں اور گلیوں، بازاروں میں خون کے سیلاب آ جاتے ہیں۔عالمی طاقتوں نے مل کر ہمارے سروں کی قیمت اربوں ڈالرز لگائی ہوئی ہے''......لڑکی نے اپنے تعریف میں زمین وآسمان کے قلابے ملاتے ہوئے کہا تو کرنل زید نے سر کو جھٹکا دیا۔اسی وقت ڈاکٹر آبیلہ اور ڈابگر کے منہ سے ہلکی آوازیں نکلیں۔کرنل زید نے ان کی طرف دیکھا۔وہ ہوش میں آ رہے تھے۔باقی ساتھیوں میں بھی حرکت کے آثار دکھائی دے رہے تھے۔جس سے لگ رہا تھا کہ وہ سب ہوش میں آ رہے ہیں۔

''یونہی بھڑکیں مارتے رہو گے یا اپنا تعارف بھی کراؤ گے''......کرنل زید نے منہ بنا کر کہا۔

''یہ جو تمہیں معصوم سی، بھولی سی لڑکی نظر آ رہا ہی نا کرنل زید۔اس کا نام نانوتا ہے۔یہ زیرولینڈ کی دوسری ناگن ہے۔انتہائی زہریلی اور خطرناک ناگن جو دنیا میں میٹھا زہر کے نام سے جانی جاتی ہے اور میرا نام فنچ ہے۔میں زیرولینڈ کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہوں۔''......ٹھگنے قد کے مرد نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا تو کرنل زید بری طرح چونکا۔جرائم کی دنیا کے یہ بڑے نام تھے اور یہ حقیقت بھی تھی کہ ان کا نام سن کر حکمرانوں کو دانتوں میں پسینہ آ جاتا تھا اور ان کے جسموں میں باقاعدہ لرزش شروع ہو جاتی تھی۔

''کرنل زید جانتا تھا کہ جس طرح ایکریمی اور پاگل کر دینے والے حسن کی مالک اور قیامت بدن والی تھریسیا زیرولینڈ کی پہلی ناگن کہلاتی تھی اور دنیا میں ٹی تھری بی کے نام سے معروف تھی اسی طرح نانوتا زیرولینڈ کی دوسری ناگن کہلاتی تھی اور دنیا میں میٹھا زہر کے نام سے جانی جاتی تھی اور کافرستانی تھی اور یہ بھی بے پناہ حسین ترین اور بھرپور بدن کی مالک تھی اور جس طرح تھریسیا عمران پر مرمٹتی تھی اسی طرح تھریسیا کے بارے میں اس نے سن رکھا تھا کہ یہ کافرستان کے معروف سیکرٹ ایجنٹ کرنل فریدی کے لیے جزبات رکھتی ہے بے حد نام سننے کے باوجود

اتفاق سے اس کی پہلی دفعہ زیرو لینڈ کے دو معروف ایجنٹوں سے ملاقات ہو رہی تھی۔

''بس۔ ہمارا نام سنتے ہی کپکپی شروع ہو گئی''......لڑکی نے جس کا نام اس کے ساتھی نے نانوتا لیا تھا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''معلوم نہیں ۔تم اب تک کہاں رہے۔ اگر تمہارا ٹکراؤ مجھ سے ہو جاتا تو تمہیں لگ پتا جاتا''......کرنل زید نے کہا۔

''اب ہم آ گئے ہیں۔ اب ہمیں لگ پتا جائے گا''......نانوتا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''تم سے باتیں میں بعد میں کرتا ہوں۔ پہلے میں اپنے ساتھی حارث سے چند باتیں کر لوں''......کرنل زید نے فنچ اور نانوتا سے کہا اور پھر اس نے ایس پی حارث کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا۔ وہ جب اراڈان سے روانہ ہوئے تھے تو ایس پی حارث اراڈان میں نہیں تھا۔

''پرنس۔ میں ایک ذاتی کام کی وجہ سے گریٹ لینڈ آیا تھا۔ اتفاقاً میری ان سے ملاقات ہوئی میں تو انہیں نہیں جانتا تھا لیکن یہ مجھ سے واقف تھے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ آپ بھی اپنی ٹیم کے ہمراہ اس پراجیکٹ کے خلاف نکلے ہوئے ہیں اور یہ کہ جلد ہی آپ سے ملاقات کا امکان بھی ہے۔ میں نے اراڈان رابطہ کیا تو معلوم ہوا کہ واقعی آپ کسی مشن پر گریٹ لینڈ گئے ہوئے ہیں۔ یہودیوں کا پراجیکٹ تاشو آئی لینڈ میں ہے ہم آبدوز میں تاشو کی طرف بڑھ رہے تھے کہ ہمیں ایک موٹر بوٹ سمندر میں ڈوبتی ہوئی دکھائی دی۔ جب فنچ اور نانوتا نے سمندر میں ڈوبتے ہوئے افراد کو سکرین پر چیک کیا تو یہ آپ لوگ تھے۔ آپ کو دیکھ کر انہوں نے آپ لوگوں کو بچا لیا اور پھر یہاں لے آئے''......ایس پی حارث نے طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا۔ کرنل زید کو پہلے ہی اندازہ ہو گیا تھا کہ انہیں فنچ اور نانوتا نے ڈوبنے سے بچایا ہے۔ اب ایس پی حارث نے اس کے خیال کی تصدیق کر دی تھی۔

''ہمارے ساتھ کیسلے بھی تھا وہ اب نظر نہیں آ رہا''......کرنل زید نے کہا۔

''جی ہاں۔ایک اجنبی آپ کے ساتھ تھا لیکن وہ پانی میں دم توڑ گیا تھا''......
ایس پی حارث نے کہا تو کرنل زید نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ایس پی حارث کو دیکھ کر مائرہ کے چہرے پر پیار بھری مسکراہٹ آ گئی تھی کیونکہ شوخ وباتونی حسین مائرہ دل کی گہرائیوں سے اپنے گروپ ممبر ایس پی حارث کو چاہتی تھی اور پیار کرتی تھی لیکن بردبار ایس پی حارث اس کی باتوں اور شرمیلے انداز میں پیار بھری باتوں کو سن کر بس مسکرانے پر ہی اکتفاء کرتا تھا دراصل لڑکی ہونے کے ناطے مائرہ شرماتے لجاتے خوبروشکل والے ایس پی حارث سے محبت کا اظہار کرتی رہتی تھی۔

''یہ اور بات ہے کہ ان کی ٹیم کا دیوہیکل نیگرو اور باتونی ساتھی نیتو مائرہ سے دل لگی اور چاہت کی باتیں کرتا تھا کہتا تھا کالا ہوں تو کیا ہوا دل والا تو ہوں اگر ایس پی حارث تمہاری محبت قبول نہیں کرتا تو میں دل کی گہرائیوں سے تم سے چاہت رکھتا ہوں مگر باتونی اور گوری چٹی حسین مائرہ بس ہنس کر نیتو کو ٹال دیتی تھی اور کبھی کبھار شوخی میں آ کر نیتو کو زبان نکال کر اسے چھیڑنے کے لیے نفی بھی کر دیتی تھی اور نیتو مائرہ کی اس ادا پر فدا ہو جاتا تھا جہاں تک مائرہ کے چچا ڈاکٹر کی بات تھی وہ اپنی بھتیجی سے ان معاملات میں لاتعلق ہو گیا تھا۔ویسے جانتا تھا اس کی بھتیجی مائرہ بہت شریف ہے اور ایس پی حارث کو دل سے چاہتی ہے اور ستم ظریفی ان کا نیگرو دیوہیکل ساتھی نیتو نوجوان تھا اور مائرہ سے دل لگی کرتا تھا یہ اور بات ہے مائرہ اور نیتو دونوں ہی باتونی تھے اور اس کے برعکس ایس پی حارث خاموش مزاج کا تھا۔

''ویسے تو جب ڈاکٹر آبیلہ اور کرنل زید اکیلے ہوتے تھے اس وقت کرنل زید بھی اپنی منگیتر سے دل لگی کی باتیں کر لیتا تھا اور ڈاکٹر آبیلہ جو اپنی ملک کی اچھی سائنس دان بھی تھی اور پرنسز بھی اور بے پناہ حسین ترین اور ذہین لڑکی تھی اور اچھی سراغ رساں اور منجھی ہوئی فائیٹر بھی تھی اور اکیلے میں اپنے بہت خوبروشخصیت والے کرنل زید کے رومانس کا جواب رومانس سے دے دیتی تھی کیونکہ ایک دوسرے کے منگیتر بھی تھے لیکن ممبران کے سامنے احتیاط کرتے تھے۔

''اس طرح اچانک ایس پی حارث کو دیکھ کر مائرہ خوش ہو کر پیار بھری نظروں سے اسے دیکھ کر رہی تھی۔ نیتو بائکل بھی ایس پی حارث کو اپنا رقیب نہیں سمجھتا تھا اور ایس پی حارث کی دل سے قدر بھی کرتا تھا لیکن نوجوان اور گوری چٹی اور بہت حسین مائرہ سے دل لگی کی باتیں بھی کر لیتا تھا اور یہ سلسلہ ان کے درمیان جاری وساری تھا لیکن سب منجھے ہوئے سیکرٹ ایجنٹ بھی تھے۔

''تم نے ہمیں کیوں بچایا ہے''......کرنل زید نے فنچ اور نانوتا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہمارا خیال تھا کہ تم ہمارے بارے میں اچھی طرح جانتے ہو لیکن ہمارا خیال غلط ثابت ہوا۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ زیرو لینڈ بہادر اور ذہین لوگوں کی قدر کرتا ہے۔ تم بھی بہت بہادر اور ذہین ہو۔ تمہارے ساتھ ڈاکٹر آبیلہ بھی ہے جو ایک قابل سائنس دان ہے اور اس میں سیکرٹ ایجنٹس کی خصوصیات بھی ہیں اور ایسے لوگ زیرو لینڈ کی کمزوری ہیں۔ ہم اس مشن سے فارغ ہو کر تمہاری پوری ٹیم کو زیرو لینڈ لے جائیں گے جہاں ڈاکٹر آبیلہ اور تمہیں ایک خاص مقام دیا جائے گا اور یہ خاص مقام ایسا ہو گا جس کی کوئی انسان صرف خواہش ہی کر سکتا ہے''......فنچ نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل زید کے چہرے پر طنز کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

''خاص مقام، تمہیں معلوم ہے مجھے اراڈان میں کیا مقام حاصل ہے۔ میں اراڈان کا پرنس ہوں اور اراڈان کی سی سے بااختیار ایجنسی کا چیف۔ اس سے بڑھ کر اور مقام کیا ہو سکتا ہے''......کرنل زید نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''اراڈان۔ ایک چھوٹا سا ملک ہے کرنل زید۔ زیرو لینڈ ایک وسیع دنیا ہے یہ سائنس کی دنیا ہے، خوابوں کی دنیا سے بڑھ کر حسین اور طاقت میں ساری دنیا سے بڑھ کر۔ کیونکہ زیرو لینڈ سائنسی ترقی میں پوری دنیا سے آگے ہیں اور اب وہ وقت زیادہ دور نہیں جب پوری دنیا پر زیرو لینڈ کی حکومت ہو گی۔ زیرو لینڈ کا ایک معمولی سا کارندہ بھی اس دنیا کے حکمرانوں سے بڑھ کر ہو گا اور تمہیں تو ایک خاص مقام حاصل ہو گا''......فنچ نے کہا۔

''میں بزنس مین نہیں ہوں کہ سستے اور مہنگے کے چکر میں پڑوں''......کرنل زید نے ناگواری سے فنچ اور نانوتا کی طرف دیکھ کر کہا۔

''اب تمہارا کیا پروگرام ہے کرنل''......کرنل زید کا فیصلہ سن کر فنچ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ ہمارا پروگرام تو اسرائیلی کے اس پراجیکٹ کا خاتمہ ہے جو ساری دنیا کے لئے خطرہ ہے''......کرنل زید نے کہا۔

''ہمارا مشن بھی یہی ہے لیکن سی ورلڈ کی تباہی سے پہلے ہم سپریم ڈیزائل کا فارمولا حاصل کریں گے اور اس فارمولے کو خود استعمال کریں گے''......اس مرتبہ نانوتا نے کہا۔

''جبکہ ہم اس فارمولے کو بھی غرق کر دیں گے تا کہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری''......کرنل زید نے کہا۔

''تم اس جزیرے سے نکل سکو گے تو تاشو آئی لینڈ پر پہنچ سکو گے اور جب تاشو پر نہیں پہنچ سکو گے تو سی ورلڈ پر کیسے پہنچو گے''......فنچ نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''جی طرح تم اس جزیرے سے نکلو گے ہم بھی ویسے ہی نکلیں گے''......اس مرتبہ ایس پی حارث نے کہا۔

''ہمارے پاس آبدوز ہے اس کے علاوہ اور کوئی چیز یہاں نہیں ہے۔ یہاں حطرناک دلدلیں ہیں اور ان دلدلوں میں یک خاص قسم کا سانپ پایا جاتا ہے جو رات کو دلدل سے باہر نکلتا ہے۔ یہ سانپ اتنا زہریلا ہوتا ہے کہ جس جاندار کو ڈس لے صرف دس سیکنڈ میں اس کی ناک اور منہ سے خون نکلنا شروع ہو جاتا ہے اور اسی دوران اس کے مساموں سے بدبودار پانی بھی نکلنے لگتا ہے۔ اگلے دس سیکنڈوں کے بعد وہ جاندار زمین پر گر جاتا ہے اور پانی سے باہر نکلتی ہوئی مچھلی کی مانند تڑپتا ہے۔ اس کا یہ تڑپنا صرف بیس سے پچیس سیکنڈ کے لئے ہوتا ہے اس کے بعد وہ جاندار چاہے وہ ہاتھی ہی کیوں نہ ہو دم توڑ دیتا ہے۔ دم توڑنے کے ایک منٹ بعد اس جاندار کا جسم گلنا شروع ہو جاتا ہے اور دو سے تین منٹ کے دوران سارا جسم گل سڑھ کر مٹی میں مل جاتا ہے۔ اس کا نام ونشان تک نہیں رہتا اور یہ سانپ اس

جزیرے پر ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔رات کے وقت اس جزیرے کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہوتا جس پر یہ سانپ نہ ہوں“ ...... فنچ نے جزیرے کا خوفناک نقشہ کھینچتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر آبیلہ اور مائرہ نے ایک جھرجھری سی لی۔ان دونوں کے جسم میں سرد لہریں سی دوڑ گئیں۔

”ہاں۔میں جانتا ہوں۔سانپوں کی اس قسم کو خارکونڈا کہتے ہیں اور اس جزیرے پر واقعی یہ سانپ پائے جاتے ہیں“ ......کرنل زید نے کہا تو ڈاکٹر آبیلہ نے چونک کر اسے دیکھا۔

”تو پھر کیوں اپنی اور اپنے ساتھیوں کی زندگی کے دشمن بنتے ہو۔یہاں تم لوگ ایک رات بھی نہیں گزار سکتے۔لہذا ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ۔زیرو لینڈ تمہیں پورے ای خطے کا حکمران بنا دے گا۔تمہارے خطے میں جتنے بھی ملک ہیں وہ سب تمہارے فرمان کے تابع ہوں گے“ ......نانوتا نے کہا۔

”تم نے یہ آفر پاکیشیا کے علی عمران اور کافرستان کے کرنل فریدی کو بھی تو دی ہوئی ہے“ ......کرنل زید نے کہا۔

”ہاں۔اور ہم نے اب تک ان دونوں کو مہلت دی ہوئی ہے اور جیسے ہی ان کی مہلت ختم ہوگئی انہیں مسل کر رکھ دیا جائے گا“ ......فنچ نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

”آہ تم نے کیا ایک پتھر کا نام لے لیا وہ پتھر انسان دنیا میں واقعی عورت ذات کے لیے ایک پتھر ہی ہے لیکن بس کیوں اس ظالم کے لیے میرا دل دھڑکتا ہے کیونکہ کرنل فریدی کی شخصیت ہی ایسی ہے کہ اسے چاہا جائے اور میں یہاں اپنے پارٹنر فنچ کی بات سے انکار کروں گی کہ کرنل فریدی کو کسی بھی صورت میں مسلا نہیں جا سکتا وہ بے حد پھرتیلا خطرناک ذہین ترین اور دنیا کا انوکھا انسان ہے ایسے ہی ہم زیرو لینڈ کے ہرکاروں کے ہاتھوں آسانی سے مرنے والا نہیں ہے کاش کرنل فریدی زیرو لینڈ کا وفادار بن سکے۔نانوتا نے کرنل فریدی کا نام سن کر آہ بھرتے ہوئے کہا تو نانوتا کا منہ بن گیا اور حیرت سے نانوتا کو دیکھنے لگا البتہ کرنل زید اور اس کے ساتھی مسکراتے

ہوئے ان دونوں کو دیکھنے لگے۔

''نانوتا میں تمہیں پہلی دفعہ دیکھ رہی ہوں تم واقعی بے حد حسین لڑکی ہو اور ہو بھی کرنل فریدی کی طرح کافرستانی لیکن ایک بدنام زمانہ تنظیم یعنی زیرو لینڈ کی رکن ہو اس لیے کرنل فریدی تمہیں کبھی نہیں اپنا سکتا ویسے کرنل فریدی صاحب کے انڈر کام کرنے والی تین لڑکیوں میں سے دو لڑکیاں ایکریمی نزاد خشک مزاج روزا اور اس کے اپنے وطن کی لیڈی انسپکٹر ریکھا بھی کرنل فریدی صاحب کے لیے جزبات رکھتی ہیں اس لیے تم کرنل فریدی صاحب کو تو بھول جاؤ وہ اپنے ملک کافرستان کو چھوڑ کر تمہارے لیے ایک خطرناک تنظیم زیرو لینڈ کے ممبر بنیں۔ڈاکٹر آبیلہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور جہاں تک میں نے سنا ہے جب بھی سنگ ہی اور تھریسیا کا عمران صاحب سے اور تم دونوں کا کرنل فریدی صاحب سے ٹاکرا ہوا ہے تم زیرو لینڈ والوں نے راہ فرار اختیار کی ہے''......کرنل زید نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

''ہاں تم درست کہتے ہو عمران اور فریدی بہت ہی سخت جان سیکرٹ ایجنٹس ہیں اور ہم ان سے کافی دفعہ شکست بھی کھا چکے ہیں لیکن بہر حال ہم دونوں نے یعنی میں اور میرے پارٹنر فنچ نے کافرستان کو کافی نقصان بھی پہنچایا ہے اور سنگ ہی اور تھریسیا نے بھی پاکیشیا کو کافی نقصان پہنچایا ہے لیکن پھر بھی ہماری آفر کو ٹھکرانا ان کی حماقت ہے اور انہیں اپنی اس حماقت کا بہت جلد احساس ہو جائے گا لیکن پھر ان کے پاس مہلت نہیں ہوگی''......نانوتا نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''مسٹر فنچ اور مس نانوتا۔اگر عمران صاحب اور کرنل فریدی صاحب احمق ہیں تو تم مجھے بھی احمق سمجھو''......کرنل زید نے کہا۔

''تو تم اس جزیرے سے نہیں نکلنا چاہتے''......فنچ نے اس مرتبہ کرخت لہجے میں کہا۔

''کیوں نہیں نکلنا چاہتے۔ہم یہاں سے ضرور نکلیں گے''......کرنل زید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ تمہاری خام خیالی ہے''......فنچ نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''کرنل زید۔تمہارے ذہن میں کیا ہے''......نانوتا نے کرنل زید کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو کرنل زید کی مسکراہٹ میں اضافہ ہو گیا۔

''تم نے شاید میرے ذہن پڑھ لیا ہے''......کرنل زید نے نانوتا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ہم چہرہ دیکھ کر انسان کی سوچ پڑھ لیتے ہیں''......نانوتا نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''چلو نانوتا۔ہم چلتے ہیں۔اگر انہوں نے ہمارے راستے میں آنے کی کوشش کی تو اپنی موت کے یہ خود ذمہ دار ہوں گے''......فنچ نے کہا اور پھر وہ زمین سے اٹھ کھڑا ہوا۔اس کی بات سن کر نانوتا بھی کھڑی ہو گئی۔

''ہونہہ۔مسٹر فنچ۔تم ایسے نہیں جا سکتے''......کرنل زید نے فنچ کے سامنے آتے ہوئے کہا۔

''کیا پدی۔کیا پدی کا شوربہ۔کرنل زید تم میرے ساتھ لڑو گے''......فنچ نے تحقیر آمیز لہجے میں کہا۔

''میں شاید تم سے نہ لڑتا کیونکہ تم نے ہماری جانیں بچائیں ہیں لیکن اس وقت پوری دنیا اور خاص طور پر عالمِ اسلام کا مفاد میری آنکھوں کے سامنے ہے۔سپریم ڈیزائل اسرائیل تیار کرے یا زیرولینڈ۔بات ایک ہی ہے۔دونوں طاقتیں مجرمانہ سوچ کی حامل ہیں اور ساری دنیا کو اپنا غلام بنانا چاہتی ہیں۔اس لئے ان دونوں کے پاس کوئی بھی ایسی چیز نہیں ہونی چاہئے جو عالمی امن کو نقصان پہنچا سکے''......کرنل زید نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اوکے۔اگر تم مرنا ہی چاہتے ہو تو میں تمہیں کیسے روک سکتا ہوں''......فنچ نے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''سر۔میری موجودگی میں آپ فائٹ کریں یہ مجھے گوارہ نہیں اس بندر سے مجھے لڑنے دیں''......ڈاگر نے کرنل زید کے قریب آ کر مؤدبانہ لہجے میں کرنل زید سے

کہا۔

''ڈاگبر۔تم ان دونوں کونہیں جانتے۔یہ انتہائی مکار اور کمینے انسان ہیں''......کرنل زید نے کہا۔اپنے بارے میں کرنل زید کی رائے سن کر فنچ اور نانوتا غصے ہونے کی بجائے مسکرانے لگے۔

''سر۔میں ان کے بارے میں کچھ جاننا بھی نہیں چاہتا۔مجھے تو بس اتنا معلوم ہے کہ یہ آپ کے دشمن ہیں اور آپ کے دشمنوں کا خاتمہ کرنا میری ڈیوٹی ہے۔پلیز۔آپ مجھے اپنی ڈیوٹی کرنے دیں''......ڈاگبر نے نہایت ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا تو کرنل زید نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اوکے۔فنچ کا خاتمہ تم اپنے ہاتھوں سے کردو''......کرنل زید نے ڈاگبر کو لڑنے کی اجازت دیتے ہوئے کہا۔

''تمہارے اس فیصلے سے افسوس ہو رہا ہے کرنل۔تمہارا یہ فیصلہ بتا رہا ہے کہ تمہیں اپنے ساتھیوں سے معمولی سی بھی محبت نہیں ہے''......فنچ نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''شٹ اپ فنچ۔اب مقابلے پر آؤ۔ادھر ادھر کی باتیں کر کے وقت ضائع مت کرو''......ڈاگبر نے فنچ کو ڈانٹتے ہوئے کہا تو فنچ کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو گئیں لیکن اس نے فوراً ہی اپنے غصے گئیں لیکن اس نے فوراً ہی اپنے غصے ضر قابو پالیا اور اس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

''اوکے۔کرو۔ورنہ تمہارے دل میں حسرت رہے گی''......فنچ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوکے بچو''......ڈاگبر نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فضا میں چھلانگ لگائی۔وہ اڑتا ہوا فنچ کی طرف آیا لیکن فنچ اپنے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ لئے کھڑا رہا۔جیسے ہی ڈاگبر فنچ سے ایک دو انچ کے فاصلے پر آیا فنچ نے بجلی کی سی تیزی سے حرکت کی۔اس کا جسم سکڑا۔اس سکڑے ہوئے جسم نے فضا میں رولنگ کی پھر فنچ کی ٹانگیں کھلیں۔یہ سارا عمل ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں

ہوا تھا۔فنچ کی ٹانگیں کھلیں اور ڈابگر سے ٹکرائیں۔ڈابگر اڑتا ہوا دور جا گرا لیکن گرتے ہی وہ بھی بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا حالانکہ ڈابگر بہت موٹا تھا لیکن کمال پھرتی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔اگلے ہی لمحے ایک بجلی سی چمکی۔زن کی آواز کے ساتھ ایک بڑا اور تیز دھار خنجر فنچ کی گردن کے قریب سے گزر گیا۔یہ خنجر ڈابگر نے فنچ پر پھینکا تھا۔خنجر فنچ کی شہہ رگ کے قریب سے گزرتا چلا گیا۔اپنے وار کو خالی جاتے دیکھ کر ڈابگر کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔وہ خنجر پھینکنے میں ایکسپرٹ تھا۔اس کا دعویٰ تھا کہ صرف اراڈان میں ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں اس جیسا نشانہ کسی کا نہیں ہے اور یہ کہ اس کا نشانہ خطا ہو ہی نہیں سکتا۔لیکن اب اس کا نشانہ خطا ہو گیا تھا۔یہ اس کی زندگی کا پہلا واقعہ تھا۔اس بے چارے کو یہ معلوم نہیں تھا کہ اس کے سامنے فنچ ہے اور فنچ اس طوفان کا نام ہے جس کے سامنے اس کی حیثیت تنکے سے زیادہ نہیں تھی۔وہ سب تو زیرولینڈ سے زیادہ واقف بھی نہیں تھے۔صرف کرنل ہی تھا جو زیرولینڈ کے بارے میں جانتا تھا۔

''اب اسی طرح حیرت سے بت بنے کھڑے رہو گے یا ایک اور وار بھی کرو گے''......فنچ نے طنزاً مسکراتے ہوئے کہا۔ڈابگر واقعی حیرت سے ساکت ہو گیا تھا۔فنچ کی آواز سن کر وہ چونکا اور اس نے ایک بار پھر فنچ پر چھلانگ لگا دی۔وہ اچھل کر فنچ کی طرف آیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ فنچ سے ٹکراتا۔فنچ نے ایک جھکائی دی اور ڈابگر آگے جا گرا۔گرتے ہی وہ فضا میں بلند ہوا اور توپ سے نکلے ہوئے گولے کی مانند فنچ کی طرف آیا۔لیکن اس سے پہلے کہ فنچ سے ٹکراتا۔فنچ کی ٹانگ حرکت میں آئی اور ڈابگر کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی اور وہ زوردار آواز کے ساتھ زمین پر گرا۔پھر وہ ابھی اٹھ ہی رہا تھا کہ فنچ اس کے سر پر پہنچ گیا۔اس کی ٹانگ حرکت میں آئی اور اس کی بھرپور ٹھوکر ڈابگر کی کنپٹی پر پڑی تو ڈابگر کو اپنا سر گھومتے ہوئے محسوس ہوا لیکن ڈابگر نے خود کو سنبھال لیا اور کھڑا ہو کر غصے سے فنچ کو دیکھنے لگا اور پھر اس پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔

نہیں ڈابگر چھوڑو یہ زیرولینڈ کا ٹھگنا شیطان آسانی سے مار کھانے والا نہیں ہے

۔ڈابگر کے حملہ کرنے سے پہلے ہی کرنل زید نے اسے مقابلہ کرنے سے روک دیا۔

''اب خود مقابلے کے لئے آؤ گے یا ابھی بھی اپنے ساتھیوں کو قربانی کا بکرا بناؤ گے کرنل صاحب''......فنچ نے طنزاً کہا۔

''تمہارا انجام میرے ہی ہاتھوں لکھا ہے مسٹر فنچ''......کرنل زید نے بھی طنزیہ لہجے میں کہا۔

''فنچ۔کرنل تو ناز و نعم میں پلا ہوا شہزادہ ہے۔یہ بھلا تمہارا کیا مقابلہ کرے گا اس کے بگڑے ہوئے مزاج میں درست کر دیتی ہوں''......نانوتا نے بھی طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''اے خبردار۔جو تم نے کرنل کی طرف دیکھا بھی تو۔کرنل کسی عورت سے لڑنا تو درکنار اس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتا''......ڈاکٹر آبیلہ نے نانوتا کو گھورتے ہوئے کہا۔

''او۔میں بھول گئی تھی کہ یہاں پرنس زید کی منگیتر پرنسز آبیلہ بھی موجود ہیں۔سوری پرنسز۔''نانوتا نے مسکراتے ہوئے کہا اور شوخ نظروں سے ڈاکٹر آبیلہ کی طرف دیکھنے لگی۔

''آؤ کرنل۔فیصلہ ہو ہی جائے''......فنچ نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر وہ دونوں آمنے سامنے آ گئے او ایک دوسرے کو گھورنے لگے۔پھر اس سے پہلے کہ ان میں سے کوئی حملہ کرنے میں پہل کرتا ہلکی سی ٹوں ٹوں کی آواز گونجی۔یہ آواز تھی تو ہلکی سی لیکن وہاں پر چونکہ مکمل طور پر خاموشی تھی اس لئے یہ ہلکی سی آواز بھی ان سب کو بہت تیز محسوس ہوئی۔

''اوہ''......یہ آواز سنتے ہی نانوتا کے منہ سے بے اختیار لفظ نکلا۔پھر اچانک ہی وہاں ایک دم دھواں سا پھیل گیا۔یہ دھواں اتنا گہرا تھا کہ وہاں مکمل طور پر تاریکی چھا گئی۔کرنل زید اور اس کے ساتھیوں کو کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔پھر جب دھواں چھٹا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ فنچ اور نانوتا وہاں سے غائب تھے۔

''ہونہہ۔انہیں کوئی ایمرجنسی کال آ گئی تھی اس لئے وہ فرار ہو گئے ہیں''......

کرنل زید نے کہا۔

''کال کی وجہ سے نہیں سر۔ وہ ڈر کر فرار ہوئے ہیں''...... مائرہ نے کہا۔

''نہیں۔ یہ لوگ ڈرنے والے نہیں نہیں ہیں بہت ہی خطرناک انسان ہیں ۔کرنل زید نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''باس۔ساحل اس طرف ہے''......نیتو نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ مجھے اندازہ ہے۔چلو ڈوڑ لگاؤ اگر وہ آبدوز لے کر نکل گئے تو پھر ہمارے لئے مشکل ہو جائے گی''......کرنل زید نے کہا اور اور پھر اس نے دور لگائی۔ اس کے پیچھے پیچھے باقی سب بھی دوڑنے لگے۔تقریباً پانچ منٹ تک دوڑتے رہنے کے بعد وہ ساحل پر پہنچ گئے۔ساحل پر پہنچتے پر انہیں دور سمندر میں ایک آبدوز دکھائی دی دو آہستہ آہستہ پانی میں غائب ہوتی جا رہی تھی اور پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ مکمل طور پر پانی میں اتر گئی جیسے ہی آبدوز پانی میں غائب ہوئی۔ان سب نے گہرے سانس لئے۔اب اس جزیرے سے نکلنے کا ان کے پاس کوئی ذریعہ نہیں تھا اور کرنل زید سانپوں کی مخصوص قسم خارکونڈا کے بارے میں بھی جانتا تھا اسے یہ بھی معلوم تھا کہ رات کو اس جزیرے کا چپہ چپہ خارکونڈا سے بھر جاتا ہے۔اسے صرف خارکونڈا کی ہی فکر نہیں تھی بلکہ وہ یہ بھی چاہتا تھا کہ وہ زیرولینڈ کے ان خطرناک ایجنٹوں سے پہلے سی ورلڈ پہنچ جائے کیونکہ اگر سپریم ڈیزائل کا فارمولا زیرولینڈ پہنچ جاتا تو یہ دنیا کے لئے اور زیادہ خطرناک بات تھی۔

''مادام تاؤ اپنی کرسی پر بیٹھی تھی۔اس کی آنکھیں بند تھیں اور وہ گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی۔وہ انہی لوگوں کے بارے میں سوچ رہی تھی جو یوان کی ٹیم کی صورت میں آ رہے تھے اور جنہیں اس نے میزائل سے مروا دیا تھا لیکن یہ لوگ تھے کون۔کرنل ہیڈلے نے بھی کہا تھا کہ وہ ان کے بارے میں معلومات حاصل کر کے اسے بتائے کہ یہ لوگ کون تھے لیکن ابھی تک اس کا فون بھی نہیں آیا تھا۔انہوں نے سی ورلڈ کو سیکرٹ رکھنے کے لئے اپنے بے پناہ وسائل صرف کئے تھے لیکن اب محسوس ہو رہا تھا کہ سی ورلڈ سیکرٹ نہیں رہا۔کسی ملک کو یا تنظیم کو سی ورلڈ کے بارے میں معلومات مل چکی تھیں اور یہ سی ورلڈ کے لئے اچھی بات نہیں تھی۔وہ سپریم ڈیزائل پر کام کر رہے تھے اور ابھی اس کے تیار ہونے میں کچھ وقت باقی تھا اور ان کی کوشش تو یہی تھی کہ جب تک سپریم ڈیزائل تیار ہو نہیں جاتا۔ان کا یہ پراجیکٹ سیکرٹ ہی رہے لیکن لگتا تھا کہ ان کی سب کوششیں بیکار گئی ہیں اور اب ان کا سیکرٹ پراجیکٹ سیکرٹ نہیں رہا۔مادام تاؤ انہی سوچوں میں گم تھی کہ اس کے

مخصوص سیل فون کی بیل بجنے لگی۔ بیل کی آواز سن کر وہ چونکی اور اس نے آنکھیں کھولیں۔ پھر اس نے جیب میں سے سیل فون نکالا اور ڈسپلے پر نظر دوڑائی۔ سکرین پر کرنل ہیڈ لے کا نام فلیش ہو رہا تھا۔
”یس باس“ ...... اس نے کال او کے کا بٹن پریس کر کے سیٹ کان سے لگاتے ہوئے کہا۔
”تمہارے میزائل حملے میں مارے جانے والے افراد کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ کون لوگ تھے“ ...... کرنل ہیڈ لے کی آواز سنائی دی تو مادام تاؤ اپنے ہونٹ کاٹنے لگی۔
”اس ٹیم کے بعد تو کوئی اور اطلاع نہیں ملی“ ...... کرنل ہیڈ لے نے پوچھا۔
”نو باس۔ لیکن مجھے فکر بہت ہو رہی ہے۔ مجھے لگ رہا ہے جیسے ہمارا سیکرٹ پراجیکٹ اب سیکرٹ نہیں رہا“ ...... مادام تاؤ نے فکر مندانہ لہجے میں کہا۔
”شٹ اپ تاؤ۔ اب اس قسم کی بات مت کرنا۔ اب جو بھی مخالف سامنے آئے یا کسی پر معمولی سا بھی شک ہو جائے کہ یہ ہمارا مخالف ہے یا ہمارے سٹ اپ کے بارے میں جانتا ہے تو اس کی سانسوں کی ڈور کاٹ دو۔ یہ حکم تمہارے لئے بھی ہے اور میں یہ حکم باقی سب کو بھی دے دیتا ہوں“ ...... کرنل ہیڈ لے نے غراتے ہوئے کہا۔
”یس باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی“ ...... مادام تاؤ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے کال کاٹ دی گئی۔ مادام تاؤ نے ایک گہرا سانس لیا اور پھر اس نے سیٹ جیب میں رکھ لیا۔ اسی لمحے ٹیلی فون کی بیل بھی بجنے لگی۔
”یس میجر کیٹی اسپیکنگ“ ...... اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔
”مادام۔ میں سیکورٹی انچارج میجر بون بول رہا ہوں“ ...... دوسری طرف سے میجر بون کی آواز سنائی دی۔
”یس“ ...... مادام تاؤ نے مختصراً کہا۔

''مادام۔ تاشو جزیرے کے انچارج کرنل کراؤن کو چینج کر دیا گیا ہے انہیں واپس ہیڈ کوارٹر طلب کر لیا گیا ہے اور ان کی جگہ کرنل سمارٹ آ رہے ہیں''...... دوسری طرف سے میجر بون کی آواز سنائی دی تو مادام تاؤ چونک پڑی۔

''وہاٹ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کرنل کراؤن تو تاشو کا مستقل انچارج تھا''...... مادام تاؤ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''معلوم نہیں مادام۔ کہ یہ کیسے ہو گیا ہے۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ کرنل سمارٹ چارج لینے کے لئے تاشو آئی لینڈ پر پہنچ رہے ہیں اور چارج کی تبدیلی کے دوران ڈیفنس سیکرٹری کی پی اے بھی تاشو آئی لینڈ پر موجود ہو گی وہ بھی کرنل سمارٹ کے ساتھ ہی آ رہی ہے''...... دوسری طرف سے میجر بون کی آواز سنائی دی۔

''ہونہہ۔ او کے''...... مادام تاؤ نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''یہ بہت بڑی تبدیلی ہے۔ باس کو رپورٹ دینی چاہئے''...... مادام تاؤ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور کرنل ہیڈلے کا نمبر اوپن کیا اور کال او کے کا بٹن پریس کر دیا۔ جلد ہی دوسری طرف بیل جانے لگی۔

''یس کرنل ہیڈلے اسپیکنگ''...... کال رسیور ہونے پر دوسری طرف سے کرنل ہیڈلے کی کرخت آواز سنائی دی۔

''باس۔ تاؤ بول رہی ہوں''...... مادام تاؤ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یس۔ کس لئے فون کیا ہے''...... مادام تاؤ کی آواز سن کر کرنل ہیڈلے نے اور زیادہ کرخت لہجے میں کہا۔

''باس۔ تاشو آئی لینڈ کا انچارج کرنل کراؤن ہے کرنل کراؤن کی جگہ بھی ہمارے ایک آدمی نے لی ہوئی ہے لیکن اب گریٹ گورنمنٹ نے کرنل کراؤن کو تبدیل کر دیا ہے۔ اسے ہیڈ کوارٹر طلب کر لیا گیا ہے اور اس کی جگہ کسی کرنل سمارٹ کو بھیجا جا رہا ہے''...... مادام تاؤ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تو اس میں پریشانی والی کون سی بات ہے۔ ملازمین کے ٹرانسفر تو ہوتے ہی رہتے ہیں''...... کرنل ہیڈلے نے سخت لہجے میں کہا۔

''باس۔ کرنل کراؤن کی یہاں مستقل ڈیوٹی تھی'' ...... مادام تاؤ نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''شٹ اپ تاؤ۔ یہ تم کیسی احمقانہ بات کر رہی ہو۔ تمام سرکاری محکموں میں ملازمین کے ٹرانسفر ہوتے ہیں اور آرمی میں یہ ٹرانسفر تو زیادہ ہی ہوتے ہیں۔ تم کرنل سمارٹ کو چارج سنبھالنے دو۔ پھر اس کی جگہ بھی ہم اپنا کوئی آدمی ایڈجسٹ کر دیں گے'' ...... کرنل ہیڈلے نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

''او کے باس۔ آپ بہتر سمجھتے ہیں'' ...... مادام تاؤ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''جب کرنل سمارٹ چارج سنبھال لے تو مجھے بتانا۔ میں اس کے مطابق کوئی آدمی بھیج دوں گا'' ...... کرنل ہیڈلے نے کہا۔

''او کے باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی'' ...... مادام تاؤ نے کہا تو کال منقطع ہو گئی۔

''مجھے تو گڑبڑ لگتی ہے لیکن یہ کرنل ٹس سے مس ہی نہیں ہو رہا'' ...... مادام تاؤ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحوں تک سوچتی رہی پھر اس نے اپنے سیل فون سیٹ پر نمبرز پریس کئے تو جلد ہی دوسری طرف بیل جانے لگی۔

''یس مادام۔ میجر بون اسپیکنگ'' ...... کال رسیور ہونے کے بعد میجر بون کی آواز سنائی دی۔

''کرنل سمارٹ کس وقت پہنچ رہا ہے'' ...... مادام تاؤ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''مادام۔ اس کا کوئی ٹائم نہیں ہے۔ وہ کسی بھی وقت پہنچ سکتا ہے'' ...... میجر بون نے کہا۔

''او کے۔ وہ جیسے ہی پہنچے تم نے مجھے بتانا ہے اور تم نے اس پر نظر بھی رکھنی ہے اس کے علاوہ تم پہلے سے زیادہ چوکس ہو جاؤ گے۔ مجھے کچھ گڑبڑ محسوس ہو رہی ہے'' ...... مادام تاؤ نے سخت لہجے میں کہا۔

''مادام۔ ہم پہلے سے ہی ہوشیار ہیں۔ اب آپ کے حکم پر اور زیادہ چوکس ہو جاتے ہیں'' ...... میجر بون نے کہا۔

’’ہاں ۔اس بات کا بھی تم نے خیال رکھنا ہے کہ اگر کوئی گڑ بڑ ہوتو اس گڑ بڑ سے متعلق افراد کو تم نے ایسے ٹھکانے لگانا ہے کہ کسی کو خبر تک نہ ہو‘‘...... مادام تاؤ نے اسے حکم دیتے ہوئے کہا۔

’’مادام ۔آپ فکر نہ کریں ۔میں اس کام کا ایکسپرٹ ہوں‘‘......دوسری طرف سے میجر بون کی آواز سنائی دی۔

’’اوکے ۔وش یو گڈ لک‘‘......اس مرتبہ مادام تاؤ نے نرم لہجے میں کہا اور پھر اس نے کال کاٹ دی۔کال کاٹنے کے بعد وہ سیٹ جیب میں رکھنے ہی لگی تھی کہ بیل بجنے لگی۔

’’لیس‘‘......اس نے کال رسیور کر کے سیل فون سیٹ کان سے لگاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

’’مادام ۔شارلو بول رہا ہوں‘‘......دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی تو مادام تاؤ چونکی۔

’’لیس شارلو۔کیوں فون کیا ہے‘‘...... مادام تاؤ نے بدستور سخت لہجے میں کہا۔

’’مادام ۔ہماری ٹریکنگ مشین نے ایک آبدوز ٹریس کی ہے جو تاشو آئی لینڈ کی طرف بڑھ رہی ہے‘‘......شارلو نے کہا۔

’’آبدوز اور تاشو آئی لینڈ کی طرف‘‘...... مادام تاؤ نے چونکتے ہوئے کہا۔

’’لیس مادام‘‘......دوسری طرف سے شارلو کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

’’یہ ۔یہ یقیناً۔دشمنوں کی آبدوز ہے۔اڑادو اسے فوراً‘‘...... مادام تاؤ نے تیز لہجے میں کہا۔

’’اوکے مادام ۔آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی ۔میں ابھی آبدوز کو اڑا دیتا ہوں‘‘...... شارلو نے کہا تو مادام تاؤ نے کال کاٹ دی اور پھر اس نے تیزی سے کرنل ہیڈلے کے نمبرز پریس کیئے جلد ہی دوسری طرف بیل جانے لگی۔

’’لیس کرنل ہیڈلے اسپیکنگ‘‘......کال رسیو ہونے پر دوسری طرف سے کرنل ہیڈلے کی آواز سنائی دی۔

''باس۔ شارلو نے تا شو آئی لینڈ کی طرف آئی ہوئی ایک آبدوز مارک کی ہے۔ میں نے اسے حکم دے دیا ہے کہ وہ اس آبدوز کو اڑا دے''...... مادام تاؤ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ کون لوگ ہو سکتے ہیں اس آبدوز میں''...... کرنل ہیڈ لے کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''باس۔ اس بات میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہی کہ سی ورلڈ کی طرف یک سے زیادہ گروپس بڑھ رہے ہیں اور ہمارا سی ورلڈ خطرے میں ہے''...... مادام تاؤ نے تیز لہجے میں کہا۔

''سی ورلڈ کی طرف جو بھی بڑھے گا اسے فنا کر دیا جائے گا''...... کرنل ہیڈ لے نے غراتے ہوئے کہا۔

''باس۔ مجھے تا شو آئی لینڈ کے انچارج کی تبدیلی میں بھی گڑ بڑ محسوس ہوتی ہے''...... مادام تاؤ نے کہا۔

''اس سلسلے میں، میں نے معلومات حاصل کر لی ہیں۔ گریٹ حکام بدستور ہمارے سیٹ اپ سے بے خبر ہیں اور انچارج کی یہ تبدیلی گریٹ ڈیفنس سیکرٹری نے معمول کی کارروائی کے مطابق کی ہے۔ اب اگر ہم نے کرنل سمارٹ کے خلاف کوئی کارروائی کی تو گریٹ آرمی چونک پڑے گی اور پھر ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی خفیہ انکوائری کرے اور حالات ہمارے خلاف ہو جائیں۔ اس لئے ہم بغیر سوچے سمجھے گریٹ فورسز کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھا سکتے''...... کرنل سمارٹ تا شو آئی لینڈ پر آ جائے۔ اس کے بعد اسے بھی اس خاموشی سے ختم کر دیا جائے گا جس خاموشی سے کرنل کراؤن کو ختم کر دیا گیا تھا اور اس کی جگہ اپنا آدمی آ جائے گا اور یہ کارروائی آج رات ہی ہو جائے گی''...... کرنل ہیڈ لے نے اس مرتبہ نرم آواز میں کہا تو بات مادام تاؤ کی سمجھ میں آ گئی اور وہ مطمئن ہو گئی۔

''یس باس۔ آپ یقیناً بہتر سمجھتے اور فیصلہ کرتے ہیں''...... مادام تاؤ نے خوشامد بھرے لہجے میں کہا۔

''بس ۔تم ہوشیار رہو۔گریٹ دارالحکومت میں ہمارے خلاف گڑ بڑ ہے اوراس گڑ بڑ کی اطلاعات مجھ تک لیٹ پہنچی ہیں۔میں نے وہاں اپنے ایجنٹوں کی تعداد بڑھادی ہے وہاں جولوگ ہمارے خلاف کام کررہے ہیں ان کا جلد خاتمہ ہوجائے گا۔یہاں جوآئیں ان کا خاتمہ تم نے کرنا ہے'' ......کرنل ہیڈ لے نے کہا۔

''باس میں تواب چوبیس گھنٹے چوکنا رہتی ہوں۔میرے ہوتے ہوئے کوئی زندہ سلامت سی ورلڈ میں داخل نہیں ہوسکتا'' ...... مادام تاؤنے فخریہ لہجے میں کہا۔

''میں جانتاہوں تاشوآئی لینڈ پرکوئی دشمن بچتاہے توتم نے اسے وہیں فنا کرادینا ہے۔لیکن اس طرح کہ کسی کوکانوں کان خبر نہ ہو'' ......کرنل ایک دفعہ ہمارا اعظیم پراجیکٹ مکمل ہوجائے میرے ساتھ تمہارانام بھی گریٹر اسرائیل میں سربلند ہوجائے گااور ہمیں عہدے بھی مل جائیں گےاور پھر میں تمہیں اعزاز دوں گا کہ ایک رات کے لیےتم میرے ساتھ گزارسکتی ہواور ہم پوری رات جیت کا جشن منائیں گے۔کرنل ہیڈ لے نے کہا۔باس یہ میرے لیےاعزاز کی بات ہوگی کہ میں آپ کے ساتھ ایک رات جشن کا گزاروں اور مجھے یقین ہے یہ دن جلد ہی آنے والا اوراور سب سے بڑھ کرآپ جیسے عظیم انسان کی وجہ سے گریٹر اسرائیل کی شان میں مذیداضافہ ہوجائے گا۔مادام تاؤنے کرنل ہیڈ لے کی خوشامد کرتے ہوئے کہا۔

''گڈ بس اب تم نے ہوشیار رہناں ہےاوراپنے بندوں کوبھی کہ دوکہ وہ ہوشیار رہیں ہمارے لیے ایک ایک لمحہ قیمتی ہے جب تک ہمارا اعظیم پراجیکٹ پورانہیں ہوجاتا۔کرنل ہیڈ لے نے کہا۔

''یس باس۔میں جانتی ہوں کہ ہمارے اس پراجیکٹ میں ہمارے گریٹ اسرائیل کے خواب چھپے ہیں۔یہ پراجیکٹ مکمل ہوتے ہی یہ خواب حقیقت کا روپ دھارلیں گےاوراگر ہمارایہ پراجیکٹ مکمل نہ ہواتو پھرشاید یہ خواب خواب ہی رہے۔اس لئے اس پراجیکٹ کی تکمیل کے لئے ہم اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دیں گے۔ہم اپنی قوم کوگریٹ بنا کررہیں گے'' ...... مادام تاؤنے کافی جذباتی لہجے

میں کہا۔
''گڈ۔ مجھے یقین ہے کہ ہمارا یہ پراجیکٹ وقت پر مکمل ہو جائے گا۔ پھر یہ سب ملک، دنیا بھر کے ملک چاہے وہ مسلم ملک ہیں ہمارا دوست ملک کا فرستان کے باشندے یا عیسائی یا لادین۔ سب ہمارے قدموں میں ہوں۔ ساری قومیں ہماری غلام ہوں گی اور ہم ان سب قوموں کے آقا ہوں گے۔ ہاہاہا''...... دوسری طرف سے کرنل ہیڈ لے کی فاخرانہ آواز سنائی دی اور پھر اس نے قہقہہ بھی لگایا۔ یہ قہقہہ کافی طویل ثابت ہوا اور قہقہے کے اختتام پر کال منقطع بھی ہوگئی جیسے ہی کال منقطع ہوئی بیل بجنے لگی۔ مادام تاؤ نے کال او کے کا بٹن پریس کر دیا۔
''یس۔ مادام تاؤ اسپیکنگ''...... مادام تاؤ نے سیل فون سیٹ کان سے لگاتے ہوئے کہا۔
''مادام۔ شارلو بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے شارلو کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔
''یس شارلو۔ کیا رپورٹ ہے''...... مادام تاؤ نے سخت لہجے میں کہا۔
''آپ کے حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے مادام۔ آبدوز کو تباہ کر دیا گیا ہے''...... شارلو کی آواز سنائی دی۔
''گڈ۔ کتنے لوگ تھے اس آبدوز میں''...... مادام تاؤ نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔
''مادام۔ اس میں صرف دو افراد شامل تھے ایک مرد تھا اور دوسری عورت''...... شارلو نے کہا۔
''ہونہہ۔ تمہارے کیمروں نے ان کی فوٹیج لی ہیں''...... مادام تاؤ نے سوچتے ہوئے کہا۔
''یس مادام۔ میرے پاس ان کی واضح فوٹیج ہیں''...... دوسری طرف سے شارلو کی آواز سنائی دی۔
''چند فوٹیج میرے نمبر پر سینڈ کر دو''...... مادام تاؤ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

’’یس مادام‘‘ ...... شارلو کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو مادام تاؤ نے کال منقطع کر دی پھر تقریباً ایک منٹ بعد ہی اس کے سیٹ پر میسج رسیور کی ٹون ہوئی۔ یہ ٹون تین بار ہوئی جس کا مطلب تھا کہ اسے تین ایم ایم ایس موصول ہوئے ہیں۔ اس نے ایم ایم ایس فائن اوپن کی۔ ایک فائل میں دو افراد تھے۔ ایک مرد تھا جو اپنی قومیت کے اعتبار سے فرنچ دکھائی دے رہا تھا جبکہ دوسری لڑکی تھی اور کافرستانی لگ رہی تھی۔ دوسری دو فائلوں میں ایک ایک فوٹیج تھی اور یہ دونوں فوٹیج بھی انہی کی تھیں۔ مادام تاؤ چند لمحوں تک وہ فوٹیج دیکھتی رہی۔ پھر اس نے کرنل ہیڈلے کا نمبر پریس کر دیا۔

’’یس۔ کرنل ہیڈلے اسپیکنگ‘‘ ...... کال رسیو ہونے کے بعد کرنل ہیڈلے کی کرخت آواز سنائی دی۔

’’باس۔ تاؤ بول رہی ہوں‘‘ ...... مادام تاؤ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’باس۔ شارلو نے آبدوز کو تباہ کر دیا ہے۔ اس آبدوز میں صرف دو افراد سوار تھے جن میں یک مرد تھا اور دوسری ایک لڑکی تھی‘‘ ...... مادام تاؤ نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’کون تھے یہ لوگ‘‘ ...... دوسری طرف سے کرنل ہیڈلے کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

’’باس۔ میں انہیں نہیں جانتی۔ میں ان کی فوٹیج آپ کو سینڈ کر دیتی ہوں۔ شاید آپ انہیں جانتے ہوں‘‘ ...... مادام تاؤ نے کہا۔

’’اوکے۔ تم وہ فوٹیج مجھے سینڈ کر دو‘‘ ...... کرنل ہیڈلے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی کال منقطع ہو گئی۔ مادام تاؤ نے وہ تینوں فوٹیج کرنل ہیڈلے کے نمبر پر سینڈ کر دیں اسے فوٹیج سینڈ کئے ابھی چند سیکنڈ ہی ہوئے تھے کہ اس کے سیل فون کی بیل بجنے لگی۔ اس نے سکرین پر نظر دوڑائی۔ کرنل ہیڈلے کا نام فلیش ہو رہا تھا۔

’’یس باس‘‘ ...... مادام تاؤ نے کال اوکے بٹن پریس کر کے سیٹ کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''آبدوز تباہ ہونے کے بعد ان دونوں افراد کا کیا ہوا ہے''...... کرنل ہیڈ لے کی جوشیلی آواز سنائی دی۔

''باس۔ گہری سمندر میں آبدوز کے تباہ ہونے کے بعد ان کا بچنا ممکنات میں سے تو نہیں ہے''...... مادام تاؤ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے کرنل ہیڈ لے کی بات پر حیرت ہو رہی تھی۔ جس نے ایسی احمقانہ بات کی تھی۔

''ان سے کچھ بعید نہیں ہے تاؤ۔ یہ زیرو لینڈ کی آفتیں ہیں اور زیرو لینڈ ترقی میں اتنا آگے ہے کہ ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔ فوٹیج میں جو ٹھگنے قد کا مرد نظر آ رہا ہے اس کا نام فنچ ہے اور اس کی بے حد حسین ساتھی لڑکی کا نام نانوتا ہے۔ یہ دونوں زیرو لینڈ کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کا اس طرح سے مارے جانا آسان نہیں ہے''...... کرنل ہیڈ لے نے کہا۔

''اوہ۔ زیرو لینڈ کے فنچ اور نانوتا۔ باس تو کیا ہمارے پراجیکٹ میں زیرو لینڈ دلچسپی لے رہا ہے''...... مادام تاؤ نے وحشت زدہ لہجے میں کہا۔ اس نے اپنی پروفیشنل لائف میں زیرو لینڈ کا بہت ذکر سنا تھا۔ زیرو لینڈ کی دہشت دنیا بھر کے ممالک پر تھی۔ ترقی یافتہ ممالک کے حکام، سیکرٹ ایجنسیاں اور نامی گرامی سیکرٹ ایجنٹ بھی زیرو لینڈ کے نام سے خائف تھے۔ ہاں یہ اسے ضرور معلوم تھا کہ اس کے ملک اسرائیل کی معروف سیکرٹ تنظیم جی پی فائیو کے سربراہ کرنل ڈیوڈ اور اس کی خاص ساتھی کیپٹن ماریا اور جی پی فائیو کے دیگر ممبران زیرو لینڈ سے چند بار ٹکر لے چکے ہیں لیکن آج تک ان کا زیرو لینڈ کے ہرکاروں سے ٹکرا نہیں ہوا تھا لیکن بہرحال ان کا نام آفت کے طور پر ضرور سنا تھا۔

''ہاں۔ یہ زیرو لینڈ کے فنچ اور نانوتا ہی ہیں لیکن نانسنس۔ تمہیں گھبرانے یا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر تم گھبرا گئی تو تم خود ہی پراجیکٹ کو نقصان پہنچا بیٹھو گی۔ یہ ٹھیک ہے کہ زیرو لینڈ کے ایجنٹ آفت کا دوسرا نام ہیں لیکن ہم لوگ بھی ان سے کم نہیں ہیں۔ یہ بھی درست ہے کہ انہوں نے سائنس میں کافی ترقی کر لی ہے لیکن ہم بھی ان سے پیچھے نہیں ہیں۔ یہ دونوں آبدوز کے تباہ ہونے کے بعد

بھی زندہ بچ گئے ہیں تو تم اب خبردار رہو۔تم نے انہیں موت کے اندھے کنویں میں پھینکنا ہے۔انہیں اب بچ کر جانا نہیں چاہئے اور اگر یہ آبدوز تباہ ہونے پر مارے گئے ہیں تو تب بھی ہم نے غافل نہیں ہونا۔کیونکہ اگر یہ مارے گئے ہیں تو ان کے اور ساتھی آسکتے ہیں۔سنگ ہی اور تھریسیا ان سے بھی بڑھ کر آفت ہیں۔ان کے علاوہ بھی زیرو لینڈ کے بہت سے ایجنٹ ہیں''......کرنل ہیڈ لے نے سخت لہجے میں کہا۔اس کا مقصد مادام تاؤ کی ہمت بندھانا تھا اس کے لفظوں نے واقعی جادو اثر کیا اور مادام تاؤ کو اپنے اندر ایک طوفان سا اٹھتا ہوا محسوس ہوا۔

''یس باس اگر ہمارے ملک کے جی پی فائیو کے کرنل ڈیوڈ اور اس کی اسسٹنٹ کیپٹن ماریا اور جی پی فائیو کے دیگر ایجنٹس زیرو لینڈ سے ٹکر لے سکتے ہیں تو گریٹر اسرائیل میں ہماری تنظیم کا بھی کم نام نہیں ہے اور آپ ہماری تنظیم کے عظیم باس ہیں اور میں آپ کی وفادار ممبر بھی کسی سے کم نہیں ہوں اس لیے زیرو لینڈ اور زیرو لینڈ کے ایجنٹس، مائی فٹ۔میں ایک ایک کو کاٹ کے رکھ دوں گی۔جو دشمن بھی سی ورلڈ کے قریب آئے گا وہ سمندری مخلوق کی خوراک بن جائے گا''......مادام تاؤ نے اس مرتبہ ٹھوس لہجے میں کہا۔

''گڈ۔سی ورلڈ کے دشمنوں کو تم نے سمندری مخلوق کی خوراک بنا دینا ہے اور میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں بھی اب سی ورلڈ آ جاؤں۔میں چند گھنٹوں میں ہی تاشو آئی لینڈ میں آ رہا ہوں۔میں نے کرنل سمارٹ کے بارے میں بھی معلومات حاصل کر لی ہیں۔میجر شیکون، کرنل سمارٹ کا کردار بخوبی ادا کر لے گا۔میں میجر شیکون کو ساتھ لا رہا ہوں۔تم تاشو آئی لینڈ پر ہمارے داخلے کے انتظامات کراؤ''......کرنل ہیڈ لے کی آواز سنائی دی۔

''اوہ یس باس۔آپ تشریف لے آئیں۔میں چند لمحوں میں ہی انتظامات کر لوں گی''......مادام تاؤ نے کہا۔

''اوکے۔وش یو گڈ لک''......کرنل ہیڈ لے نے اپنی عادت کے برعکس نرم آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی کال بھی منقطع ہو گئی۔

''موٹر بوٹ گریٹ نیوی کے مخصوص کلر کی تھی۔اس پر گریٹ لینڈ کا نیشنل فلیگ اور گریٹ نیوی کا مخصوص فلیگ لہرا رہے تھے۔عمران، موٹر بوٹ میں کرنل سمارٹ کے میک اپ میں تھا جس نے تاشوآئی لینڈ کا چارج سنبھالنا تھا، جولیا سینا ہی کے میک اپ میں تھی جبکہ صفدر، تنویر، صدیقی اور ٹائیگر کرنل سمارٹ کے ساتھیوں کے میک اپ میں تھے۔جوزف پر کسی کا میک اپ فٹ نہیں آسکتا تھا اس لئے عمران نے اسے وہیں چھوڑ دیا تھا چونکہ حالات ان کے حق میں ہی تھے اور جوزف کے ساتھ ہونے کی وجہ سے معاملات خراب ہو سکتے تھے اس لئے عمران نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ وہ جوزف کو وہیں چھوڑ دے اور چونکہ یہ عمران کا فیصلہ تھا اس لئے جوزف اس فیصلہ پر احتجاج بھی نہیں کر سکتا تھا۔وہ وہیں ساحل پر ہی ان سے الگ ہو گیا تھا۔

موٹر بوٹ کا ڈرائیور گریٹ نیوی کا ہی ملازم تھا۔وہ اسے لانا تو نہیں چاہتے تھے لیکن قواعد کے مطابق اس کا ساتھ ہونا ضروری تھا۔تاشوآئی لینڈ پر پہنچنے سے پہلے وہ قواعد کے برعکس کوئی کام نہیں کرنا چاہتے تھے۔اس لئے وہ گریٹ نیوی کے ڈرائیور

کو ہی ساتھ لائے تھے۔لیکن اس ڈرائیور کی موجودگی میں وہ آپس میں کھل کر باتیں نہیں کر سکتے تھے۔اس لئے وہ خاموش ہی تھے۔حالانکہ عمران کی زبان میں کھجلی بہت ہو رہی تھی لیکن اس نے اپنی زبان پر قابو پایا ہوا تھا۔پھر دور انہیں پانی میں ایک ہلکی سی لکیر نظر آئی۔

''سر۔ہم منزل پر پہنچ گئے ہیں''......ڈرائیور نے مؤدبانہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

''تم تو بہترین ڈرائیور ہو۔تمہاری ترقی ہونی چاہئے۔میں تمہاری سفارش کروں گا''......عمران نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو سر۔آپ بہت گریٹ ہیں''......ڈرائیور نے خوش ہوتے ہوئے کہا اب انہیں دور زمین دکھائی دے رہی تھی۔تاشو آئی لینڈ پر پہنچنا اتنا آسان نہیں تھا جتنی آسانی سے وہ پہنچ گئے تھے۔وہ گورنمنٹ کے طے شدہ شیڈول اور گریٹ نیوی کی مخصوص موٹر بوٹ پر آئے تھے۔اس لئے انہیں راستے میں نہ تو کہیں روکا گیا تھا اور نہ ہی کہیں ان کی چیکنگ ہوئی تھی۔جزیرے کے قریب آنے کی وجہ سے ڈرائیور نے موٹر بوٹ کی رفتار کم کر دی تھی۔پھر موٹر بوٹ ساحل پر رک گئی۔انہوں نے ساحل پر نظر دوڑائی۔ساحل پر باقاعدہ چیک پوسٹ بنی ہوئی تھی۔ساحل پر آرمی کے بہت سے جوان کھڑے ہوئے تھے اور ان کی موٹر بوٹ کو دیکھ رہے تھے جیسے ہی عمران اور اس کے ساتھی موٹر بوٹ سے اتر کر ساحل پر آئے۔ان سب کی ایڑیاں بج اٹھیں۔

''سر۔میرا نام کیپٹن جیکب ہے اور میں اس چیک پوسٹ کا انچارج ہوں''...... وہاں موجود ایک کیپٹن نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا تو عمران نے متکبرانہ انداز میں سر ہلا دیا۔

''سر۔ہم سب آپ کو تاشو آئی لینڈ آمد پر خوش آمدید کہتے ہیں''......کیپٹن جیکب نے استقبالیہ جملہ کہا۔

''سنٹر تک ہم نے پیدل جنا ہے یا کوئی گاڑی موجود ہے''......عمران نے اس کی

بات کونظر انداز کرتے ہوئے کہا۔
''سر۔ وہ سامنے جیپ موجود ہے'' ...... کیپٹن جیکب نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ان سب نے اس طرف دیکھا۔ وہاں گریٹ آرمی کی ایک بڑی جیپ موجود تھی۔ جیپ کو دیکھ کر عمران جیک کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے ساتھی خاموشی سے اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگے جبکہ کیپٹن جیکب بھی ان کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔
''سر۔ تشریف رکھیئے'' ...... جیپ کے قریب پہنچ کر کیپٹن جیکب نے مؤدبانہ لہجے میں عمران سے کہا تو عمران نخوت بھرے انداز میں فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔
''مس۔ آپ بھی تشریف رکھیں'' ...... کیپٹن جیکب نے جولیا سے بھی مؤدبانہ لہجے میں کہا تو جولیا بھی پچھلی سیٹ بیٹھ گئی۔ اس کے بعد صفدر، تنویر، صدیقی اور ٹائیگر بھی سیٹوں پر بیٹھ گئے ان سب کے جیپ میں بیٹھنے کے بعد کیپٹن جیکب خود ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا۔ پھر اس نے جیب سٹارٹ کی اور اس کے بعد جیپ آگے بڑھنے لگی۔
''کیپٹن جیکب۔ تم کتنے عرصے سے تاشوآئی لینڈ پر ہو'' ...... جولیا نے اس سے پوچھا۔
''مس۔ مجھے دو سال ہو گئے ہیں یہاں'' ...... کیپٹن جیکب نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
''تمہیں یہاں کوئی پرابلم تو نہیں ہے'' ...... جولیا نے اس سے دوسرا سوال پوچھا۔
''اوہ۔ نو مس۔ یہاں کوئی پرابلم نہیں ہے۔ یہاں جو بھی جوان آتا ہے وہ خوش رہتا ہے'' ...... کیپٹن جیکب نے کہا۔
''اچھا۔ اس خوش رہنے کی کوئی خاص وجہ'' ...... جولیا نے مصنوعی حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔
''مس۔ یہاں پر موجود ایک ایک جوان کا حکومت خاص خیال رکھتی ہے'' ......

کیپٹن جیکب نے کہا۔

''خاک خیال رکھتی ہے۔حکومت کو یہ تو معلوم نہیں کہ یہاں اکثریت یہودیوں کی ہے۔ایسے یہودیوں کی جوان کے فوجیوں کی جگہ لے لیتے ہیں'' ......جولیا نے دل ہی دل میں کہا لیکن چہرے پراس نے مسکراہٹ سجالی جیسے حکومت کی تعریف سن کر اسے خوشی ہوئی ہو۔پھر جیپ ایک شاندار بلڈنگ کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔یہ وسیع وعریض بلڈنگ تھی جس کا جہازی سائز گیٹ تھا اور گیٹ پر آرمی کے مسلح نوجوان دکھائی دے رہے تھے۔گیٹ اس وقت کھلا ہی تھا جیسے ہی جیپ گیٹ کے قریب پہنچی وہاں کھڑے ہوئے سب فوجیوں نے سیلوٹ کیا۔تاشو آئی لینڈ پر موجود تمام افراد ہی کو اطلاع مل چکی تھی کہ تاشو آئی لینڈ کا نیا انچارج کرنل سمارٹ آرہا ہے اور یہ خبر بھی سب کو سینہ بہ سینہ مل چکی تھی کہ کرنل سمارٹ، کرنل کراؤن سے زیادہ سخت مزاج کا ہے۔کسی جوان کی معمولی سی غلطی بھی وہ برداشت نہیں کرتا۔عمران نے سبھی کے سیلوٹ کو نظر انداز کر دیا۔جیپ بلڈنگ میں داخل ہوگئی۔بلڈنگ کے اندر ہی وسیع و عریض پلاٹ تھے۔درختوں کی کثرت تھی اور مختلف سڑکیں تھیں۔جیپ ہلکی رفتار سے ایک سڑک پر آگے بڑھنے لگی۔چند منٹوں بعد مین بلڈنگ آئی۔اس بلڈنگ کے کئی حصے تھے جو الگ الگ تھے۔جیپ ایک حصے میں جا کر رک گئی۔اس حصے میں کئی فوجی کھڑے ہوئے تھے۔وہ سب جیپ کو ہی دیکھ رہے تھے اور ان کے انداز سے لگ رہا تھا جیسے وہ انہی کے انتظار میں کھڑے تھے۔انتظار میں کھڑے فوجیوں میں آفیسرز رینک کے فوجی بھی کھڑے تھے ان میں ایک آفیسر کے سٹار . اسے کرنل ظاہر کر رہے تھے اور اس کے بیج پر اس کا نام کرنل کراؤن لکھا تھا۔جیسے ہی عمران جیپ سے نیچے اترا کرنل کراؤن آگے بڑھا اس نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

''میں کرنل کراؤن ہوں۔کرنل سمارٹ۔اس سنٹر کا سابق انچارج اب یہاں کے انچارج آپ ہیں'' ......کرنل کراؤن نے ہاتھ ملاتے ہوئے اپنا تعارف بھی کرایا۔

''تھینک یو کرنل کراؤن'' ......عمران نے بارعب لہجے میں کہا۔

''کرنل صاحب۔ یہ آپ کے ماتحت آفیسرز ہیں''...... کرنل کراؤن نے دوسرے آفیسرز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''ہوں۔ اوکے''...... عمران نے ان سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا لیکن اس نے ان میں سے کسی سے بھی مصافحہ کرنے کی زحمت گوارہ نہیں کی۔

''آیئے۔ میں آفس آپ کے حوالے کر دوں اور اس کے بعد واپس روانہ ہو جاؤں''...... کرنل کراؤن نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ کرنل کراؤن کے ساتھ ایک بڑے کمرے میں آ گیا۔ جولیا اس کے ساتھ ہی اندر آ گئی تھی جبکہ باقی ساتھی باہر رک گئے تھے۔ یہ کمرے آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ کمرے کے درمیان میں ایک بڑی ٹیبل رکھی ہوئی تھی جس کی ایک طرف ریلوالونگ چیئر اور دوسری طرف تین خوبصورت کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ ٹیبل پر آفس میں استعمال ہونے والا تمام سامان موجود تھا۔

''آپ اپنی چیئر پر بیٹھیں کرنل سمارٹ صاحب''...... کرنل کراؤن نے ریوالونگ چیئر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو''...... عمران نے کہا اور پھر وہ اس کرسی پر بیٹھ گیا۔ جیسے ہی وہ کرسی پر بیٹھا آفس کا دروازہ کھلا اور ایک فوجی کی شکل دکھائی دی۔

''سر۔ میں آ سکتا ہوں''...... اس فوجی نے مؤدبانہ لہجے میں عمران سے پوچھا۔

''یس''...... عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو وہ فوجی اندر آ گیا۔ وہ کیپٹن تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک فائل تھی۔ اس نے وہ فائل عمران کے سامنے رکھ دی۔

''سر۔ آپ کے جائننگ پیپرز ہیں سائن کر دیجئے''...... کیپٹن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران نے کرنل سمارٹ کے سائن کر دیئے۔

''سر۔ آپ بھی سائن کر دیجئے''...... کیپٹن نے اس مرتبہ کرنل کراؤن سے کہا جو عمران کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔ اس نے بھی فائل میں موجود کچھ پیپرز پر دستخط کر دیئے۔

اوکے کرنل سمارٹ صاحب۔ کارروائی مکمل ہو چکی ہے اب میں چلتا ہوں''......

کرنل کراؤن نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو کرنل صاحب۔آپ نے میرے ساتھ تعاون کیا ہے''......عمران نے رسمی جملے ادا کیئے۔

''یو ویلکم کرنل صاحب''......کرنل کراؤن نے کہا اور اس نے عمران سے الوداعی مصافحہ کیا۔

''مس۔آپ نے واپس جانا ہے تو میرے ساتھ چلیں''......عمران سے مصافحہ کرنے کے بعد کرنل کراؤن نے جولیا سے کہا۔

''نہیں۔مجھے کل شام تک یہاں رہنا ہے۔تھینک یو''......جولیا نے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

''اوکے مس۔تھینک یو''......کرنل کراؤن نے اخلاقاً کہا اور پھر اس نے جولیا سے مصافحہ کے لئے بھی ہاتھ بڑھایا۔

''یہاں بھی نا چاہتے ہوئے جولیا نے کرنل کراؤن سے ہاتھ ملا دیا کیونکہ مجبوری تھی وہ یہاں کسی کو بھی کسی قسم کا شک نہیں دینا چاہتے تھے جولیا سے ہاتھ ملانے کے بعد کرنل کراؤن یہاں سے چلا گیا۔

''آپ میرے تمام سٹاف کو بلا لیں تاکہ میرا ان سے تعارف ہو جائے''......کرنل کراؤن کے جانے کے بعد عمران نے کیپٹن سے کہا۔کیپٹن کا نام بیج پر سٹائرش لکھا ہوا تھا۔

''اوکے سر''......کیپٹن سٹائرش نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔پھر ایک منٹ بعد وہاں سات نوجوان آ گئے۔ان میں تین سٹارز کے اعتبار سے کیپٹن تھے اور چار لیفٹنٹ تھے۔ان سب کا تعارف ہوا۔

''آپ لوگ بدستور کام کرتے رہیں گے لیکن میرے ساتھ آنے والے آفسرز آپ سب کو واچ کریں گے۔کیپٹن سٹائرش۔آپ میرے ساتھیوں کو بریفنگ دے دیں اور انہیں وزٹ بھی کرا دیں''......عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے سر۔آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی''......کیپٹن سٹائرش نے مؤدبانہ لہجے میں

کہا۔

''آپ میرے آرڈر کی تعمیل کریں اور فوڈ انچارج کیٹی کو یہاں بلا لیں''...... عمران نے کہا۔

''یس سر''...... کیپٹن سٹائرش نے کہا اور پھر اس نے انٹر کام کا رسیور اٹھا کر کیٹی سے بات کی۔ اسے انچارج کے آفس میں حاضر ہونے کا حکم دیا اور پھر رسیور رکھ دیا۔ اس کے بعد اس نے عمران کی طرف دیکھا۔

''اوکے۔ اب آپ جا سکتے ہیں''...... عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو کیپٹن سٹائرش اسے سلام کر کے چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک نوجوان لڑکی نے آفس کا دروازہ کھول کر اندر جھانکا۔

''مے آئی کم ان سر''......اس نوجوان اور خوبصورت لڑکی نے مؤدبانہ لہجے میں اندر آنے کی اجازت طلب کی۔

''یس''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا تو وہ لڑکی اندر آ گئی۔ وہ بھی یونیفارم میں تھی۔ اس کے بیج پر کیٹی لکھا تھا جس سے عمران سمجھ گیا کہ ہارڈ ایجنسی کی مادام تاؤ ہے۔ عمران نے بغور اس کا جائزہ لیا۔ اس کی آنکھیں چمکتی ہوئی تھیں لیکن ان میں سفاکیت بھی نمایاں تھی۔ عمران کو اس طرح اپنی طرف دیکھتے پا کر وہ کسی غلط فہمی کا شکار ہو گئی تھی اور اس کے ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ آ گئی۔

''تم ہنس کیوں رہی ہو''...... اسے ہنستے دیکھ کر عمران نے درشت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ نن نن۔ نو سر۔ سس سس۔ سوری سر''...... میجر کیٹی نے ایک دم ہی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں ان آفیسرز میں سے نہیں ہوں جو دوستی کی آڑ میں نوجوان لڑکیوں کو خصوصی مراعات دیتے ہیں۔ میں انتہائی سخت آفیسر ہوں۔ میں دوستی کئے بغیر اور خصوصی مراعات دیئے بغیر خوبصورت لڑکیوں سے اپنا مقصد پورا کرتا ہوں اور جو لڑکیاں میرا حکم نہ مانیں میں انہیں سروس سے ڈس مس کر کے ان کے گھر واپس بھجوا دیتا ہوں۔ سمجھیں تم''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

”یس۔یس سس۔سر سمجھ گئی“ ......کیٹی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران سمجھ گیا کہ اس کی یہ گھبراہٹ مصنوعی تھی۔وہ ہارڈ ایجنسی کی سپر ایجنٹ تھی اور یہاں اسرائیل کے پورے سسٹم کی انچارج تھی وہ بھلا ایک کرنل سے کیسے خوفزدہ ہو سکتی تھی لیکن اس وقت اس سچویشن میں س کا گھبرانا ضروری تھا اور وہ گھبرانے کی اداکاری کر رہی تھی۔ یہ عمران ہی تھا جو اس کی اداکاری کو سمجھ گیا تھا۔کوئی اور ہوتا تو وہ یہی سمجھتا کہ میجر کیٹی حقیقی طور پر خوفزدہ ہوگئی ہے۔عمران نے دل ہی دل میں اس کی لاجواب اداکاری پر داد بھی دی۔

”ہونہہ۔ یہ بتاؤ کہ یہاں جوانوں کو خوراک ٹھیک دی جارہی ہے“ ......عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

”یس سر۔گورنمنٹ کے شیڈول کے مطابق یہاں جوانوں کو معیاری خوراک دی جارہی ہے“ ......میجر کیٹی نے کہا۔

”اوکے۔خوراک تو میں چیک کروں گا ہی میں تمہارا رویہ بھی چیک کروں گا اگر تمہارا رویہ ٹھیک ہوا تو تمہاری ترقی کرادوں گا اور اگر میں تمہارے رویئے سے خوش نہ ہوا تو پھر کل تم ڈس مس ہو کر اپنے گھر چلی جاؤ گی۔ میں تم پر کوئی بھی اعتراض لگا کر تمہاری سروس ختم کر سکتا ہوں“ ......عمران نے کہا۔

”یس سر میں آپ کا ہر حکم مانوں گی۔آپ کو خوش کروں گی سر“ ......میجر کیٹی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔آج رات تم میرے پاس آجانا۔میں آج رات ہی تمہارا رویہ چیک کرلوں گا“ ......عمران نے کہا۔

”اوکے سر۔اوکے۔آپ کا ہر حکم ماننا میری ڈیوٹی ہے سر“ ......میجر کیٹی نے کہا۔

”اب تم اپنے آفس جاسکتی ہو اور اس بات کا خیال رکھنا کہ میں صرف ایک بار حکم دیا کرتا ہوں“ ......عمران نے کہا۔

”یس سر اوکے سر“ ......میجر کیٹی نے کہا پھر اس نے سلام کیا اور اس کے بعد وہ کمرے سے باہر چلی گئی۔

اس کے جانے کے بعد عمران نے آفس کی اچھی طرح تلاشی لی۔ اس نے کمپیوٹر پر بھی آفس ریکارڈ چیک کیا تاشو آئی لینڈ کا نقشہ اسے اچھی طرح دیکھ لیا تھا اس لئے اسے وزٹ کی ضرورت نہیں تھی۔ اس لئے اس نے صرف اپنے ساتھیوں کو یہاں وزٹ پر بھیجا تھا۔ دو گھنٹے گزرے تو اس کے ساتھی واپس آ گئے۔ جولیا تو اس کے کمرے میں ہی آ گئی جبکہ باقی باہر ہی رک گئے۔ کیپٹن سٹائرش بھی جولیا کے ساتھ اندر آ گیا۔

''مس سینا۔ آپ نے بھی تاشو کا وزٹ کر لیا ہے'' ...... عمران نے جولیا سے پوچھا۔

''یس سر۔ یہاں کے انتظامات بہت اچھے ہیں۔ میں بہت مطمئن ہوں۔ میں ڈیفنس سیکرٹری صاحب کو ''اوکے'' رپورٹ دوں گی'' ...... جولیا نے کہا۔

''آپ کا کیا پروگرام ہے۔ آپ کب تک یہاں رہیں گی'' ...... عمران نے پوچھا۔

''سر۔ میرا کل واپسی کا ارادہ ہے۔ شیڈول کے مطابق مجھے آج یہاں رہنا ہے'' ...... جولیا نے کہا۔

''اوکے۔ مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ کیپٹن سٹائرش'' ...... عمران نے پہلے جولیا سے اور پھر کیپٹن سٹائرش سے کہا۔

''یس سر'' ...... کیپٹن سٹائرش نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میری رہائش گاہ میں کتنے کمرے ہیں'' ...... عمران نے کیپٹن سٹائرش سے پوچھا۔

''سر چار کمرے ہیں'' ...... کیپٹن سٹائرش نے کہا۔

''اوکے۔ میرے ساتھ آئے ہوئے میرے ساتھی آفیسرز میرے ساتھ دو کمرے میں رہیں گے اور تیسرے کمرے میں مس سینا رہیں گی۔ آپ اس کے مطابق ان کمروں کو سیٹ کرا دیں'' ...... عمران نے کہا۔

''یس سر'' ...... کیپٹن سٹائرش نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ اب آپ جائیں اور ان کمروں کو سیٹ کرائیں''...... عمران نے کہا تو کیپٹن سٹائرش نے اسے سلام کیا اور پھر وہ آفس سے نکلتا چلا گیا۔

''مس سینا۔ تاشوآئی لینڈ کا وزٹ کیسا رہا''...... عمران نے اب بھی کرنل سمارٹ کی آواز میں ہی کہا۔

''ویری نائس سر''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اسی لمحے آفس کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان کا چہرہ دکھائی دیا۔

''مے آئی کم ان سر''...... اس مرتبہ نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یس کم اِن''...... عمران نے بارعب لہجے میں کہا تو وہ نوجوان اندر آ گیا۔ وہ فوجی وردی میں تھا اور بیج پر اس کا نام کیپٹن میلکم لکھا ہوا تھا۔ ٹیبل کے قریب آ کر اس نے عمران کو مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور پھر مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔

''ہاں۔ بولو کیا بات ہے''...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''سر۔ میرا نام میلکم ہے اور میں سیکورٹی آفس میں ہوتا ہوں۔ سیکورٹی آفیسر کا نام میجر وائٹ ہے''...... اس نے کہا۔

''ہاں تو پھر۔ کیا تم یہی بتانے کے لئے آئے ہو''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''نو سر۔ بلکہ میں ایک رپورٹ دینے آیا ہوں''...... کیپٹن میلکم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیسی رپورٹ''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے کیپٹن کے اس طرح آنے پر بھی حیرت ہو رہی تھی۔

''سر۔ آپ کے آنے سے قبل سیکورٹی کے سلسلے میں اگر میجر وائٹ صاحب کوئی بھی کارروائی کرتے تھے تو انچارج کرنل کراؤن صاحب کو اس کی رپورٹ ضرور دیتے تھے لیکن اب میجر صاحب نے ایک بڑی کارروائی کی ہے اور آپ کو رپورٹ نہیں دی اور نہ ہی ان کا ارادہ ہے آپ کو رپورٹ دینے کا''...... کیپٹن میلکم نے کہا۔

''کیا کارروائی کی ہے اس نے''...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''سر۔ میجر صاحب نے تاشو آئی لینڈ کی طرف آتی ہوئی ایک موٹر بوٹ میزائل مار کر تباہ کر دی ہے اور اس کی رپورٹ آپ کو نہیں دی''...... کیپٹن میلکم نے کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ جولیا بھی چونک پڑی۔

''موٹر بوٹ تباہ کر دی ہے۔ کون تھے اس موٹر بوٹ میں''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''معلوم نہیں سر۔ کہ وہ کون لوگ تھے ان کی تعداد نو تی۔ جن میں دو لڑکیاں شامل تھیں اور دو حبشی شامل تھے۔ لڑکیاں اور باقی مرد گریٹ ہی لگ رہے تھے''...... کیپٹن میلکم نے کہا۔

''دو حبشی اور دو لڑکیاں۔ کون لوگ ہو سکتے ہیں یہ''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''تم نے موٹر بوٹ میں سوار افراد کر دیکھا ہے''...... عمران نے کیپٹن میلکم سے پوچھا۔

''یس سر۔ سکرین پر وہ بہت واضح دکھائی دے رہے تھے''...... کیپٹن میلکم نے کہا۔

''ہونہہ۔ ان دو حبشیوں کے حلیئے بتاؤ''...... عمران نے کہا تو کیپٹن میلکم نے حلیئے بتا دیئے۔ دونوں کے حلیئے سن کر عمران جان گیا کہ یہ کون ہیں۔ ایک تو ان کا اپنا ساتھی جوزف تھا اور دوسرا حلیہ نیتو کا تھا۔ نیتو کرنل زید کا ساتھی تھا اور عمران کی اس سے دو تین بار ملاقات ہو چکی تھی۔ موٹر بوٹ کی تباہی کا سن کر عمران کو زبردست شاک لگا تھا لیکن کیپٹن میلکم کے سامنے اس کے چہرے پر کوئی تاثرات نہیں ابھرے تھے۔ جولیا کے چہرے پر بھی صرف ایک دو سیکنڈ کے لئے غم و غصے کے تاثرات ابھرے لیکن پھر اس نے بھی اپنے جذبات پر قابو پا لیا اور اس کے چہرے کے تاثرات نارمل ہو گئے۔

''اس میں سوار افراد سمندر میں ڈوب گئے'' ...... عمران نے نہ چاہتے ہوئے بھی یہ سوال پوچھ لیا۔

''لیس سر۔ وہ سب تو سمندر میں ڈوب گئے اب تک تو سمندری مخلوق کی خوراک بھی بن چکے ہوں گے'' ...... کیپٹن میلکم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ لیکن میجر وائٹ نے اس واقعے کی رپورٹ مجھے کیوں نہیں دی'' ...... عمران نے کہا۔

''سر۔ اسی بات پر تو مجھے حیرت ہوئی اور میں آپ کے پاس آیا۔ اب بھی میرے آپ سے ایک گزارش ہے'' ...... کیپٹن میلکم نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم مطمئن ہو کر جاؤ۔ میں میجر وائٹ کے سامنے تمہارا نام نہیں لوں گا اور ویسے بھی اس کی جرأت نہیں ہے کہ مجھ سے کوئی سوال کر سکے'' ...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ کیپٹن میلکم کیا گزارش کرنا چاہتا ہے۔

''تھینک یو سر۔ تھینک یو'' ...... کیپٹن میلکم نے عمران کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا پھر اس نے سلام کیا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ جبکہ عمران نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر ایک بٹن پریس کر دیا۔

''لیس سر'' ...... دوسری طرف سے ٹیلی فون آپریٹر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''میجر وایٹ کو میرے پاس آنے کا حکم دو'' ...... عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً دو منٹ بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے چہرے والا آدمی دکھائی دیا۔ اس نے بھی آنے کی اجازت طلب کی اور عمران نے سے اجازت ملنے پر اندر آ گیا۔ ٹیبل کے قریب آ کر اس نے عمران کو سیلوٹ کیا۔

''تم یہاں کے سیکورٹی انچارج ہو۔ میجر وائٹ'' ...... عمران نے نے خشک لہجے میں اس سے کہا۔

''لیس سر'' ...... اس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تمہارا فرض بنتا ہے کہ تم یہاں جو بھی کارروائی کرو مجھ سے اجازت لے کر کرو اور کارروائی کرنے کے بعد مجھے اس کی رپورٹ بھی دو'' ...... عمران نے کرخت لہجے میں اس سے کہا۔

''یا۔ یس۔ یس سر'' ...... میجر وائٹ نے ایک دم ہی ہکلاتے ہوئے کہا اور عمران نے محسوس کر لیا کہ اس کی یہ ہکلاہٹ مصنوعی ہے۔ یعنی اسے اس بات کی پرواہ ہی نہیں تھی کہ بڑے آفیسر کے سامنے اس کی جواب طلبی ہو رہی ہے۔ جس کا مطلب تھا کہ یہاں یہودی ایجنٹوں نے ان کی توقع سے بھی زیادہ گہرے پنجے گاڑے ہوئے تھے۔

''تم نے ایک موٹر بوٹ تباہ کیا ہے'' ...... عمران نے اس کے چہرے پر نظریں گاڑتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ یس سر'' ...... میجر وائٹ نے بدستور ہکلاتے ہوئے کہا۔

''میری اجازت کے بغیر تم نے یہ کام کیا ہے کیوں'' ...... عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

''سس۔ سس۔ سر۔ اس موٹر بوٹ میں انتہائی خطرناک اسلحہ تھا اور کرنل کراؤن صاحب نے مجھے حکم دیا ہوا تھا کہ کسی بھی مشکوک موٹر بوٹ کو میں فوراً تباہ کر دوں۔ آپ کی طرف سے مجھے کوئی نیا آرڈر نہیں ملا تھا اس لئے میں نے سابق انچارج کرنل کراؤن صاحب کے حکم کے مطابق ہی اس مشکوک موٹر بوٹ کو تباہ کر دیا'' ...... میجر وائٹ نے بات بناتے ہوئے کہا اس کا لہجہ نہایت ہی مؤدبانہ تھا۔

''اور تم نے یہ کارروائی کرنے کے بعد بھی مجھے رپورٹ نہیں دی'' ...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''سس۔ سس۔ سوری سر۔ یہ مجھ سے کوتاہی ہوئی'' ...... میجر وائٹ نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ تمہارا کورٹ مارشل ہو گا'' ...... عمران نے سخت لہجے میں کہا اور پھر اس نے انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کئے۔

''یس سر''......دوسری طرف سے رسیور اٹھائے جانے کے بعد ٹیلی فون آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

''میجر بونڈ کو میرے آفس بھیج دو''......عمران نے کہا اور اس کے بعد اس نے رسیور رکھ دیا۔ پھر ایک منٹ بعد ہی کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک میجر اجازت طلب کر کے عمران کی ٹیبل کے قریب آ گیا۔

''یس سر''......ٹیبل کے قریب آ کر اس نے عمران کو سیلوٹ کرتے ہوئے کہا۔

''میجر وائٹ کو گرفتار کر کے ضابطے کی کارروائی کرو۔ اس کا کورٹ مارشل ہو گا اور میرے ساتھ آتے ہوئے میجر راشیل کو اس کی پوسٹ دے دو''......عمران نے تحکمانہ لہجے میں میجر بونڈ سے کہا۔

''او کے سر''......میجر بونڈ نے عمران کا حکم سننے کے بعد پھر سیلوٹ کرتے ہوئے کہا۔

''تم زیرِ حراست ہو میجر وائٹ۔ میرے ساتھ آؤ''......عمران کو سیلوٹ کرنے کے بعد میجر بونڈ نے میجر وائٹ سے کہا اور پھر اس نے دروازے کی طرف قدم بڑھائے۔ میجر وائٹ بھی اس کے پیچھے چلا اور پھر وہ دونوں کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

''حیرت ہے کہ ایک میجر اتنی بڑی کارروائی کر لیتا ہے اور اپنے آفیسر کو اس کی رپورٹ تک نہیں دیتا''......جولیا نے کہا۔

''ہماری توقع سے زیادہ اسرائیلی ایجنٹوں نے یہاں پنجے گاڑے ہوئے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ ہمیں یہاں سے ہٹائے جانے کی کارروائی آج رات ہی عمل میں لائی جائے گی''......عمران نے کہا۔

''ہماری جگہ اسرائیلی ایجنٹ لیں گے''......جولیا نے کہا تو عمران نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا۔

''کیپٹن میلکم نے جوزف کے علاوہ دو دوسرے حلیہ بتایا ہے وہ نیتو کا ہے ناں''......جولیا نے کہا۔

’’ہاں۔ یہ نیتو کا ہی حلیہ ہے‘‘...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

’’تو کیا جوزف اور کرنل زید کی پوری ٹیم ختم ہو چکی ہے‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’حالات تو یہی بتا رہے ہیں۔ باقی اللہ ہی بہتر جانتا ہے...... عمران نے بدستور سنجیدہ لہجے میں کہا۔ جولیا اس سے مزید بھی باتیں کرنا چاہتی تھی لیکن عمران کے اس قدر سنجیدہ لہجے کو دیکھتے ہوئے اس نے خاموش رہنے کا فیصلہ کیا۔ وہ جانتی تھی کہ عمران کو جوزف سے خصوصی لگاؤ تھا۔ جوزف عمران کا سب سے پرانا اور وفادار ساتھی تھا۔ جوزف ہر لمحہ عمران پر جان قربان کرنے کے لئے تیار رہتا تھا اور با عمران کو اس جوزف کی ہلاکت کی خبر ملی تھی اور چٹانوں جیسا ٹھوس انسان عمران بھی پریشان ہو گیا تھا۔

''جوزف کو عمران نے ساحل پر ہی چھوڑ دیا تھا۔ کیونکہ اس پر کسی کا میک اپ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ عمران نے جوزف کو کوئی ہدایت بھی نہیں دی تھی جس پر کہ وہ عمل کرتا۔ اب جوزف نے جو کچھ بھی کرنا تھا اپنی مرضی سے کرنا تھا۔ وہ کچھ دیر تو سوچتا رہا کہ کیا کرے۔ پھر اس نے اپنے طور پر جزیرہ تاشو جانے کا فیصلہ کیا۔ یہ فیصلہ کر کے وہ سی انٹر پرائزز کے آفس کی طرف بڑھا۔ یہ آفس کرائے پر موٹر بوٹ دیتا تھا۔

''مسٹر جوزف۔ آپ کو کہاں جانا ہے'' ...... جوزف کے موٹر بوٹ طلب کرنے پر آفس کلرک نے پوچھا۔

''کسی خاص جگہ نہیں۔ بس سمندر کی سیر کرنی ہے۔ تم کسی خوبصورت جزیرے کا بتا دو۔ میں وہاں تک چلا جاؤں گا'' ...... جوزف نے کہا۔ تاشو آئی لینڈ کا ذکر اس نے جان بوجھ کر نہیں کیا تھا اس کے ذکر سے آفس کلرک چونک سکتا تھا۔ کیونکہ وہاں کسی کو جانے کی اجازت نہیں تھی۔

''آپ آئس آئی لینڈ پر چلے جائیں۔ یہ جزیرہ سیاحوں کی جنت کہلاتا ہے۔

گریٹ لینڈ کے تمام جزائر میں سے یہ سب سے خوبصورت جزیرہ ہے“...... آفس کلرک نے جوزف کو مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں تمہارے مشورے پر عمل کرنے کو تیار ہوں“...... جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوکے سر۔ ہمارا ڈرائیور آپ کے ساتھ جائے گا“...... کلرک نے کہا اور پھر اس نے کمپیوٹر ”کی“ بورڈ اپنی طرف کھینچا۔

”میں موٹر بوٹ چلانے میں مہارت رکھتا ہوں“...... جوزف نے فخریہ لہجے میں کہا۔

”ایسا ہی ہوگا سر۔ لیکن گورنمنٹ کی پولیسی ہے کہ سیاحوں کو بغیر ڈرائیور موٹر بوٹ نہ دی جائے اور ہم پالیسی پر عمل کرنے کے پابند ہیں“...... کلرک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”اوکے۔ اگر یہ پالیسی ہے تو پھر ٹھیک ہے“...... جوزف نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

”تھینک یو سر“...... کلرک نے کہا اور پھر وہ ”کی“ بورڈ پر انگلیاں چلانے لگا۔ چند سیکنڈ بعد اس نے جوزف سے رقم طلب کی۔ جوزف نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو اس کی جیب سے یورپین یورو کی کئی گڈیاں نکل آئیں۔ اس نے موٹر بوٹ کا کرایہ ادا کیا اور باقی گڈیاں واپس جیب میں رکھ لیں۔ یورو کے کرنسی بنڈل دیکھ کر کلرک کی آنکھوں میں ہوس کی چمک ابھر آئی تھی۔ جو، جوزف سے بھی چھپی نہ رہ سکی لیکن جوزف کو بھلا اس کی کیا پرواہ ہوسکتی تھی۔

”سر۔ آپ کی بکنگ ہوگئی ہے لیکن آپ کو پندرہ منٹ انتظار کرنا ہوگا۔ ایک موٹر بوٹ پندرہ منٹ میں آنے والی ہے“...... کلرک نے کہا۔

”اوکے۔ نو پرابلم۔ میں ان پندرہ بیس منٹوں میں کچھ شاپنگ کر لیتا ہوں“...... جوزف نے کہا اور پھر وہ بکنگ کی رسید لے کر ان دکانوں کی طرف بڑھ گیا جو وہاں سے کچھ ہی فاصلے پر تھیں۔ عمران تو خوب تیاری کر کے گیا تھا لیکن جوزف کے پاس

کچھ نہیں تھا۔ اس لئے وہ ضرورت کا سامان خریدنا چاہتا تھا۔ سامان خرید کر وہ واپس آیا تو کلرک کے ساتھ ایک اور آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ جوزف نے اسے غور سے دیکھا۔

''سر۔ یہ فلگس ہے۔ آپ نے جو موٹر بوٹ بک کرائی ہے یہ اس موٹر بوٹ کا مالک بھی ہے اور ڈرائیور بھی''...... کلرک نے اس آدمی کا تعارف جوزف سے کراتے ہوئے کہا۔

''ہیلو۔ مسٹر فلگس''...... جوزف نے رسمی طور پر کہا تو انے بھی رسمی جملے کہے۔

''مسٹر جوزف۔ آپ سمندر کی سیر کرنے کے لئے تیار ہیں''...... رسمی جملوں کے تبادلے کے بعد فلگس نے کہا۔

''یس''...... جوزف نے کہا تو فلگس کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

''او کے سر۔ آیئے''...... فلگس نے کہا اور پھر وہ دونوں موٹر بوٹ پر آ گئے۔

''سر۔ میری موٹر بوٹ کا نام ریڈ پرنسز ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کو پسند آئے گی''...... فلگس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ موٹر بوٹ واقعی خوبصورت تھی۔

''ہاں۔ واقعی تمہاری موٹر بوٹ بہت خوبصورت ہے۔ میں واپسی پر تمہیں خصوصی انعام بھی دوں گا''...... جوزف نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو سر۔ آپ قدر شناس لگتے ہیں''...... فلگس نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا اور پھر اس نے موٹر بوٹ سٹارٹ کی اور پھر تھوڑی ہی دیر میں موٹر بوٹ گہرے سمندر میں آ گئی۔

''سر جوزف۔ دوربین سے سمندر کا نظارہ بہت ہی اچھا لگتا ہے۔ آپ دوربین سے سمندر کا نظارہ کریں''...... فلگس نے ایک دوربین جوزف کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو''...... جوزف نے اس سے کہا اور پھر اس نے دوربین آنکھوں سے لگا لی۔ اسے بھلا سمندر کا کیا نظارہ کرنا تھا وہ بس فلگس کا دل رکھنے کے لئے دوربین آنکھوں سے لگائے دور دور تک دیکھنے لگا۔ پھر اچانک ہی اس کی چھٹی حس نے خطرے کا تیز الارم بجا دیا۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے دوربین آنکھوں سے

ہٹائی۔ فللگس کا ہاتھ فضاء میں بلند تھا اور اس کے ہاتھ میں چمکتا دمکتا بڑا سا خنجر تھا۔ جوزف کا ہاتھ بھی بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس سے پہلے کہ فللگس کا خنجر اس کی گردن پر پڑتا۔ اس نے فللگس کا ہاتھ پکڑ لیا اور ایک جھٹکے سے اس کی کلائی توڑ دی۔ فللگس کے منہ سے چیخ بلند ہوئی اور اس کے چہرے پر اذیت کے تاثرات ابھر آئے۔ خنجر اس کے ہاتھ سے نیچے گر گیا۔ جوزف کو بکنگ کلرک کی آنکھوں میں ابھرنے والی لالچ کی چمک بھی یاد آ گئی۔ اسے سب کہانی سمجھ آ گئی۔

''اب تک کتنے سیاحوں کو سمندر کی نظر کر چکے ہو''...... جوزف نے اس کی ٹوٹی ہوئی کلائی پر دباؤ ڈالتے ہوئے کہا۔ کلائی پر دباؤ پڑنے کی وجہ سے فللگس کا سرخ و سفید چہرہ سیاہ پڑنے لگا اور اس کے حلق سے متواتر چیخیں نکلنے لگیں۔

''جلدی بولو۔ ورنہ ہاتھ پاؤں توڑ کر سمندر میں پھینک دوں گا''...... جوزف نے کرخت لہجے میں کہا۔

''دا۔ دا۔ دس۔ دس سیاحوں کو''...... فللگس نے چیختے ہوئے جواب دیا۔

''تم انسان نہیں درندے ہو۔ تمہیں زندہ نہیں رہنا چاہیے''...... جوزف نے غراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے فللگس کو اٹھا کر سر سے بلند کیا۔

''نن۔ نن۔ نہیں۔ مم۔ مم۔ مجھے۔ مم۔ مجھے معاف کر دو''...... فللگس نے خوفزدہ لہجے میں کہا لیکن جوزف نے اس کی فریاد پر توجہ نہ دی۔ اس نے فللگس کو سمندر میں اچھال دیا۔ وہ چھپاک کی آواز سے پانی میں گرا وہ چند لمحوں تک ڈوبتا اور ابھرتا رہا۔ پھر ایسا ڈوبا کہ ابھر نہ سکا۔ اس کے بعد جوزف نے جیب سے نقشہ نکالا۔ یہ نقشہ گریٹ لینڈ کے جزائر کا تھا۔ جوزف نے اسے ابھی خریدا تھا۔ جوزف نے نقشے کے مطابق موٹر بوٹ کی سمت متعین کی۔ موٹر بوٹ کو سمندر میں سفر کرتے ہوئے کافی دیر ہو گئی تھی۔ جوزف کسی کسی وقت دوربین سے دور دور تک دیکھ لیتا تھا۔ وہ دوربین سے دیکھ رہا تھا کہ اسے ایک جزیرہ دکھائی دیا۔ جزیرے کے ساحل پر کچھ لوگ کھڑے ہوئے تھے۔

''کون لوگ ہو سکتے ہیں یہ''...... جوزف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پہلے تو وہ

اس جزیرے سے دور سے گزر جاتا لیکن اب اس نے اس جزیرے پر جانے کا فیصلہ کر لیا۔ ان لوگوں کو مدد کی ضرورت بھی ہو سکتی تھی ۔ پھر اس نے نقشہ دیکھا۔ نقشے کے مطابق اس جزیرے کا نام بلیک آئی لینڈ تھا۔ نقشے دیکھنے کے بعد اس نے ایک بار پھر دوربین آنکھوں سے لگائی۔ دوربین آنکھوں سے لگاتے ہی وہ ایک دم چونک پڑا۔ کیونکہ اب جزیرے پر موجود افراد کے چہرے کچھ واضح ہو گئے تھے۔

''اوہ۔ یہ تو باس کے دوست کرنل زید اور ان کے ساتھی لگتے ہیں'' ...... جوزف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ چند لمحوں بعد وہ افراد واضح نظر آنے لگے۔ وہ واقعی کرنل زید اور اس کے ساتھی تھے۔ کچھ ہی دیر میں موٹر بوٹ بلیک آئی لینڈ کے کافی قریب پہنچ گئی۔ موٹر بوٹ کو دیکھ کر کرنل زید کے ساتھی اشارے کر رہے تھے۔ کرنل زید کے ایک ساتھی نے ایک بانس پر پتے باندھ کر آگ بھی سلگائی ہوئی تھی۔ جس سے کثیف دھواں نکل رہا تھا۔ جوزف کی موٹر بوٹ ساحل سے لگ تو کرنل اور اس کے ساتھی اس کی طرف بڑھے۔ کرنل زید اور اس کے ساتھیوں نے جوزف کو پہچان لیا تھا۔ جوزف نیچے اتر آیا۔

''ہیلو جوزف۔ کیسے ہو تم'' ...... کرنل زید نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''میں بالکل ٹھیک ہوں مسٹر کرنل زید۔ کیا تم بھی اسرائیلی پراجیکٹ سی ورلڈ کی وجہ سے یہاں موجود ہو'' ...... جوزف نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اس کا طلب ہے کہ عمران صاحب بھی سی ورلڈ کی وجہ سے یہاں پہنچ چکے ہیں لیکن وہ ہیں کہاں'' ...... کرنل زید نے کہا۔

''باس اور اس کے ساتھی سی ورلڈ پہنچ چکے ہیں۔ گریٹ آرمی میں چونکہ میری قامت کوئی نہیں تھا اس لئے میں ان کے ساتھ نہیں جا سکا'' ...... جوزف نے کرنل زید سے کہا۔

''تو اب تم ان کے پیچھے تاشو آئی لینڈ جا رہے ہو'' ...... کرنل زید نے کہا تو جوزف نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا۔

''اوکے۔ ہم نے بھی ادھر ہی جانا ہے اور اب ہم بھی تمہارے ساتھ ہی چلیں

گے''...... کرنل زید نے کہا۔

''مجھے چونکہ باس کی خاص ہدایات نہیں ہیں اس لئے تم لوگ میرے ساتھ چلنا چاہتے ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ میں جانتا ہوں باس تمہاری دل سے عزت کرتا ہے''...... جوزف نے کہا۔

''تم لوگ بیٹھو موٹر بوٹ میں''...... کرنل زید نے اپنے ساتھیوں سے کہا تو وہ سب موٹر بوٹ میں سوار ہو گئے۔ آخر میں جوزف اور کرنل زید بھی موٹر بوٹ میں سوار ہوئے اور موٹر بوٹ ایک بار پھر سمندر کے سینے پر سفر کرنے لگی۔

''مسٹر کرنل زید۔ تم لوگ بلیک آئی لینڈ پر کیسے پہنچ گئے''...... جوزف نے پوچھا تو کرنل زید نے مختصراً اسے بتا دیا۔

''ویسے تم لوگ اب سی ورلڈ جانے کی زحمت ہی کر رہے ہو۔ باس جب سی ورلڈ پہنچ گیا ہے تو اب سی ورلڈ کا بچنا ممکن نہیں ہے''...... جوزف نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''تم میرے آقا کو اپنے باس سے کم تر سمجھتے ہو''...... نیتو نے طنزیہ لہجے میں جوزف سے کہا تو جوزف نے اسے غصیلی نظروں سے دیکھا۔ پھر کچھ کہنے کے لئے اس نے اپنا منہ کھولا ہی تھا کہ کرنل زید نے ہاتھ کے اشارے سے اسے منع کیا۔

''نیتو۔ عمران صاحب دنیائے اسلام کے ہیرو ہیں ان پر صرف پاکیشیا ہی نہیں بلکہ پورا عالمِ اسلام ان پر فخر کرتا ہے۔ میں عمران صاحب کے ادنیٰ سے غلاموں میں سے ایک ہوں۔ وہ میرے ایسے ہیرو ہیں جن کے نقشِ قدم پر چلنا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ تم آئندہ ان کا نام ہمیشہ ادب واحترام سے لو گے''...... کرنل زید نے سخت لہجے میں کہا تو جوزف کے پھڑکتے ہوئے عضلات نارمل ہوتے چلے گئے اور اس کے چہرے پر موجود چٹانوں جیسی سختی نرمی میں تبدیل ہوتی چلی گئی۔

''سوری باس۔ اگر آپ انہیں اپنا آقا سمجھتے ہیں تو میرے لئے بھی وہ آقا ہی ہیں۔ میرے دل میں ان کے لئے ہمیشہ خلوص، محبت اور احترام رہے گا''...... نیتو نے خلوص بھرے لہجے میں کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''جوزف۔ تمہیں معلوم ہے نا کہ عمران صاحب مجھے اپنی چھوٹی بہن کہتے

ہیں“...... ڈاکٹر آبیلہ نے کہا۔

”یس مس۔ میں جانتا ہوں کہ تم لوگ باس کے دوست ہو مگر مسٹر زید میں تم سے ایک خاص بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں میزائل سے ہٹ کیا جا سکتا ہے“...... جوزف نے کرنل زید سے کہا۔

”ہاں۔ بالکل ہمیں میزائل سے ہٹ کیا جا سکتا ہے“...... کرنل زید نے کہا۔

”پھر تم نے اس سے بچاؤ کا کوئی انتظام بھی کیا ہوا ہے“...... جوزف نے پوچھا۔

”کچھ سامان ہم ساتھ لے کر چلے تھے لیکن اب وہ بھی ہمارے پاس نہیں ہے۔ اب ہم صرف اللہ کے آسرے پر آگے بڑھ رہے ہیں اور اللہ کا آسرا سب سے بڑی طاقت ہے“...... کرنل زید نے کہا۔

”باس۔ بھی یہی کہتا ہے اور چونکہ وہ حق وصداقت کے لئے لڑتا ہے اس لئے ہمیشہ جیت اسی کی ہوتی ہے۔ البتہ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ انسان کو ہاتھ پاؤں چلانے پڑتے ہیں اور اللہ کی دی ہوئی عقل استعمال کرنی پڑتی ہے“...... جوزف نے کہا۔

”تو تمہارا کیا خیال ہے کہ ہم عقل استعمال نہیں کرتے“...... ایس پی حارث نے ناراض لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ تم غلط سمجھے ہو میری بات کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے“...... جوزف نے ایس پی حارث کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”میں نے کہا نا کہ ہم تیاری کر کے چلے تھے لیکن ہماری موٹر بوٹ میزائل سے ہٹ کر دی گئی اور اس کے بعد حالات میں تمہیں بتا ہی چکا ہوں“...... کرنل زید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ“...... جوزف نے کہا اور پھر اس نے اپنا بیگ کھولا۔ بیگ میں سے اس نے کچھ سی ونگ نکال لئے۔ سی ونگ ایک جدید ایجاد تھی جس کی وجہ سے انسان بغیر ہاتھ پاؤں چلائے پانی میں بہت دیر تک پیرا کی کر سکتا تھا۔

”میں نے لاشعوری طور پر یہ سی ونگ کافی تعداد میں خرید لئے تھے“...... جوزف نے کہا اور پھر اس نے تعداد کے مطابق سی ونگ کرنل زید کو دے دیئے۔ ابھی بھی

جوزف کے پاس تین سی ونگ بچ گئے تھے۔ کرنل زید نے وہ سی ونگ اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیئے۔ کرنل زید کے سبھی ساتھی اس جدید ایجاد سے واقف تھے اور اس کے استعمال کا طریقہ بھی جانتے تھے۔ سی ونگ کے بعد جوزف نے انہیں مخصوص چشمے بھی دے دیئے۔

''جوزف۔ اسے کہتے ہیں اللہ کی مدد۔ انسان انجانے میں بھی ایسے کام کر جاتا ہے جو آگے چل کر اس کی مدد کرتے ہیں''...... کرنل زید نے سی ونگ اور چشمے اپنے ساتھیوں میں تقسیم کرنے کے بعد مسکراتے ہوئے کہا۔

''بس''...... جوزف نے مختصراً کہا اور پھر وہ ایک دم ہی چونک پڑا۔ اسے دور سے ایک چمک دکھائی دی تھی۔

''اوہ۔ میزائل۔ کودو''...... جوزف نے چیخ کر کہا اور پھر اس نے جھپٹ کر اپنا بیگ اٹھایا۔ وہ سب موٹر بوٹ سے کود ہی رہے تھے کہ میزائل بوٹ سے ٹکرایا۔ ایک زبردست دھماکا ہوا اور بوٹ کے پرخچے اڑتے چلے گئے۔ لیکن اس دوران وہ سب موٹر بوٹ سے کود چکے تھے۔ سمندر پرسکون انداز میں بہہ رہا تھا لیکن موٹر بوٹ کے تباہ ہونے کی وجہ سے چند لمحوں کے لئے سمندر میں طلاطم پیدا ہوا اور اس کے بعد پانی پھر پرسکون ہو گیا۔ اس طلاطم کی وجہ سے وہ بھی ایک دوسرے سے دور ہو گئے لیکن پانی کے پرسکون ہوتے ہی وہ قریب ہو گئے۔ انہوں نے سی ونگ کے بٹن پریس کر کے سی ونگ آن کر لئے۔

''ہم تاشوآئی لینڈ سے زیادہ دور نہیں ہیں''...... کرنل زید نے کہا تو سب نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا۔ ان سب کے سر پانی سے باہر تھے جبکہ باقی جسم پانی کے اندر تھا۔ سی ونگ کی وجہ سے وہ پرسکون تختوں کی مانند آگے بڑھ رہے تھے۔ جوزف نے اپنا بیگ اپنی کمر پر باندھ لیا تھا۔ یہ بیگ واٹر پروف تھا۔ وہ آگے بڑھ رہے تھے کہ جوزف کو اپنی کلائی پر وائبریشن محسوس ہوئی یہ وائبریشن رسیٹ واچ پر ہو رہی تھی۔

''مسٹر جوزف۔ ہم ریڈ لائن کے قریب پہنچ چکے ہیں''...... کرنل زید نے کہا اور

پر اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک عجیب سی ساخت کا ریوالور نکال لیا۔ اس ریوالور پر ٹریگر کی بجائے تین بٹن لگے ہوئے تھے۔ کرنل زید نے ریوالور کا رخ سامنے کی طرف کر کے سرح بٹن دبا دیا۔ بٹن کے دبتے ہی ریوالور میں سے سبز رنگ کی شعاع نکلی۔

''ایک منٹ کے لئے نہ صرف ریڈ لائن آف ہوئی ہے بلکہ یہاں ہمہ قسمی سائنسی نظام بھی بریک ہو گیا ہے۔ ہمیں ایک منٹ سے پہلے پہلے یہ ایریا کراس کرنا ہے''...... کرنل زید نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ پانی میں ہاتھ پاؤں مارنے لگا۔ اس طرح سے اس کی رفتار پانی میں تیز ہو گئی تھی۔ دوسرے افراد نے بھی اس کی پیروی کی۔ بیس سیکنڈ بعد اس کی ریسٹ واچ کی وائبریشن تیز ہو گئی۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ اب ریڈ لائن ایریا سے گزر رہے ہیں۔ تیس سیکنڈ تک تیز وائبریشن ہتی رہی پھر ہلکی ہونے لگی اور اس کے بعد وائبریشن بند ہو گئی۔ وائبریشن کے آف ہوتے ہی کرنل نے اپنے عجیب سے ساخت کے ریوالور کا سبز بٹن پریس کر دیا۔ سبز بٹن کے پریس ہوتے ہی ریوالور سے گرین لائٹس نکلنے لگی۔

''اس گرین لائٹ کی وجہ سے اب ہماری مشینری مانٹیرنگ نہیں ہو سکتی۔ ہاں انسان ہمیں دیکھ سکتے ہیں''...... کرنل زید نے انہیں اپنے ریوالور کی ایک اور خوبی بتاتے ہوئے کہا۔

''اس ریوالور کا نام ایل ٹی سکس ہے۔ یہ شوگرانی سائنس دان سرتاؤبی چم اور اڑاڈانی سائنس دان داؤد ابراہیم کی مشترکہ ایجاد ہے''...... ڈاکٹر آبیلہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ یس مس۔ تم نے ٹھیک کہا ہے''...... جوزف نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔

''ویسے مسٹر زید آپ کہہ رہے تھے آپ کے پاس کچھ سامان نہیں ہے لیکن اب آپ نے بہت کارآمد سائنسی آلے سے کام چلایا ہے۔ جوزف نے اس بار کرنل زید کی طرف تعریفی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ ہاں مسٹر جوزف میں بھی عمران صاحب کی طرح کچھ نا کچھ شارٹ سائنسی آلات اپنی جیب میں رکھتا ہوں جو مشکل

وقت میں کارآمد ہوتے ہیں جیسے اب کام چلایا ہے۔ کرنل زید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ تو بہت ہی اچھی ایجاد ہے۔ ریڈ لائن کو کاس کرنا ناممکن ہے لیکن اس کی وجہ سے ہم نہایت آسانی سے ریڈ لائن کراس کر آئے ہیں“...... حارث نے کہا۔

”دراصل ہم کوئی بھی سائنس ایجاد کر کے سمجھتے ہیں کہ یہ حتمی ہے ہم مکمل طور پر اس پر بھروسہ کر لیتے ہیں لیکن سائنسی ایجادات میں یہ خاص ہے کہ جیسے ہی کوئی ایجاد ہوتی ہے دوسرے اس کا اینٹی بنا لیتے ہیں اور بعض اوقات تو ایجاد کرنے والے اس اینٹی سے بے خبر ہوتے ہیں اور جب انہیں اس اینٹی کے بارے میں معلوم ہوتا ہے تو ان بے چاروں کو ہارٹ اٹیک ہو جاتا ہے“...... ڈاکٹر آبیلہ نے ایک بار پھر مسکراتے ہوئے کہا۔

”تاشو آئی لینڈ اب بہت قریب ہیے۔ اب گریٹ آرمی ہمیں دیکھ سکتی ہے۔ اب ہم نے بہت گہرائی میں جا کر آگے بڑھنا ہے۔ ہمیں تاشو آئی لینڈ تک پہنچنے میں مزید پانچ منٹ لگ سکتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو آٹھ دس منٹ تک سانس نہ روک سکتا ہو“...... کرنل زید نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ ہم سب دس منٹ تک سانس روک سکتے ہیں۔ ہم سب نے ہی سانس روکنے کی خصوصی کورسز کئے ہوئے ہیں“...... طویل خاموشی کے بعد مائرہ نے پہلی بار بولتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ سی ونگ کا وائٹ بٹن پریس کرو۔ سی ونگ ہمیں خود ہی گہرائی میں لے جائیں گے“...... کرنل زید نے کہا تو سب نے اس کی بات پر عمل کیا۔ سی ونگ کے سفید بٹن کو پریس کرتے ہی وہ گہرائی میں اترنے لگے۔ ان سب نے اپنے سانس بند کر لئے تھے۔ گہرائی میں آئے انہیں ابھی بمشکل ایک منٹ ہی ہوا تھا کہ ان کی آنکھوں خوف سے پھٹنے لگیں۔ چار بڑی بڑی مچھلیاں تیزی سے ان کی طرف بڑھ رہی تھیں۔ یہ مچھلیاں جسامت میں کسی طور بھی ہاتھی سے کم نہیں تھیں۔ ان کے غار جیسے منہ کھلے ہوئے تھے۔ پانی میں بھی ان کی آنکھیں چمک رہی تھیں اور یہ چمک

شاید اپنا شکار دیکھ کر پیدا ہوئی تھی۔انہیں دیکھ کر ڈاکٹر آبیلہ اور مائرہ کی تو چیخیں نکلتے نکلتے رو گئی تھیں۔انہوں نے اپنے ایک ایک ہاتھ منہ پر رکھ کر چیخوں کو دبایا تھا اور منہ کو کھلنے سے بچایا تھا۔اگر ان کے منہ کھل جاتے تو یقیناً سمندر کا نمکین پانی ان کے پیٹ میں چلا جاتا اور وہ بدحواس ہو جاتیں۔اس سچویشن میں بدحواسی ان کے لئے موت بن سکتی تھی اسی لئے لاشعوری طور پر ہی ان ک ہاتھ حرکت میں آئے تھے اور انہوں نے اپنی اپنی ہتھیلی منہ پر رکھ لی تھی۔چاروں خوفناک مچھلیاں خطرناک انداز میں ان کی طرف بڑھ رہی تھیں۔لمحہ بہ لمحہ ان کا فاصلہ کم ہوتا جارہا تھا۔انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ لمحہ بہ لمحہ موت کی طرف بڑھ رہے ہیں۔وہ جتنی جسیم مچھلیاں تھیں یقیناً انہوں نے ان کا ایک ایک لقمہ ہی بنانا تھا۔کرنل زید کے سب ساتھی بار بار کرنل زید کی طرف دیکھ رہے تھے۔مخصوص چشموں کی وجہ سے وہ گہرے پانی میں ہونے کے باوجود ایک دوسرے کو باآسانی دیکھ رہے تھے۔کرنل زید کا چہرہ ان سب کو سپاٹ نظر آرہا تھا۔کرنل زید کا سپاٹ چہرہ دیکھ کر وہ یہی سوچنے لگے کہ بھلا اس سچویشن میں کرنل زید کیا کر سکتا ہے۔

اب چاروں خوفناک مچھلیاں ان کے کافی قریب آگئی تھیں۔وہ سمجھ گئے تھے کہ یہ مچھلیاں نہیں بلکہ موت ہے۔انہیں بچنے کی کوئی امید نہیں تھی۔انہیں موت کا پختہ یقین ہو گیا تھا کہ اچانک ہی ڈاکٹر آبیلہ کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی کیونکہ اس کی پینٹ کی جیب میں ایل ٹی سکس کا پنسل نما یا منی ٹارچ نما آلہ تھا جواب اچانک اس کے ذہن میں آ گیا تھا اور اس کی اپنی ایجاد تھی اور اس سے پہلے کہ خوفناک مچھلیاں ان کے قریب آتیں ڈاکٹر آبیلہ کے ایل ٹی سکس سے یلو کلر کی شعاع نکلی اور مچھلیوں کے کھلے منہ میں داخل ہو گئی۔بس اگلے ہی لمحے وہ مچھلیاں دو دو حصوں میں تقسیم ہوتی چلی گئیں۔بالکل ایسے جیسے انہیں کسی تیز دھار آلے سے کاٹ دیا گیا ہو۔ان کے جسم کٹنے لیس ان کے اندرونی اعضا پانی میں بکھرتے چلے گئے اور وہ ان اعضا کے قریب سے گزرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔وہ سب اس خوفناک موت کے ٹلنے سے اطمینان کا سانس لینا چاہتے تھے لیکن چونکہ انہوں نے اپنے

سانس بند کیئے ہوئے تھے اس لئے وہ اطمینان کا سانس بھی نہیں لے سکتے تھے جوزف نے تحسین آمیز نگاہوں سے ڈاکٹر آبیلہ کو دیکھا اور اس کے ٹیم ممبرز بھی خوش ہو کر ڈاکٹر آبیلہ کو دیکھنے لگے۔

پھر تقریباً ساڑھے پانچ منٹ بعد کرنل زید نے انہیں سی ونگ کا وائٹ بٹن پریس کرنے کا اشارہ کیا۔ اس کا اشارہ ملتے ہی ان سب نے سی ونگ کے وائٹ بٹن پریس کر دیئے۔ سفید بٹن کے پریس ہوتے ہی وہ آہستہ آہستہ اوپر اٹھنے لگے۔ بیس پچیس سیکنڈ بعد ان کے چہرے پانی سے باہر نکل آئے۔ انہوں نے طویل طویل سانس لے کر اپنے سانس بحال کئے۔ ان کے سامنے ہی جزیرہ تھا۔ کچھ فاصلے پر چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں تھیں اور پھر درختوں کا طویل سلسلہ تھا۔ یہ جزیرہ کا ویران حصہ تھا لیکن انہیں درختوں پر مچانیں دکھائی دے رہی تھیں۔ جس کا واضح مطلب یہی تھا کہ گریٹ آرمی یہاں بھی موجود تھی۔ چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کو سلسلہ پانی سے شروع ہو کر خشکی تک جا رہا تھا۔ وہ ان پہاڑیوں کی آڑ لیتے ہوئے خشکی پر آ گئے۔

''یہاں بھی کیمرے لگے ہوئے ہیں۔ لیکن جوزف کی گرین لائٹس کی وجہ سے وہ ہمیں چیک نہیں کر سکتے۔ ہاں یہاں جو انسان موجود ہیں وہ ہمیں دیکھ سکتے ہیں''...... کرنل زید نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

''سر۔ اب ہم مین بلڈنگ تک کیسے پہنچیں گے''...... مائرہ نے کرنل زید سے پوچھا۔

''یہاں کافی فوجی موجود ہیں۔ ہم نے ان کی یونیفارم حاصل کرنی ہیں اور آگے بڑھنا ہے۔ میک اپ کٹ نہیں ہے ہمارے پاس۔ ورنہ ہم میک اپ بھی کر لیتے''...... کرنل زید نے کہا۔

''ہمارے قد و قامت کے فوجی تو یہاں مل جائیں گے اور ہم ان کی یونیفارم بھی حاصل کر لیں گے لیکن جوزف اور نیتو کے قد و قامت کا شاید ہی کوئی فوجی ملے یہاں''...... ڈاکٹر آبیلہ نے کہا۔

''عمران صاحب بھی جوزف کو اسی لئے گریٹ لینڈ چھوڑ کر آئے تھے کہ اس پر

کسی کا میک اپ نہیں ہو سکتا تھا‘‘......اس بار ڈابگر نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔

’’تمہارے بیگ میں اسلحہ موجود ہے‘‘......کرنل زید نے جوزف سے پوچھا۔

’’یس مسٹر زید۔ اسلحے کے بغیر تو ہم کسی مشن پر جا ہی نہیں سکتے‘‘......جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’اگر مہربانی کرو تو مجھے اور میرے ساتھیوں کو کچھ اسلحہ دے دو‘‘......کرنل زید نے کہا۔

’’مسٹر زید۔ جو کچھ میرے پاس موجود ہے وہ میں دے سکتا ہوں اس میں تکلف اور مہربانی والی کوئی بات نہیں۔ تم باس کے دوست ہو اور باس کے دوستوں کا احترام کرنا میرا فرض ہے‘ ذ......جوزف نے کہا۔

’’اور میں تو تمہارے باس کی چھوٹی بہن ہوں‘‘......ڈاکٹر آبیلہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’یس مس۔ لیڈی ہونے کی وجہ سے آپ ویسے بھی زیادہ قابل احترام ہیں‘......جوزف نے کہا اور پھر اس نے اپنا بیگ کھولا۔ اس کے بیگ میں تین مشین پسٹلز اور تین ریوالور موجود تھے۔ اس نے دو مشین پسٹلز اور تینوں ریوالورز کرنل زید کو دیئے۔ مشین پسٹلز کے راؤنڈ اور ریوالورز کی فاضل گولیاں بھی اس نے کرنل زید کو دے دیں۔ کرنل زید نے ایک ریوالور اپنے پاس رکھا اور باقی اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیئے۔

’’جو ساتھی اسلحے سے بچ گئے ہیں وہ فکر نہ کریں۔ جیسے جیسے آدمی ہاتھ لگتے جائیں گے ویسے ویسے ہمارے پاس اسلحہ آتا جائے گا‘‘......ڈاکٹر آبیلہ نے اپنے دلکش انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

’’تھینک یو۔ جوزف اور میرا خیال ہے کہ اب ہمیں آگے بڑھنا چاہئے‘‘......کرنل زید نے جوزف کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ دور دور تک نظر دوڑانے لگے۔ انہیں دور درختوں پر کچھ افراد نظر آنے لگے جو باقاعدہ یونیفارم میں

تھے اور اب انہیں اس طرح ان کے سروں پر پہنچنا تھا جیسے بلی اپنے شکار کے سر پر پہنچتی ہے۔انہوں نے راستے میں موجود درختوں اور جھاڑیوں کا جائزہ لیا۔درخت اور جھاڑیاں کثیر تعداد میں تھیں۔جھاڑیوں کی اونچائی تقریباً تین سے چار فٹ کے درمیان تھی۔یہ جھاڑیاں انہیں دشمنوں سے چھپا سکتی تھیں۔اچھی طرح جائزہ لینے کے بعد کرنل زید نے انہیں اشارہ کیا اور پھر وہ نہایت احتیاط سے آگے بڑھنے لگے۔وہ جھکے جھکے انداز میں آگے بڑھ رہے تھے۔ ان کے لئے سب سے اچھی بات یہ تھی کہ جھاڑیاں کانٹے دار نہیں تھیں۔وہ اتنی احتیاط کر رہے تھے کہ جھاڑیاں ہل بھی نہیں رہی تھیں۔

وہ چلتے چلتے اس جگہ پہنچ گئے جہاں انہیں انسانوں کے بولنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ان سے تقریباً چالیس قدم کے فاصلے پر ایک گھنے درخت پر تین آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔وہ یونیفارم میں تھے اور ان کے پاس مشین گنیں تھیں۔لیکن ان کے بیٹھنے کے انداز میں لاپرواہی تھی اور یہ اس لئے تھا کہ ان کے تو وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ کوئی اجنبی اس طرح اس جزیرے پر آسکتا تھا۔وہ تینوں اپنی ڈیوٹی سے اکتائے ہوئے تھے اور اپنے حکام کو برا بھلا کہہ رہے تھے۔جنہوں نے انہیں ایسی بور ڈیوٹی پر لگایا ہوا تھا۔ان کے نزدیک بھلا یہ بھی کوئی ڈیوٹی تھی کہ درخت پر بیٹھے رہو اور ارگرد پر نظر رکھو۔جبکہ جزیرے کے چاروں طرف جدید سائنسٹیفک سیکورٹی سسٹم کام کر رہے تھے ان سسٹم کے ہوتے ہوئے بھلا اس نگرانی کی کیا ضرورت تھی۔وہ کچھ دیر تک ان کی باتیں سنتے رہے پھر کرنل زید نے مٹی کا ای ایک ڈھیلا اٹھا کر کچھ فاصلہ پر اچھال دیا۔

''یہ۔یہ۔آواز کیسی تھی'' ......درخت پر موجود فوجیوں میں سے ایک نے چونک کر کہا۔دشمن آگئے ہیں۔ارے یار۔ہوگا کوئی چھوٹا موٹا جانور۔تم پریشان ہو جاتے ہو'' ......دوسرے فوجی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ہاں۔تم ٹھیک کہتے ہو یہاں بھلا کون آسکتا ہے'' ...... پہلے فوجی نے کہا اور وہ تینوں دوبارہ مطمئن ہو گئے۔

وہ تینوں ہی ان کے نشانے پر تھے لیکن یہ لوگ ان پر فائر نہیں کرنا چاہتے تھے

کیونکہ ان کے پاس جو مشین پسلز اور ریوالورز تھے وہ بغیر سائلنسر کے تھے ایک فائر پورے جزیرے کو ہوشیار کر سکتا تھا جبکہ وہ چاہتے تھے کہ وہ خاموشی سے آگے بڑھتے رہیں۔ اس لئے کرنل زید فائر کرنے سے گریزاں تھا اور جوزف بھی اس کا ہم خیال ہی تھا۔ تینوں فوجی مطمئن ہو کر دوبارہ آپس کی باتوں میں مصروف ہو گئے۔ کرنل زید نے ایک اور مٹی کا ڈھیلا اٹھایا اور اسے اچھال دیا۔ جب وہ زمین پر گرا تو جھاڑیاں ہلیں اور اس کے گرنے کی آواز پیدا ہوئی۔

''آواز دوبارہ آئی ہے۔ میں دیکھ کر آتا ہوں کہ یہ کون سا جانور ہے''...... جو فوجی پہلی بار چونکا تھا اس نے کہا اور پھر انہیں ایک فوجی درخت سے نیچے اترتا ہوا دکھائی دیا۔ مشین گن اس کے کاندھے سے لٹکی ہوئی تھی۔ درخت سے اترنے کے بعد اس نے مشین گن ہاتھ میں پکڑی اور ان کی طرف آنے لگا۔ ان کی نظریں اس فوجی پر اور درخت پر موجود دیگر دو فوجیوں پر جمی ہوئی تھیں۔ درخت پر موجود دونوں فوجی پانچ چھ قدموں تک تو اسے غور سے دیکھتے رہے پھر ان کی توجہ اس سے ہٹ گئی۔ وہ دوبارہ ایک دوسرے سے باتوں میں مشغول ہو گئے۔ وہ فوجی جھاڑیوں میں ادھر ادھر دیکھتا ہوا ان کے کافی قریب آ گیا اور پھر گویا بجلی کی سی کوندی ہو۔ ایک سیکنڈ سے بھی ہزارویں حصے میں جوزف اچھلا۔ اس کی چھلانگ کی رفتار چیتے کی رفتار سے بھی کئی گنا زیادہ تھی۔ اس کا ایک ہاتھ فوجی کے منہ پر جم گیا اور دوسرا اس کی گردن پر۔ اگلے ہی لمحے فوجی جھاڑیوں میں غائب ہو گیا۔ جوزف نے اس کی گردن کی ہڈی ہی توڑ دی تھی اور اسے قابو بھی کر لیا تھا تا کہ وہ تڑپ ہی نہ سکے۔

''ارے۔ یہ سمور کہاں گیا ہے''...... چند لمحوں بعد انہیں درخت پر بیٹھے ہوئے ایک فوجی کی آواز سنائی دی۔

''ابھی تو موجود تھا۔ اب کہاں گیا۔ سمور۔ سمور''...... دوسرے فوجی نے کہا اور پھر اس نے اپنے ساتھی کو آوازیں بھی دیں لیکن سمور زندہ ہوتا تو اس کی آواز پر جواب دیتا۔ اب تک تو اس کا تڑپنا بھی ختم ہو چکا تھا۔

''معلوم نہیں کہاں چلا گیا۔ آؤ دیکھتے ہیں''...... پہلے فوجی نے کہا۔

''رہنے دو۔ کہاں جانا ہے اس نے یہیں کہیں ہوگا آ جائے گا''...... دوسرے فوجی نے کہا۔

''میں تو یہاں بیٹھے بیٹھے مرنے کی حد تک بور ہو گیا ہوں۔ نیچے کچھ چہل قدمی ہی ہو جائے گی''...... پہلے والے فوجی نے کہا اور پھر وہ درخت سے نیچے اترنے لگا۔ اس کے پیچھے دوسرا فوجی بھی درخت سے نیچے آنے لگا۔

''سمورا ادھر جا رہا تھا۔ دیکھتے ہیں وہ کہیں مر تو نہیں گیا''...... ایک فوجی نے کہا اور پھر وہ دونوں ان کی طرف بڑھنے لگے۔ وہ سب ہی دم سادھے بیٹھے تھے انہیں اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر کرنل زید نے جوزف اور نیتو کی طرف دیکھا۔ دونوں ہی کرنل زید کی نظروں کا مطلب سمجھ گئے تھے وہ دونوں ہی اس چیتے کی مانند چوکس ہو گئے جو اپنے شکار پر جھپٹنے والا ہو۔ پھر جیسے ہی وہ دونوں فوجی ان کی رینج میں آئے یہ دونوں چیتوں کی مانند اچھلے ان کے ایک ایک ہاتھ ان کے منہ پر جم گئے اور دوسرے ہاتھ سے انہوں نے اپنے اپنے شکار کی گردنیں توڑ دیں۔

''گڈ۔ ایک یونیفارم میں پہن لیتا ہوں۔ دوسری حارث پہن لے اور تیسری مائرہ۔ اور اب ہمارے پاس اسلحہ بھی پورا ہو گیا ہے لیکن اسلحہ ہم اس وقت استعمال کریں گے جب مجبوری ہو گی۔ ورنہ اسلحہ استعمال نہیں کرنا اور یہ کوشش بھی کرنی ہے کہ ہمارے ہاتھوں مرنے والے افراد کی چیخ بھی بلند نہ ہو۔ چیخ کی آواز بھی اس جنگل میں بہت دور تک جا سکتی ہے''...... کرنل زید نے کہا تو سب نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیئے۔ پھر نیتو اور ایگل ون، ایگل ٹو نے فوجیوں کی یونیفارم اتاریں۔ جنہیں انہوں نے اپنے کپڑوں کے اوپر ہی پہن لیا اور سر پر ٹوپیاں بھی رکھ لیں۔ اس کے بعد وہ پھر آگے بڑھنے لگے۔ آگے بڑھتے ہی وہ اب بھی بہت احتیاط کر رہے تھے۔ دو تین درختوں پر انہیں مچانیں بھی دکھائی دیں لیکن یہاں کوئی آدمی انہیں نظر نہ آیا۔

وہ چار پانچ منٹ چلے تھے کہ انہیں ایک درخت پر تین اور فوجی بیٹھے ہوئے نظر آ گئے۔ ان کے ہاتھوں میں بھی مشین گنیں تھیں اور ان کے چہروں پر بھی بوریت کے

تاثرات تھے۔ کرنل زید نے ایس پی حارث اور مائرہ کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور باقیوں کو وہیں رکنے کا اشارہ کیا۔ اس کے بعد کرنل زید ایس پی حارث اور مائرہ کے ساتھ اس درخت کے قریب پہنچ گیا جہاں وہ فوجی بیٹھے ہوئے تھے۔

''اے نیچے آؤ'' ...... کرنل زید نے ان سے کہا۔ وہ تینوں انہیں غور سے دیکھ رہے تھے۔ مائرہ کو دیکھ کر تو ان کی آنکھوں میں چمک بھی آ گئی تھی۔ کرنل زید کے کہنے پر وہ تینوں تیزی سے نیچے اتر آئے۔

''تم کون ہو۔ تم تو گریٹ بھی نہیں لگتے پھر کیسے آرمی میں آ گئے اور یہ لڑکی۔ واؤ۔ یہ تو بہت شاندار ہے'' ...... ایک فوجی نے مائرہ کو ہوس بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''کرنل زید نے اس کی بات کا جواب تو نہ دیا۔ البتہ اس کا ہاتھ حرکت میں آیا۔ اس نے فوجی کے منہ پر ہاتھ رکھا اور دوسرے ہاتھ سے اس کی گردن پکڑ لی۔ ایس پی حارث اور مائرہ بھی بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے اور نتیجے کے طور پر وہ تینوں ڈفوجی ہی زمین پر گر کر تڑپنے لگے انہیں تڑپتا دیکھ کر کرنل زید کے دوسرے ساتھی اور جوزف ان کے قریب آ گئے۔

''ان کی یونیفارمز پرنسز آبیلہ، ایگل ون اور ایگل ٹو پہن لیں'' ...... کرنل زید نے کہا تو اس کے ساتھیوں نے اس کے حکم پر عمل کیا۔ ان تینوں کے یونیفارمز پہننے کے بعد وہ لوگ ایک بار پھر آگے بڑھنے لگے۔ وہ درختوں کے ایک گھرے جھنڈ کے قریب سے گزر رہے تھے کہ اچانک ہی اٹھارہ بیس فوجی ان کے سامنے آ گئے۔

''ہینڈز اپ۔ اگر کسی نے کوئی حرکت کی تو اسے گولیوں سے اڑا دیا جائے گا'' ...... ایک فوجی نے جس کے سٹار اسے کیپٹن ظاہر کر رہے تھے۔ چیختے ہوئے کہا ان فوجیوں نے انہیں آناً فاناً گھیرے میں لے لیا تھا۔ وہ سبھی مشین گنوں سے مسلح تھے اور ان سب کی مشین گنوں کا رخ انہی کی طرف تھا۔

''سنا نہیں تم نے۔ جلدی سے ہاتھ بلند کرو۔ ورنہ میں فائر کھول رہا ہوں'' ...... کیپٹن نے کرخت لہجے میں کہا۔ بیس مشین گنوں کے نرغے میں کوئی حرکت کرنا،

موت کو دعوت دینے کے مترادف ہی تھا اس لئے سب سے پہلے کرنل زید نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کر لئے۔اس کے بعد اس کے ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی۔

’’تمہیں کچھ دیر تو حراست میں رہنا ہی ہوگا۔ کرنل سمارٹ گریٹ گورنمنٹ کی طرف سے آیا ہے۔ جب تک اس کا بندوبست نہیں ہو جاتا اس وقت تک تمہارا حراست میں رہنا ضروری ہے۔ ورنہ گڑبڑ ہو سکتی ہے‘‘...... میجر بونڈ نے میجر وائٹ سے کہا۔ میجر بونڈ بھی اسرائیلی ایجنٹ ہی تھا۔

’’جانتا ہوں میں لیکن میری حراست کا دورانیہ طویل نہیں ہے۔ باس خود یہاں آ رہے ہیں جلد ہی کرنل سمارٹ اپنے ٹھکانے پر پہنچ جائے گا‘‘...... میجر وائٹ نے منہ بناتے ہوئے کہا تو میجر بونڈ مسکرانے لگا۔

’’مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ہماری حکومت نے اپنا یہ پراجیکٹ اپنی سرزمین پر بنانے کی بجائے یہاں کیوں بنایا ہے۔ یہاں سرمایہ بھی کئی گنا صرف ہو رہا ہے ہمیں محنت بھی کئی گنا کرنا پڑ رہی ہے اور ہر لمحے یہ اندیشہ بھی رہتا ہے کہ کہیں گریٹ گورنمنٹ ہمارے سیٹ اپ سے باخبر نہ ہو جائے۔ ہمیں غیر ملک میں اپنا یہ سیٹ اپ بنانے

اور اسے قائم رکھنے میں کس قدر مشکلات پیش آ رہی ہیں“ ...... میجر بونڈ نے کہا۔

”تمہاری بات ہمارے حد تک تو ٹھیک ہے لیکن کوئی بھی گورنمنٹ بغیر سوچے سمجھے کوئی منصوبہ نہیں بناتی۔ حکومت میں اعلیٰ ذہن کے لوگ موجود ہوتے ہیں۔ اسرائیلی ساری دنیا کی آنکھوں کا کانٹا ہے۔ دنیا بھر کی سیکرٹ ایجنسیوں کی نظریں اسرائیل پر جمی رہتی ہیں۔ ہمارا سرپرست اعلیٰ ایکریمیا بھی شاید ہمارے ملک کے ایک ایک انچ کی مانیٹرنگ کرتا ہے جبکہ ہم نے اس پراجیکٹ کو دنیا بھر کی نظروں سے پوشیدہ رکھنا تھا۔ تاکہ یہ پراجیکٹ مکمل ہو اور ہمارا گریٹ اسرائیل کا خواب شرمندہ تعبیر ہو سکے۔ اس لئے اربوں ڈالرز اضافی خرچ کر کے اور انتہائی مشکل ترین بلکہ ناممکن سیٹ اپ بنا کر ہم نے یہاں یہ پراجیکٹ شروع کیا ہے جواب مکمل ہونے کے قریب ہے“ ...... میجر وائٹ نے کہا۔

”یہ سب باتیں معلوم تو مجھے بھی ہیں لیکن میں کسی وقت اکتا سا جاتا ہوں اور سوچتا ہوں کہ اپنا ملک اپنا ملک ہی ہوتا ہے“ ...... میجر بونڈ نے کہا۔

”اپنا ملک“ ...... میجر وائٹ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو میجر بونڈ نے چونک کر اسے دیکھا۔

”کیا کہنا چاہتے ہو تم“ ...... میجر بونڈ نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”یہ زمین بھی تو فلسطینیوں کی ہے۔ ہم نے تو اسلحے اور طاقت کے بل بوتے پر قبضہ کیا ہوا ہے اور اپنا ملک بنایا ہوا ہے“ ...... میجر وائٹ نے کہا تو میجر بونڈ نے اسے غصیلی نظروں سے دیکھا۔

”یہ بات تم نے میرے سامنے تو کہہ دی ہے اور میں نے برداشت بھی کر لی ہے کیونکہ تم میرے بچپن کے دوست ہو۔ لیکن کسی اور کے سامنے یہ بات نہ کہہ دینا۔ تمہیں فوری طور پر شوٹ کر دیا جائے گا“ ...... میجر بونڈ نے غصیلے لہجے میں کہا تو میجر وائٹ کو احساس ہو گیا کہ اس نے لاشعوری طور پر سچ بات کہہ دی ہے اور یہ ایسا سچ ہے جس کی سزا واقعی موت ہے۔

”ہاں۔ میں غلط کہہ گیا۔ سوری“ ...... میجر وائٹ نے فوراً ہی معذرت کرتے

ہوئے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ میجر بونڈ اس کی بات کا جواب دیتا۔ ٹیلی فون کی بیل بجنے لگی۔ بیل کی آواز سن کر دونوں ہی چونکے۔ پھر میجر بونڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

''یس میجر بونڈ اسپیکنگ''...... اس نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

''سر۔ کیا میجر وائٹ صاحب کی جگہ آپ کام کر رہے ہیں''...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''تم کون بول رہے ہو''...... میجر بونڈ نے پہلے سے بھی سخت لہجے میں کہا۔

''سر۔ میں تاشو آئی لینڈ کے جنوبی حصے کا سیکورٹی انچارج کیپٹن ہیگ بول رہا ہوں۔ میجر وائٹ صاحب نے مجھے خصوصی چارج دیا ہوا ہے''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ خصوصی چارج کا مطلب یہ تھا کہ وہ بھی ہارڈ ایجنسی کا ہی ایجنٹ ہے اور چونکہ میجر وائٹ ہی ان سے رابطہ رکھتا تھا اس لئے وہی ان سب ایجنٹوں کے بارے میں اچھی طرح جانتا تھا۔ میجر بونڈ مکمل طور پر نہیں جانتا تھا کہ یہاں کون کون ان کا ایجنٹ ہے۔

''ہاں۔ میں نے تھوڑی مدت کے لئے میجر وائٹ صاحب کی جگہ کام کرنا ہے۔ میجر صاحب میرے ساتھ ہی بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے خصوصی چارج کے بارے میں ابھی مجھے بریفنگ دینی ہے۔ بہر حال تم بتاؤ کہ تم نے فون کیوں کیا ہے''...... میجر بونڈ نے تحکمانہ لہجے میں کا اور ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''سر۔ یہاں جنوبی حصے میں کچھ مشکوک لوگ موجود ہیں ان کی تعداد نو ہے جن میں دو عورتیں ہیں اور باقی مرد ہیں۔ میں نے انہیں دوربین سے دیکھا ہے''...... دوسری طرف سے کیپٹن ہیگ نے کہا تو میجر وائٹ اور میجر بونڈ بری طرح چونکے۔

''مشکوک افراد۔ کون ہیں یہ''...... میجر بونڈ نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''معلوم نہیں سر۔ یہ ہیں تو گریٹ آرمی کی یونیفارم میں لیکن یہ میرے لئے بالکل اجنبی ہیں سر ان کے ساتھ دو افریقی حبشی بھی ہیں اور یہ افریقی یونیفارم میں نہیں

ہیں‘‘......کیپٹن ہیگ کی آواز سنائی دی۔
’’کون ہو سکتے ہیں یہ اور جزیرے تک کیسے پہنچ گئے۔ جزیرہ تو چاروں طرف سے محفوظ ہے پھر اجنبی افراد کیسے آسکتے ہیں اور ان کے پاس گریٹ آرمی یونیفارم کہاں سے آ گئی‘‘ ......میجر بونڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور میجر وائٹ کی طرف دیکھا۔ اس کے بھی چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔
’’سر۔ میرے لئے کیا حکم ہے‘‘......دوسری طرف سے کیپٹن ہیگ کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔
’’ان سب کو گرفتار کر کے انوسٹی گیشن سنٹر میں لے آؤ۔ ان سے پوچھ گچھ کرنی پڑے گی کہ یہ تاشو آئی لینڈ پر آئے کیسے ہیں‘‘ ......میجر بونڈ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔
’’اوکے سر‘‘......کیپٹن ہیگ نے کہا تو میجر بونڈ نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔
’’تاشو کے چاروں جانب کی مانیٹرنگ شارلو کرتا ہے اور مشکوک افراد کو اڑانا اس کی ذمہ داری ہے۔ میں اس سے پوچھتا ہوں کہ یہ لوگ جزیرے پر کیسے پہنچے ہیں‘‘......میجر وائٹ نے کہا اور پھر اس نے اپنی جیب سے اپنا مخصوص سیل فون سیٹ نکالا اور نمبرز پریس کرنے لگا۔
’’یس شارلو اسپیکنگ‘‘......رابطہ ہونے پر دوسری طرف سے بھاری آواز سنائی دی۔
’’میجر وائٹ بول رہا ہوں‘‘......میجر وائٹ نے سخت لہجے میں کہا۔
’’اوہ۔ یس سر‘‘......میجر وائٹ کی آواز سن کر شارلو نے چونکتے ہوئے کہا۔
’’تم کیسی مانیٹرنگ کر رہے ہو۔ آئی لینڈ پر نو اجنبی افراد گھس آئے ہیں‘‘......میجر وائٹ نے کرخت لہجے میں کہا۔
’’اوہ۔ نو اجنبی افراد اور آئی لینڈ میں۔ سر یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں‘‘......شارلو کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔
’’میں جھوٹ بول رہا ہو‘‘......میجر وائٹ نے اس مرتبہ غراتے ہوئے کہا۔
’’اوہ۔ نو۔ نو سر۔ میرا یہ مطلب نہیں ہے۔ میں تو حیران ہو رہا ہوں باہر سے تو

کوئی بھی جزیرے میں داخل نہیں ہوا۔ایک مشکوک آبدوز اور ایک مشکوک موٹر بوٹ سمندر میں دکھائی دی تھی اور میں نے اسے اڑا دیا تھا اور اس کارروائی کی رپورٹ بھی مادام کو دے دی تھی‘‘......شارلو نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

’’اگر یہ باہر سے نہیں آئے تو کیا انہوں نے جزیرے میں جنم لیا ہے‘‘......میجر وائٹ نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

’’سر۔ان کے حلیئے کیا ہیں‘‘......دوسری طرف سے شارلو نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

’’میں نے انہیں نہیں دیکھا۔جنوبی حصے کے سیکورٹی انچارج نے مجھے رپورٹ دی ہے۔ان نو افراد میں سے دو افریقی حبشی ہیں‘‘......میجر وائٹ نے بدستور طنزیہ لہجے میں کہا۔

’’نو افراد اور ان میں سے دو حبشی۔یہ تو موٹر بوٹ والا گروپ ہے لیکن موٹر بوٹ کو تو میں نے گہری سمندر میں میزائل مار کر تباہ کر دیا تھا پھر یہ کیسے بچ گئے اور نہ صرف بچ گئے بلکہ یکا یک جزیرے پر بھی پہنچ گئے‘‘......دوسری طرف سے شارلو کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

’’مجھے پہلے ہی شک تھا کہ یہ تمہاری غفلت کی وجہ سے ہوا ہے۔اوکے میں مادام سے بات کرتا ہوں‘‘......میجر وائٹ نے کرخت لہجے میں کہا اور پھر اس نے کال منقطع کر دی۔کال کاٹنے کے بعد اس نے مادام تاؤ کے خصوصی نمبر پریس کئے۔معاملا سنگین ہو گیا تھا۔

’’یس‘‘......رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے مادام تاؤ کی غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

’’مادام۔میں میجر وائٹ بول رہا ہوں‘‘......میجر وائٹ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’ہاں بولو‘‘......مادام نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

’’مادام۔جزیرے میں نو دشمن آگئے ہیں اور میں نے انہیں گرفتار کر لیا

ہے“......میجر وائٹ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”نو دشمن۔ جزیرے میں۔ واٹ نانسنس۔ کیا بکواس کر رہے ہو“...... مادام تاؤ نے کرخت لہجے میں کہا۔

”یس مادام“......میجر وائٹ نے کہا اور پھر اس نے مکمل رپورٹ دے دی۔

”حالات کافی حد تک بگڑ چکے ہیں اس لئے کرنل ہیڈ لے خود آرہے ہیں لیکن تم نے ان دشمنوں کو گرفتار کرنے کا حکم کیوں دیا ہے۔ ان کی فوری ہلاکت کا حکم دینا تھا“...... مادام تاؤ نے اس مرتبہ نسبتاً نرم لہجے میں کہا۔

”مادام۔ میں ان سے معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اس قدر انتظامات کے باوجود وہ کس طرح جزیرے میں داخل ہونے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ تاکہ انتظامات کی وہ خامی سامنے آئے اور اس خامی کو دور کیا جا سکے“......میجر وائٹ نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”ہم نے اب زیادہ دن یہاں نہیں رہنا۔ باس بس یہاں پہنچنے ہی والے ہیں اور ہمارا پراجیکٹ بھی مکمل ہونے والا ہے۔ جیسے ہی پراجیکٹ مکمل ہوگا ہم نے تاشو آئی لینڈ چھوڑ دینا ہے لہٰذا اب سیکورٹی کی خامیاں تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم فوری طور پر ان افراد کو آف کر دو اور پھر مجھے رپورٹ دو“...... مادام تاؤ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”یس مادام۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی“......میجر وائٹ نے میجر بونڈ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”مادام تو کہہ رہی ہیں کہ حالات خراب ہو چکے ہیں“......میجر وائٹ نے بونڈ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”حالات خراب ہوں یا اچھے۔ ہم نے تو مادام کے حکم کی تعمیل کرنی ہوتی ہے“......میجر بونڈ نے کہا۔

”کیپٹن ہیگ نے بھی ابھی تک رپورٹ نہیں دی“......میجر وائٹ نے میجر بونڈ کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

اس کی بات ابھی مکمل ہوئی ہی تھی کہ ٹیلی فون کی بیل بج اٹھی اس مرتبہ میجر وائٹ نے ہی رسیور اٹھایا اور کان سے لگایا۔اسے توقع تھی کہ یہ کال کیپٹن ہیگ کی ہے۔

''یس۔میجر وائٹ اسپیکنگ''......میجر وائٹ نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

''سر۔اجنبی افراد انوسٹی گیشن سنٹر میں پہنچ چکے ہیں اور انہیں باندھ دیا گیا ہے''......اس کی توقع کے مطابق دوسری طرف سے کیپٹن ہیگ کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''اوکے۔میجر بونڈ صاحب ان کی ہلاکت کے لئے آ رہے ہیں''......میجر وائٹ نے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔

''اس کی رپورٹ کرنل سمارٹ کو بھی کرنی چاہیئے۔اسے معلوم ہو گیا تو پھر وہ کوئی کارروائی کرسکتا ہے''......میجر بونڈ نے کہا تو میجر وائٹ نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا اور پھر وہ سوچنے لگا۔

''رہنے دو۔ہم اپنی کارروائی کرتے ہیں بعد میں جو ہوگا دیکھا جائے گا''......چند لمحے سوچنے کے بعد میجر وائٹ نے کہا تو میجر بونڈ نے بھی تائیدی انداز میں سر ہلا دیا۔

''اوکے۔میں دشمنوں کا خاتمہ کرکے آتا ہوں اس کے بعد کرنل سمارٹ کو رپورٹ دیں گے۔ہماری کارروائی بھی ہو جائے گی اور اس کا اعتراض بھی ختم ہو جائے گا''......میجر بونڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔پھر وہ اٹھا اس نے اپنی جیب چیک کی اس کی جیب میں مشین پسٹل موجود تھا۔مشین پسٹل کی موجودگی چیک کرنے کے بعد وہ کمرے سے باہر آ گیا اور پھر دو منٹ بعد وہ انوسٹی گیشن سنٹر پہنچ گیا۔جیسے ہی وہ سنٹر میں داخل ہوا کیپٹن ہیگ اس کے سامنے آ گیا۔کیپٹن ہیگ نے اسے سیلوٹ کیا۔لیکن اس نے کیپٹن ہیگ کے سیلوٹ کا جواب دینا گوارا نہ کیا۔

''کس روم میں ہیں وہ دشمن''......میجر بونڈ نے تخوت بھرے لہجے میں کہا۔

''سر۔بلیک روم میں ہیں''......کیپٹن ہیگ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''او کے۔ آؤ میرے ساتھ'' ......میجر بونڈ نے بدستور تکبر بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ دونوں بلیک روم میں آ گئے ۔ یہ درمیانے سائز کا کمرہ تھا جس کی دیواروں کو بلیک کلر کیا گیا تھا۔ کمرے میں ان کے پانچ مسلح افراد موجود تھے۔ کمرے میں صرف ایک کرسی رکھی ہوئی تھی ۔فرش پر ایک قالین بچھا ہوا تھا۔ قالین پر نو افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ جن کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے۔ ان نو میں سے پانچ تو ایشین مرد لگ رہے تھے۔ دو طویل جسامت کے اور کالی رنگت کے تھے جبکہ دو نوجوان اور خوبصورت لڑکیاں تھیں۔ ایک لڑکی تو بے انتہا حسین تھی اور اپنی شخصیت کے لحاظ سے وہ کسی ملک کی پرنسز لگ رہی تھی ۔ اس لڑکی کے حسن کو دیکھ کر میجر بونڈ کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی ۔ ایسا حسن اس نے اپنی زندگی میں پہلے کبھی دیکھا ہی نہیں تھا۔ وہ اپنی ہوس بھری نظروں سے اس لڑکی کو دیکھنے لگا۔ یہ افراد کرنل زید اس کے ساتھی اور جوزف تھے۔

''اے لڑکی۔ کیا نام ہے تمہارا'' ......میجر بونڈ نے انتہائی حسین لڑکی جو ڈاکٹر آبیلہ تھی سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

''مس سے نہیں۔ مجھ سے بات کرو مسٹر'' ......نیتو نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ نیتو کی آواز سن کر میجر بونڈ نے اس کی طرف دیکھا اس کے چہرے پر طنز اور نفرت کے ملے جلے تاثرات ابھر آئے۔ نفرت صرف اس لئے تھی کہ نیتو کالی رنگت کا تھا اور میجر بونڈ کالوں سے نفرت کرنے والا تھا۔

''تم سے میں بات نہیں کروں گا بلکہ میرا یہ مشین پسٹل بات کرے گا لیکن ذرا ٹھہرو۔ میں پہلے اس حسین و جمیل لڑکی کو جی بھر کر دیکھ لوں۔ قدرت کا ایسا حسین شاہکار میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا'' ......میجر بونڈ نے نفرت بھرے لہجے میں نیتو سے کہا اور اس کے بعد وہ پھر ڈاکٹر آبیلہ کو دیکھنے لگا۔

''شٹ اپ۔ نانسنس ، ایڈیٹ۔ اپنی گندی نظریں مس کے چہرے سے ہٹاؤ ورنہ'' ......نیتو نے غراتے ہوئے کہا۔

''ورنہ۔ ورنہ تم کیا کر لو گے کالے غلیظ آدمی'' ......میجر بونڈ نے کرخت لہجے میں

کہا۔

''ورنہ میں تمہیں مارنے سے پہلے تمہاری آنکھیں بھی نکال لوں گا''...... نیتو نے کہا۔

''ہاہاہا۔ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ۔ میرے سامنے چوہوں کی مانند بے بس پڑے ہو اور مجھے دھمکی دے رہے ہو جیسے تم نے مجھے بے بس کیا ہوا ہو''...... میجر بونڈ نے نفرت بھرا قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

''مسٹر۔ تم اس سے نہیں مجھ سے بات کرو''...... کرنل زید نے میجر بونڈ سے کہا۔

''تم سے بات کروں لیکن کیوں۔ مجھے کیا ضرورت ہے تم سے بات کرنے کی''...... میجر بونڈ نے کہا۔

''او کے۔ تمہیں ہم سے بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن ہمیں ضرورت ہے''...... کرنل زید نے کہا۔

''میں یہاں تمہاری ضرورتیں پوری کرنے نہیں آیا۔ اس کھلونے کو دیکھ کر میں نے سوچا تھا کہ میں پہلے اس سے کھیلوں گا پھر تم سب کا خاتمہ کروں گا۔ تا کہ کھیل سے پہلے موڈ خراب نہ ہو۔ لیکن اب اس کالے کی باتیں سن کر میں نے اپنا ارادہ بدل دیا ہے اب میں پہلے تم سب مردوں کا خاتمہ کروں گا اور اس کے بعد ان دونوں کھلونوں سے کھیلوں گا۔ یہ لڑکی تو قیامت خیز حسن کی مالک ہے ہی۔ یہ دوسری بھی کسی سے کم نہیں ہے''...... میجر بونڈ نے پہلے تو کرخت لہجے میں کہا لیکن گفتگو کے آخر میں اس نے ڈاکٹر آبیلہ اور مائرہ کی طرف دیکھا اور مسکراتے ہوئے اپنی بات مکمل کی۔

''تم ہم سے یہ نہیں پوچھو گے کہ ہم یہاں کیوں آئے ہیں اور سیکورٹی کے اتنے سسٹم ہونے کے باوجود ہم یہاں پہنچ گئے ہیں''...... کرنل زید نے کہا۔ دراصل وہ زیادہ سے زیادہ وقت حاصل کرنا چاہتا تھا تا کہ رسی کھولنے کے لئے زیادہ وقت مل سکے لیکن گانٹھیں کچھ ایسی تھیں جو ان کی سمجھ میں نہیں آرہی تھیں۔

''تم جو بھی مقصد لے کر آئے ہو تمہارے خاتمہ کے ساتھ ہی وہ مقصد بھی مر

جائے گا اور یہاں کے سائنسی سیکورٹی سسٹم کو کسی سائنسی حربے سے ہی تم نے دھوکا دیا ہوگا۔ یہ سائنس کا دور ہے لیکن کوئی بھی سائنس ایجاد حتمی تو نہیں ہے اور ہمیں تمہارا وہ سائنسی حربہ جاننے کی ضرورت بھی نہیں ہے کیونکہ ہم یہاں جس مقصد کے لئے آئے ہوئے ہیں وہ مقصد پورا ہونے والا ہے اس کے بعد تاشوآئی لینڈ ہوگا اور گریٹ فورسز ہوں گی"...... میجر بونڈ نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا ساتھ ہی اس کے چہرے پر کامیابی کے تاثرات بھی ابھر آئے۔ اس کی آنکھوں میں بھی کامیابی کی چمک آ گئی تھی۔

"یہ تمہاری زندگی سب سے بڑی خوش فہمی ہے اور تمہارا گریٹ اسرائیل کا جو خواب ہے وہ کبھی تعبیر نہیں پا سکے گا"...... جوزف نے طنزیہ لہجے میں کہا اس کے ناخنوں میں مخصوص کیمیکل لگے بلیڈ فٹ تھے۔ جو عام طور پر نظر بھی نہیں آتے تھے۔ اس نے ان بلیڈوں سے رسی کاٹ لی تھی اگر اس کے ناخنوں میں کیمیکل لگے بلیڈ فٹ نہ بھی ہوتے تو بھی اسے فکر نہیں تھی کیونکہ اس میں اتنی طاقت تھی کہ وہ کسی بھی رسی کو ایک جھٹکے سے توڑ سکتا تھا۔

"شٹ اپ۔ کالے آدمی۔ میں کالوں سے تو ویسے ہی سخت نفرت کرتا ہوں اور تم کالے ہو کر زبان چلانے جا رہے ہو۔ میں موت کا بازار گرم کر رہا ہوں اور آغاز تمہاری موت سے ہوگا"...... میجر بونڈ نے غصے اور نفرت کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ کہا اور پھر اس نے اپنے مشین پسٹل کا رخ جوزف کی طرف کیا۔ اسی لمحے اس کی آنکھوں میں وحشت پیدا ہوگئی اور اس کا چہرہ کسی بھیڑیئے کی مانند ہو گیا۔ مشین پسٹل کے ٹریگر پر انگلی کا دباؤ پڑا لیکن اس سے پہلے کہ ٹریگر دبتا۔

جوزف کسی کھلتے ہوئے سپرنگ کی مانند اچھلا۔ وہ ہوا میں بلند ہوا۔ ہوا میں بلند ہوتے ہی اس کے جسم نے قوس کی شکل اختیار کی اور اس کی دونوں ٹانگیں میجر بونڈ کے سینے میں جا لگیں اور اسی دوران ہی نیتو نے بھی اپنی رسی جوزف کی طرح توڑ دی تھی کیونکہ اس کے جسم میں پارہ بھر گیا تھا کہ اس کے باس کی منگیتر کی عزت خطرے میں ہے اور اس نے بھی تیز رفتاری سے رسیاں توڑتے ہوئے اچھل کر ان کی طرف

چھلانگ لگائی تھی۔

یہ ساری کارروائی ایک سیکنڈ کے بھی ہزاریں حصے میں ہوگئی تھی۔ میجر بونڈ اور اس کے ساتھی گوکہ ہارڈ ایجنسی کے تربیت یافتہ ایجنٹس تھے لیکن اتنی تیزی کا تو انہوں نے کبھی تصورت ہی نہیں کیا تھا۔

سینے میں پڑنے والی ٹھوکر کی وجہ سے میجر بونڈ اچھل کر دیوار سے جاٹکرایا۔ اس کے حلق سے چیخ بلند ہوئی اور اس کے واتھ پیر ڈھیلے پڑ گئے۔ یہ بھی اس کے حق مکیں بہتر ہوا تھا کہ پہلے اس کی کمر دیوار سے ٹکرائی تھی اگر اس کا سر دیوار سے ٹکرایا ہوتا تو اس کا سر پاش پاش ہوگیا ہوتا۔ جیسے ہی میجر بونڈ دیوار سے ٹکرایا تھا اس کے ساتھیوں کی نظریں بھی اس کے ساتھ ہی گھوم گئی تھیں۔ اس کی چیخ سننے کے بھی چند سیکنڈ بعد انہیں ہوش آیا لیکن اب تو بہت تاخیر ہو چکی تھی۔ موت ان کے سروں پر پہنچ چکی تھی۔ نیتو نے میجر بونڈ کا مشین پسٹل اٹھالیا تھا۔ میجر بونڈ کے ساتھی اپنی اپنی گنیں سیدھی کر ہی رہے تھے کہ کمرہ تیز فائرنگ کی آواز سے گونج اٹھا۔ فائرنگ کی اس تیز آواز میں انسانی چیخوں کی آوازیں بھی شامل ہوگئیں۔ بمشکل ایک دو سیکنڈ میں ہی کمرے میں موجود میجر بونڈ کے تمام ساتھی تڑپتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ ان سب کو موت کے حوالے کرنے کے بعد جوزف اور نیتو تیزی سے کرنل زید کی طرف بڑھے اور جوزف نے کرنل زید کی رسی کھول دی اا ور نیتو نے حارث کی رسی کھول دی اور پھر ڈابگر کی طرف بڑھا اور اس کی رسی بھی کھول دی۔ حارث مائرہ کی طرف بڑھا اور اس کی رسی کھولنے لگا تو مائرہ مسکراتے ہوئے پیار بھری نظروں سے اسے دیکھا کیونکہ مائرہ حارث کو بہت چاہنے لگی تھی گوکہ مائرہ باتونی تھی اور اس کے برعکس حارث کم گو اور بردبار تھا لیکن مائرہ بہت حسین لڑکی تھی اور حارث بھی اسے چاہتا تھا لیکن اس نے مائرہ کی محبت کا جواب ابھی محبت سے نہیں دیا تھا کیونکہ کم گو تھا یہ اور بات ہے مائرہ بھی اسے پسند تھی۔ دوسری طرف نیگرو نیتو گوری چٹی مائرہ کو پسند کرتا تھا اور محبت کا اظہار بھی کر چکا تھا لیکن مائرہ اسے ہنس کر ٹال دیتی تھی آج اپنے محبوب کے ہاتھوں رسیاں کھلتے دیکھ کر مائرہ کے چہرے پر حارث کے لیے پیار بھری

مسکراہٹ رینگ گئی تھی۔

''ویل ڈن جوزف اور نیتو۔تم دونوں کی پھرتی اور تیزی نے کمال ہے''...... کرنل زید نے جوزف اور نیتو کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

''باس یہ کیسے ہوسکتا ہے میری مالکن مس آبیلہ اور سوئیٹی آبیلہ کی عزت خطرے میں ہو اور نیتو بے بسی سے یہ سب دیکھتا جائے اس لیے طاقت ور رسیاں بھی اس جزبے کے تحت کمزور پر گئیں اور مسٹر جوزف کی طرح میں بھی حرکت میں آ گیا تھا۔نیتو نے مسکراتے ہوئے ادب سے کہا اور آخر میں مسکراتے ہوئے مائرہ کی طرف پیار سے دیکھا تو مائرہ نے بس مسکرانے پر ہی اکتفاء کیا البتہ باقی سب ممبران بھی نیتو کی بات سن کر مسکرا دیے کیونکہ سب جان چکے تھے کہ نیتو نیگر ہونے کے باوجود گوری چٹی آڑاڈانی مائرہ کو چاہنے لگا ہے لیکن مائرہ خشک مزاج اور بردبار ایس پی حارث کو چاہتی ہے اس لیے سب کے چہروں پر مسکراہٹ آ گئی تھی البتہ جوزف خاموش ہی رہا تھا کیونکہ یہ اڑاڈانی سیکرٹ ممبران کا آپس کا معاملہ تھا۔

''تھینک یو مسٹر زید۔لیکن یہ وقت باتوں کا نہیں ہے۔تم اس آفیسر سے سی ورلڈ کے بارے میں پوچھو۔یقیناً یہ سی ورلڈ کے بارے میں جانتا ہوگا''......جوزف نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔یہاں کرنل زید کی تعریف سے بھی اس کے چہرے پر کوئی تاثرات نہیں ابھرے تھے۔البتہ جب عمران اس کی تعریف کرتا تھا تو اسے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے اسے دنیا جہان کی دولت مل گئی ہو۔

''ہاں۔ہم نے اس سے معلومات لینی ہیں''......کرنل زید نے اثبات کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔پھر اس نے میجر بونڈ کی نبض چیک کی۔اس کی نبض چل رہی تھی۔کرنل زید نے اس کے چہرے پر تھپڑ رسید کر دیا۔اس تھپڑ سے میجر بونڈ کا سارا جسم ہی ہل کر رہ گیا۔پہلے تھپڑ کے بعد کرنل زید نے اس پر تھپڑوں کی بارش کر دی۔تقریباً ساتویں یا آٹھویں تھپڑ پر اک کے منہ سے چیخ نکلی اور اس کی آنکھیں کھل گئیں۔لیکن اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر موجود تکلیف کے تاثرات میں اور زیادہ اضافہ ہوگیا۔کرنل زید نے اس کے ہوش میں آجانے کے بعد ایک تھپڑ اور

رسید کر دیا۔ اس تھپڑ پر بھی میجر بونڈ کی چیخ بلند ہوئی۔

''تت۔تت۔تم نے مجھے تھپڑ مارے ہیں۔اس کا تمھیں خمیازہ بھگتنا پڑے گا''......میجر بونڈ نے تکلیف برداشت کرتے ہوئے اپنے لہجے کو کرخت بناتے ہوئے کہا۔ کمر میں لگنے والی چوٹ سے اسے سخت تکلیف محسوس ہو رہی تھی۔

''کیا نام ہے تمہارا''......کرنل زید نے اس کی دھمکی پر توجہ نہ دیتے ہوئے کہا۔

''میجر بونڈ میرا نام ہے اور میں تمھیں ایسی اذیت ناک موت ماروں گا کہ صدیوں تمہاری روحیں بھی چیختی رہیں گی''......میجر بونڈ نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فرش سے اٹھنے کی کوشش کی۔ جیسے ہی اس نے اٹھنے کی کوشش کی بے اختیار اس کے حلق سے چیخیں نکل گئیں اور تکلیف سے اس کا چہرہ بگڑ گیا۔

''تم تو اٹھ ہی نہیں سکتے۔ ہمیں کیا اذیت ناک موت مارو گے''......کرنل زید نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''تم۔تم زندہ نہیں بچ سکو گے''......تکلیف کے باوجود میجر بونڈ نے کرخت لہجے میں کہا۔

''میجر بونڈ۔ اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو اور مزید ٹوٹ پھوٹ کا شکار بھی نہیں رہنا چاہتے تو پھر ہمیں سی ورلڈ میں جانے کا طریقہ بتا دو''......کرنل زید نے میجر بونڈ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

''تم تو کیا تمہاری روحیں بھی سی ورلڈ میں نہیں جا سکتیں''......میجر بونڈ نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''ہم جا سکتے ہیں یا نہیں اس بات کو چھوڑو۔ ہمیں وہاں جانے کا طریقہ بتاؤ''......کرنل زید نے سخت لہجے میں کہا۔

''مجھے نہیں معلوم''......میجر بونڈ نے منہ بنا کر کہا تو کرنل زید نے اسے گھور کر دیکھا۔

''جب تمھیں یقین ہے کہ ہم سی ورلڈ میں نہیں جا سکتے تو پھر طریقہ بتا دینے میں

کیا حرج ہے''...... کرنل زید نے کہا۔

''ہاں۔کوئی حرج نہیں ہے۔لیکن مجھے معلوم ہوتو میں بتاؤں نا''...... میجر بونڈ نے بدستور منہ بناتے ہوئے کہا۔

''باس۔یہ لاتوں کا بھوت ہے۔باتوں سے نہیں مانے لگا۔تم ایک طرف ہٹ جاؤ ایسے بھوتوں کا علاج کرنا میں بخوبی جانتا ہوں''...... نیتو نے کرنل زید سے کہا۔

''میں تو یہی چاہتا تھا کہ یہ مزید ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوئے بغیر ہمارے سوالوں کے جواب دے دے۔او کے۔اگر یہ لاتوں کی زبان سمجھتا ہے تو ٹھیک ہے''...... کرنل زید نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر وہ ایک طرف ہوا جبکہ جونیتو اس کے سامنے بیٹھ گیا۔پھر نیتو نے ایک ہاتھ سے اس کے بال پکڑ لئے جیسے ہی نیتو نے میجر بونڈ کے بال پکڑے میجر بونڈ نے اس کے منہ پر مکا مارنا چاہا لیکن نیتو اس کی طرف سے ہوشیار تھا لہذا جیسے ہی اس کا ہاتھ بلند ہوا نیتو نے اس کی کلائی پکڑی اور کلائی کو جھٹکا دیا۔ہڈی ٹوٹنے کی آواز ان سب کو صاف سنائی دی اور میجر بونڈ کی چیخ بلند ہوئی۔

''اب مارنا مجھے مکا''...... نیتو نے غراتے ہوئے کہا اور اس نے میجر بونڈ کا دوسرا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔اس ہاتھ کو اس نے کلائی کے اوپر سے پکڑا تھا۔اب جو اس نے میجر بونڈ کے اس بازو کو جھٹکا دیا تو اس کی کہنی ٹوٹ گئی میجر بونڈ کی کربناک چیخیں بلند ہوئیں۔

''ابھی سے چیخ رہے ہو گیدڑ۔ابھی تو میں نے تشدد کا آغاز ہی نہیں کیا۔ابھی تو میں نے صرف اتنا کیا ہے کہ تم مجھے مکا مارنے کے قابل نہ رہو''...... نیتو نے طنزیہ لہجے میں کہا پھر اس نے میجر بونڈ کے بالوں کو معمولی سا جھٹکا دیا۔میجر بونڈ کی چیخوں میں اضافہ ہو گیا۔اس کے بعد نیتو نے میجر بونڈ کی ناک میں اپنی چھوٹی انگلی ڈالی۔اس کے ناخن کے ساتھ کیمیکل لگا بلیڈ بھی فٹ تھا۔جو مضبوط سے مضبوط رسی کو بھی اس طرح کاٹ دیتا تھا جیسے تار صابن کو کاٹ دے۔نیتو نے میجر بونڈ کی ناک میں ایک مخصوص جگہ انگلی پھیر دی۔اس کی ناک سے خون ایک ہلکی سی لکیر کی صورت میں

آ گیا جبکہ میجر بونڈ کی کربناک چیخوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اس کا جسم ذبح کئے ہوئے مرغے کی مانند تڑپنے لگا لیکن نیتو نے اس کے سینے پر اپنا گھٹنا رکھ دیا۔ جس کی وجہ سے اب اس کا جسم تڑپنے سے قاصر ہو گیا۔ میجر بونڈ کی آنکھوں سے مسلسل پانی بہنے لگا۔ پھر اگلے ہی لمحے اس کی آنکھ کے اوپر ایک رگ ابھر آئی۔ نیتو نے اس رگ پر انگلی رکھی تو میجر بونڈ کی چیخوں میں کئی گنا اضافہ ہو گیا۔ اس نے ٹوٹے ہوئے ہاتھوں سے نیتو کو دھکیلنا چاہتا لیکن اب یہ اس کے لئے ممکن نہیں تھا۔

''رو۔ روک۔ روک۔ دو۔ دو۔ اس اذیت کو۔ فار۔ فار۔ گگ۔ گاڈ سیک''...... میجر بونڈ نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی روح کو خاردار ہنٹر میں لپیٹ کر کھینچا جا رہا ہو یہ اذیت اس کے لئے ناقابلِ برداشت تھی۔

''میں نے تمہاری اس رگ پر کوئی کارروائی نہیں کی مسٹر بونڈ۔ اگر میں نے انگلی کی ہلکی سی ضرب بھی اس رگ پر ماردی تو تمہارا دماغ پاش پاش ہو جائے گا اور تم دو گھنٹوں کی اذیت کے بعد مرو گے اس وقت تم جو اذیت جھیل رہے ہو۔ وہ اذیت اس سے کئی گنا زیادہ ہو گی''...... نیتو نے سرد لہجے میں کہا۔

''نن۔ نن۔ نو۔ نو۔ ایسا۔ مم۔ مت کرنا۔ پپ۔ پلیز''...... میجر بونڈ نے بدستور چیختے ہوئے کہا۔

''تو پھر سی ورلڈ میں جانے کا راستہ اور طریقہ بتاؤ''...... اس بار نیتو کے بجائے جوزف نے کرخت لہجے میں کہا۔

''یہاں تاشو پر دو آبدوز ہیں جو بظاہر گریٹ نیوی کی ہیں۔ ان کے نمبر جی ایٹ اور جی نائن ہیں۔ ان کا ڈیٹا سی ورلڈ کے ماسٹر کمپیوٹر میں فیڈ ہے۔ لہٰذا یہ دو آبدور ہی وہاں جا سکتی ہیں۔ انہیں کے لئے سی ورلڈ کا راستہ اوپن ہوتا ہے۔ ان کے علاوہ وہاں نہ کوئی انسان جا سکتا ہے اور نہ ہی کوئی اور سمندری ٹرانسپورٹ''...... میجر بونڈ نے رک رک کر اپنی بات مکمل کی۔

''اس وقت کہاں ہیں جی ایٹ اور جی نائن''...... جوزف نے بدستور سرد لہجے

میں پوچھا۔
''تاشو آئی لینڈ پر ہی ہیں۔ باس کرنل ہیڈ لے آ رہے ہیں اس آبدوز تو انہیں لے جائے گی سی ورلڈ میں''...... میجر بونڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
''تمہارا پراجیکٹ مکمل ہونے میں کتنا وقت ہے''...... جوزف نے سخت لہجے میں پھر پوچھا۔
''اب مہینوں یا ہفتوں کی بات نہیں رہی۔ گھنٹوں کی بات ہے۔ بس چند گھنٹوں بعد ہمارا پراجیکٹ مکمل ہو جائے گا اور اسرائیل گریٹ ہو جائے گا''...... میجر بونڈ نے کہا۔
''تمہارا یہ خواب کبھی بھی پورا نہیں ہو گا''...... اس بار نیتو نے غرا کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میجر بونڈ کے بال چھوڑ کر اس کی گردن پکڑ لی۔ پھر اس نے گردن کو جھٹکا دیا تو گردن کی ہڈی ٹوٹنے کی آواز سنائی دی۔ میجر بونڈ کی آخری چیخ نہایت ہی کربناک تھی اس کی گردن توڑتے ہی نیتو اس کے جسم سے بھی اتر گیا۔ جس کی وجہ سے میجر بونڈ کے جسم کو تڑپنے کا موقع مل گیا اور وہ ماہی بے آب کی مانند تڑپنے لگا۔ ابھی میجر بونڈ کا جسم تڑپ ہی رہا تھا کہ کمرے میں رنگ ٹون کی دھیمی سی آواز سنائی دی رنگ ٹون کی آواز سن کر وہ سبھی چونکے۔
''یہ آواز میجر بونڈ کی جیب سے آ رہی ہے''...... کرنل زید نے کہا اور پھر اس نے میجر بونڈ کی جیب سے سیل فون نکال لیا۔ واقعی اس کے سیل فون پر کال آ رہی تھی۔ ڈسپلے پر نام کی جگہ نمبر فلیش ہو رہا تھا۔ جس کا مطلب تھا کہ یہ نمبر فون بک میں سیو نہیں تھا۔ کرنل زید نے کچھ سوچ کر کال او کے کا بٹن پریس کیا اور سیٹ کان سے لگا لیا۔
''میجر بونڈ۔ تم نے ان افراد کا خاتمہ کرنے میں بہت دیر لگا دی ہے جبکہ باس کرنل ہیڈ لے یہاں پہنچ چکے ہیں۔ انہوں نے جلد ہی سی ورلڈ جانا ہے اور وہ کسی بھی لمحے ہمیں طلب کر سکتے ہیں''...... دوسری طرف سے ایک تیز آواز سنائی دی۔
''ہو گیا ہے خاتمہ''...... کرنل زید نے دھیمی سی آواز میں کہا۔

''بس جلدی آؤ میرے پاس'' ......دوسری طرف سے بولنے والے نے شاید آواز پر غور ہی نہیں کیا تھا۔ اتنا کہہ کر اس نے کال کاٹ دی۔ جبکہ کرنل زید نے سیل پاور آف کر کے سیٹ جیب میں رکھ لیا۔

''باس۔ اس الماری میں میک اپ باکس موجود تھا۔ میں اٹھا لائی ہوں'' ...... مائرہ نے جوشیلے لہجے میں کہا۔ کال کے دوران وہ الماری کی طرف بڑھ گئی تھی اور تلاش کے دوران اسے میک اپ باکس مل گیا تھا۔

''ویری گڈ۔ یہ تو بہت ہی اچھا ہو گیا ہے'' ......کرنل زید نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا پھر اس نے ایک اپ باکس کھولا اور اس کے ہاتھ تیزی سے حرکت کرنے لگے۔ صرف پانچ منٹ میں ہی اس نے میجر بونڈ کا میک اپ کر لیا۔ پھر اس نے میجر بونڈ کے سٹار اور بیج اتار کر اپنی یونیفارم پر لگا لئے۔ اب وہ مکمل طور پر میجر بونڈ بن چکا تھا۔

''میک اپ کا سامان نکال کر جیب میں ڈال لو۔ یہ ہمارے کام آئے گا'' ...... کرنل زید نے کہا تو ایس پی حارث اور نیتو نے ویسا ہی کیا۔

''اب ہمیں اس طرف جانا ہے۔ جہاں سے ابھی کال آئی تھی لیکن یہ معلوم نہیں کہ یہ کال کس کی تھی'' ......کرنل زید نے سوچتے ہوئے کہا۔

''الماری میں اسلحہ بھی ہے۔ وہ اٹھائیں اور کمرے سے باہر نکلیں پھر جو ہوگا دیکھا جائے گا'' ......ڈاکٹر آبیلہ نے کہا تو کرنل زید نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

انہوں نے الماری میں سے اسلحہ اٹھایا مشین پسٹلز اور ریوالورز کے ساتھ وہاں ان کے سائیلنسر بھی موجود تھے۔ انہوں نے سائیلنسر بھی فٹ کر لئے اور کمرے سے باہر آ گئے۔ یہ ایک چھوٹی سی بلڈنگ تھی باہر آ کر انہیں معلوم ہوا کہ اب رات ہو چکی تھی۔ بلڈنگ میں لائٹس روشن تھیں۔ چند فوجی بھی انہیں وہاں نظر آئے وہ فوجی کرنل زید اور اس کے ساتھیوں پر توجہ نہ دیتے کیونکہ وہ یونیفارم میں تھے لیکن نیتو اور جوزف پر کسی کی بھی یونیفارم فٹ نہیں آ سکتی تھی اور انہی کی وجہ سے وہ ان فوجیوں کی نظروں میں آ سکتے تھے۔ لیکن کرنل زید انہیں خود سے دور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ لہٰذا وہ

ساتھ ہی تھے وہ ساتھ ساتھ چلتے گیٹ تک آ گئے۔ گیٹ پر تین فوجی ڈیوٹی پر موجود تھے۔ ان تینوں نے کرنل زید کو سیلوٹ کیا۔ لیکن پھر جیسے ہی ان کی نظر جوزف پر پڑی۔ وہ بری طرح سے چونکے۔

''اوہ۔ اوہ۔ یہ۔ یہ''...... ان میں سے ایک نے تیز لہجے میں کہا۔

''یہ اب ہمارے ساتھی بن گئے ہیں''...... کرنل زید نے سخت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ اچھا''...... اس فوجی نے کہا لیکن پھر وہ فوراً ہی چونکا اور اس نے کرنل زید کو غور سے دیکھا۔

''لیکن سر آپ کی آواز۔ یہ آواز تو میجر بونڈ کی نہیں ہے''...... اس فوجی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس کی یہی حیرت اور بات ان تینوں کے لئے موت کا پیغام بن گئی۔ کیونکہ اس کی بات سنتے ہی نیتو، جوزف اور ڈابگر حرکت میں آئے۔ انہوں نے ان تینوں کے منہ پر ہاتھ رکھے اور پھر ان کی گردنیں توڑ دیں۔ تینوں فوجیوں کی چیخیں ان کی ہتھیلیوں میں دب گئیں۔ پھر انہوں نے انہیں وہیں پھینکا اور گیٹ سے باہر نکل آئے۔ گیٹ سے باہر آ کر وہ سوچ رہے تھے کہ کس طرف جائیں کہ ایک طرف سے ایک فوجی دوڑتا ہوا ان کے قریب آ گیا۔

''سر۔ میجر وائٹ آپ کو بلا رہے ہیں جلدی چلیں''...... اس فوجی نے تیز مگر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے چلو''...... کرنل زید نے کہا تو وہ فوجی مڑا اور تیز تیز قدم چلنے لگا۔ وہ سب اس کے پیچھے چلنے لگے۔ وہ فوجی چند قدم ہی چلا تھا کہ ٹھٹک کر رک گیا اور اس نے مڑ کر دیکھا۔

''سر۔ یہ۔ یہ کون ہیں''...... اس فوجی نے نیتو اور جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اسے ان کا اب خیال آیا تھا۔ اس کی بات سن کرنل زید کے ہونٹوں رز ہریلی مسکراہٹ آ گئی۔

''یہ موت کے فرشتے ہیں''...... کرنل زید نے زہریلے لہجے میں کہا تو وہ فوجی

چونکا۔اس نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا لیکن اس سے پہلے ہی جوزف نے اس کا منہ بند کر دیا اور اس کی گردن توڑ دی۔

''میں میجر وائٹ سے مل کر آتا ہوں۔حارث میرے ساتھ جائے گا جبکہ باقی تم سب یہاں درختوں پر چھپ کر بیٹھ جاؤ۔ہم میجر وائٹ سے مل کر اور حالات کا جائزہ لے کر آتے ہیں'' ......کرنل زید نے کہا۔

''اوکے مسٹر زید۔تم حالات کا جائزہ لو میں تم لوگوں سے الگ ہو رہا ہوں'' ...... جوزف نے کہا۔

''میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ ہمارے واپس آنے تک تم میرے ساتھیوں کے پاس ہی رکو۔اگر تم نے میری یہ بات نہ مانی تو میں عمران صاحب سے تمہاری شکایت کروں گا'' ......کرنل زید نے کہا۔کرنل زید پرنس تھا اور ایک بااختیار ایجنسی کا چیف تھا وہ کسی سے بھی درخواست نہیں کرتا تھا۔وہ تو بچپن سے ہی تحکمانہ لہجے میں بات کرنے کا عادی تھا لیکن یہاں اس کے سامنے عمران کا ساتھی جوزف تھا اور کرنل زید اس بات سے بھی آگاہ تھا کہ جوزف دنیا کے کسی بھی انسان کا تحکمانہ لہجہ برداشت نہیں کرسکتا۔وہ بھی جانتا تھا کہ جوزف افریقی جنگلوں کا پرنس ہے۔وہ صرف وچ ڈاکٹروں کا ہی چہیتا نہیں ہے۔بلکہ وہ طاقت کا بھی دیوتا ہے۔وہ جانتا تھا کہ جب جوزف جنگلوں میں رہتا تھا تو خونخوار شیر، چیتے، ہاتھی اور دیگر وحشی درندے اس کا راستہ چھوڑ دیا کرتے تھے۔جوزف ای ایسی عفریت تھی جسے قابو کرنا کسی کے بس میں نہیں تھا۔یہ صرف عمران ہی تھا جس نے اسے تابع کرلیا تھا۔اس لئے سب نے جوزف سے تحکمانہ لہجے میں بات کرنے کی بجائے التجائیہ انداز میں بات کی تھی اور اس بات پر کرنل زید کے ساتھی بھی حیران ہو رہے تھے۔لیکن کرنل زید سے سوال کرنے کی ان میں سے کسی میں جرأت نہیں تھی۔سوائے ڈاکٹر آبیلہ کے اور ان سب کی موجودگی میں ڈاکٹر آبیلہ نے بھی کرنل زید سے سوال کرنا مناسب نہ سمجھا۔وہ پرنسز بھی اور شاہی آداب کو ملحوظ رکھتی تھی۔

''اوکے مسٹر زید۔اب آپ نے باس کا نام لیا ہے تو میں آپ کے ساتھیوں کے

پاس رک جاتا ہوں‘‘...... جوزف نے کہا۔
’’تھینک یو‘‘...... کرنل زید نے کہا اور پھر وہ حارث کو ساتھ آنے کا اشارہ کر کے آگے بڑھ گیا جبکہ جوزف نے ایک گھنا درخت منتخب کیا اور وہ سب اس درخت پر چڑھ گئے۔ یہ درخت اتنا گھنا تھا کہ اب ان کے دیکھ لئے جانے کا امکان کم تھا۔
جوزف۔ تم نے جس طرح میجر بونڈ کے سامنے ہماری عزت بڑھائی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عمران کے ساتھ ساتھ ان کے تمام ساتھی بھی عظیم کردار کے مالک ہیں اور خواتین کی عزت کی خاطر جان قربان کر دینے والے ہیں‘‘...... ڈاکٹر آبیلہ نے نہایت ہی عقیدت مندانہ لہجے میں کہا۔
’’یس مسی۔ عورت کی عزت کرنا سب کا فرض ہے‘‘...... جوزف نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
’’مسٹر جوزف۔ کیا عمران صاحب نے آپ کے ہنسنے پر پابندی لگائی ہوئی ہے‘‘...... مائرہ نے حیرت سے پوچھا۔
’’ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ لیکن میں خوامخواہ کے ہنسی مذاق کو پسند نہیں کرتا‘‘...... جوزف نے کہا۔
’’جوزف۔ میں نے ایک بار عمران بھائی کا حال احوال پوچھنے کے لئے ان کے فلیٹ کے نمبر پر فون کیا تھا۔ عمران بھائی تو فلیٹ میں نہیں تھے ان کے باورچی سلیمان نے میرا فون اٹینڈ کیا تھا۔ عمران بھائی شاید تمہارے ساتھ کہیں گئے ہوئے تھے۔ سلیمان نے عجیب سے انداز میں تمہارا نام لیا تھا اور جب میں نے اس سے وجہ پوچھی تو اس نے تمہارے خلاف باتیں شروع کر دیں‘‘...... ڈاکٹر آبیلہ نے کہا۔
’’وہ باس کا باورچی ہے اسی لئے اب تک زندہ ہے۔ ورنہ بہت پہلے اس کی گردن ٹوٹ چکی ہوتی۔ میرے ہاتھوں‘‘...... جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر آبیلہ کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔ کیونکہ اسے عمران نے ایک بار بتایا تھا کہ جوزف اور سلیمان کی آپ میں نہیں بنتی اور جب یہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے آ جائیں تو لڑنا شروع کر دیتے ہیں۔ ڈاکٹر آبیلہ ابھی مسکرا ہی رہی تھی کہ اسے یوں

محسوس ہوا جیسے درخت کے پر لگ گئے ہوں اور وہ زمین سے آسمان کی طرف بلند ہو رہا ہو۔اس نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر زمین کی طرف دیکھنا چاہتا لیکن پھر وہ خود ہی درخت سے زمین پر آ گری اور اس کا ذہن تاریک ہو گیا۔اس کے ساتھ ساتھ اس کے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ بھی یہی ہوا۔

’’عمران تاشوآئی لینڈ کے تمام معاملات دیکھ چکا تھا۔ وہ آج رات ہی مادام تاؤ سے معلومات حاصل کر کے سی ورلڈ جا کر اپنا مشن مکمل کرنا چاہتا تھا۔ آفس کے معاملات کو دیکھتے ہوئے دن گزر چکا تھا اور اب رات ہوگئی تھی۔ آفس کا ٹائم تو ختم ہو چکا تھا لیکن چونکہ نئے انچارج نے چارج سنبھالا تھا اس لئے انچارج کی مرضی سے ہی اس کا سٹاف چھٹی کر سکتا تھا۔ عمران کے ساتھی بھی آفس میں ہی موجود تھے۔ عمران نے اٹھنے کا فیصلہ کیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ مادام تاؤ کو پابند کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور اپنی پی اے کا نمبر پریس کر دیا۔

’’یس سر۔ حکم‘‘ ...... دوسری طرف سے رسیور اٹھائے جانے کے بعد پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

’’میجر کیٹی سے میری بات کراؤ‘‘ ...... عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

’’اوکے سر‘‘ ...... پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو عمران نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ پھر نصف منٹ بعد ہی ٹیلی فون کی بیل بجنے لگی۔

''یس''......عمران نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

''سر۔میجر کیٹی سے بات کیجئے''......دوسری طرف سے پی اے نے مؤدبانہ لہجے میں کا اوراس کے ساتھ ہی ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی۔

''میجر کیٹی اسپیکنگ''......اگلے ہی لمحے میجر کیٹی کی آواز سنائی دی۔

''کرنل سمارٹ اسپیکنگ''......عمران نے اس بار بھی سخت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔یس سر۔حکم سر''......اس مرتبہ میجر کیٹی کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''میں آج ہی چیک کرنا چاہتا ہوں کہ آفیسر کے ساتھ تمہارا رویہ کیسا ہوتا ہے۔تم میں آفیسر کو خوش کرنے کی صلاحیت موجود بھی ہے یا نہیں''......عمران نے اس بار نسبتاً نرم لہجے میں کہا۔

''سر۔آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی سر۔آپ مجھ سے بہت خوش ہوں گے''......میجر کیٹی نے کہا۔

''اوکے۔پھر تم دو گھنٹوں بعد میری رہائش گاہ پر آجاؤ''......عمران نے کہا۔

''یس سر۔میں آپ کے حکم کے مطابق حاضر ہو جاؤں گی''......دوسری طرف سے کیٹی نے کہا تو عمران نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا جیسے ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھا انٹرکام کی بیل بجنے لگی۔

''یس''......عمران نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

''سر۔کیپٹن ڈیمل کوئی رپورٹ دینے کے لئے حاضر ہوئے ہیں''......دوسری طرف سے پی اے نے کہا۔

''اوکے بھیج دو''......عمران نے کہا اوراس کے ساتھ ہی اس نے رسیور بھی رکھ دیا۔پھر نصف منٹ بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک کیپٹن اندر داخل ہوا۔اندر داخل ہوتے ہی اس نے عمران کو زوردار سیلوٹ کیا اور پھر مؤدبانہ انداز میں چلتا ہوا عمران کی ٹیبل کے قریب آ گیا۔

''یس''......عمران نے اسے غور سے دیکھا اور پھر سخت لہجے میں کہا۔

''سر۔ میری مانٹیرنگ روم میں ایوننگ ڈیوٹی ہے''......کیپٹن ڈیمل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یہی بتانے کے لئے تم یہاں آئے ہو''......عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

''نوسر۔ بلکہ میں یہ رپورٹ دینے آیا ہوں کہ میجر وائٹ صاحب اور میجر بونڈ صاحب نے چند اجنبی افراد کو جو کہ گریٹ یونیفارم میں ہیں گرفتار کیا تھا اور انہیں انوسٹی گیشن پہنچا دیا تھا تاکہ ان سے انوسٹی گیشن کرسکیں۔ میجر وائٹ صاحب کو چونکہ آپ نے معطل کر دیا تھا اس لئے وہ میجر بونڈ کے آفس میں رہے جبکہ میجر بونڈ صاحب ان اجنبی افراد سے انوسٹی گیشن کرنے سنٹر پہنچ گئے لیکن ان افراد نے میجر بونڈ اور ان کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا اور سنٹر سے باہر نکل آئے۔ ان کا ایک ساتھی میجر بونڈ کے میک اپ میں اپنے ایک ساتھی کے ساتھ میجر بونڈ کے آفس میں پہنچ گیا جبکہ باقی افراد سنٹر سے کچھ فاصلے پر ایک گھنے درخت پر چڑھ کر چھپ گئے اور پھر اتفاق سے میں نے اسی وقت کیمرے آن کر کے انہی مقامات کی مانیٹرنگ کی اور حالات دیکھ کر میں نے ان اجنبی افراد پر جی سیون گیس فائر کر دی۔ جس کی وجہ سے وہ سارے بے ہوش ہو گئے ہیں۔ میجر بونڈ صاحب کے آفس میں داخل ہونے والے دونوں اجنبی بھی بے ہوش ہو گئے تھے۔ میں نے انہیں انوسٹی گیشن سنٹر کے بلیک رم میں پہنچا دیا ہے۔ وہاں انہیں رسیوں سے باندھ بھی دیا گیا ہے اور مسلح افراد کو بھی وہاں معمور کر دیا ہے''......کیپٹن ڈیمل نے طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

''کون لوگ ہیں یہ اور تاشو پر کیسے پہنچے''......عمران نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''معلوم نہیں سر کہ یہ کون لوگ ہیں اور یہاں تک کیسے پہنچے ہیں البتہ اس گروپ کی ایک خاص بات یہ ہے کہ ان میں دو افریقی حبشی بھی شامل ہیں''......کیپٹن ڈیمل نے کہا تو عمران نے گہرا سانس لیا۔ حبشیوں کا سن کر وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ جوزف، کرنل زید اور اس کے ساتھی ہیں۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ انہیں بلیک روم میں ہی رہنے دو۔ میں صبح انہیں دیکھوں گا

اوران سے پوچھ گچھ کروں گا''...... عمران نے کیپٹن ڈیمل سے کہا۔ ان کے زندہ ہونے کا سن کر عمران مطمئن ہو گیا تھا۔ جوزف، کرنل زید اور اس کے ساتھی کسی کے لئے بھی تر نوالہ ثابت نہیں ہو سکتے تھے۔ اس لئے اسے ان کی فکر نہیں تھی۔ وہ پہلے سی ورلڈ پہنچنے کا بندوبست کرنا چاہتا تھا اس کے بعد اس نے ان کے بارے میں سوچنا تھا۔ یہ بھی حقیقت تھی کہ وہ اتنی بھیڑ بھاڑ کے ساتھ سی ورلڈ میں نہیں جا سکتا۔ اس لئے اس نے انہیں فی الحال بلیک روم میں رہنے دیا۔

''اوکے سر''...... کیپٹن ڈیمل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے عمران کو زوردار سیلوٹ کیا۔

''جب تک یہ معلوم نہیں ہو جاتا کہ وہ کون لوگ ہیں انہیں کی تکلیف بھی نہیں ہونی چاہئے۔ وہ گریٹ یونیفارم میں ہیں نجانے کون ہیں میں صبح ان سے پوچھ گچھ کروں گا اور اس کے بعد فیصلہ کروں گا کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کرنا ہے''...... عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ اوکے سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر''...... کیپٹن ڈیمل نے سیلوٹ کرتے ہوئے کہا۔

''اب تم جا سکتے ہو''...... عمران نے کہا تو کیپٹن ڈیمل نے ایک بار پھر سیلوٹ کیا اور اس کے بعد وہ کمرے سے باہر نکل گیا اس کے جانے کے بعد عمران بھی کرسی سے اٹھا اور اپنی رہائش گاہ آ گیا۔ جولیا پہلے ہی وہاں آ گئی تھی۔

''میں نے یہاں کی مکمل چیکنگ کر لی ہے یہاں کوئی بگ، ڈکنا فون، خفیہ کیمرہ، خفیہ ریکارڈر وغیرہ قسم کی چیز موجود نہیں ہے''...... جولیا نے کہا تو عمران نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا۔

''عمران صاحب۔ اب آپ کا کیا پروگرام ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''تاشو آئی لینڈ پر فضا اور خوبصورت جگہ ہے۔ ہنی موت کے لئے نہایت موزوں۔ میرا تو ہنی مون منانے کا پروگرام ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہائیں۔تو کیا آپ نے شادی کر لی ہے''......صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ابھی میری دلہن آنے والی ہے''......عمران نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔کون ہے وہ عمران صاحب''......صفدر نے بھی مصنوعی حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا جبکہ ان کی باتیں سن کر جولیا کے چہرے پر کئی رنگ آ رہے تھے۔

''یہاں کی فوڈ انچارج میجر کیٹی۔واہ۔فوڈ انچارج ہے اچھے اچھے کھانے کھلائے گی۔سلیمان نے تو مونگ کی دال کھلا کھلا کر میرے معدے کا ستیاناس کر دیا ہے''......عمران نے خوشی معمور لہجے میں کہا۔

''اچھا تو تم نے میجر کیٹی سے شادی کر لی ہے اور تم ہنی مون منانے والے ہو''......جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

''ارے نہیں نہیں۔میں نے اس سے شادی نہیں کی بلکہ اس نے مجھ سے شادی کی ہے۔اگر یقین نہ آئے تو اس سے پوچھ لینا وہ ابھی آنے والی ہے''......عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''وہ اس وقت یہاں آئے تو سہی۔اس کی گردن نہ کاٹ دی تو جولیا نام نہیں میرا''......جولیا نے کرخت لہجے میں کہا۔

''مس جولیا۔آپ جانتی تو ہیں عمران صاحب کی عادت کو۔یہ آپ کو تنگ کر رہے ہیں''......صفدر نے کہا۔

''تمہیں یقین نہیں ہے تو دیکھ لینا۔وہ ابھی یہاں آ جائے گی''......عمران نے چیلنج والے انداز میں کہا۔

''سن لیا ہے تم نے۔وہ یہاں آئے گی''......جولیا نے صفدر کو آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

''میں جانتا ہوں۔مس جولیا میجر کیٹی یہاں آئے گی''......صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم بھی جانتے ہو۔تمہارے سامنے نکاح ہوا ہے کیا'' ...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''مس جولیا۔میجر کیٹی اسرائیل کی ٹاپ ایجنٹ ہے اور یہاں اسرائیل کے تمام ایجنٹوں کی باس ہے۔عمران صاحب نے اسے یہاں بلایا ہے تاکہ اسے قابو کر کے سی ورلڈ کے بارے میں اس سے معلومات حاصل کر سکیں اور ان معلومات کی روشنی میں کوئی ایکشن پلان بنا سکیں اور میں یہاں یہ بھی بتا دوں کہ میجر کیٹی بھی ایسا انتظام کر کے آئے گی کہ وہ ہم پر قابو پالے۔تاکہ وہ کرنل سمارٹ کی جگہ کوئی اپنا آدمی ایڈجسٹ کر سکے۔جیسا کہ انہوں نے پہلے کرنل کراؤن کی جگہ اپنا آدمی سیٹ کیا ہوا تھا'' ......صفدر نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم یہ بات سیدھے طریقے سے نہیں بتا سکتے تھے'' ......جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تمہارا کیا خیال ہے یہ سیکرٹ باتیں میں نے صفدر کو بتائی ہیں اور تم سے چھپائی ہیں'' ......عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''نہیں عمران صاحب۔آپ نے صفدر کو بھی کچھ نہیں بتایا۔اس نے حالات کا مشاہدہ کتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے۔میں نے بھی یہی نتیجہ اخذ کیا تھا لیکن مس جولیا چونکہ آپ کی باتوں پر جذباتی ہو جاتی ہیں اس لئے انہوں نے غور نہیں کیا۔اگر یہ بھی غور کرتیں تو یہ بھی سمجھ جاتیں'' ......صدیقی نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔یہ تو سیدھی سیدھی باتیں ہیں لیکن عمران انہیں اتنا الجھا دیتا ہے کہ مجھے غصہ آجاتا ہے'' ......جولیا نے کہا۔

''مس جولیا۔غصے کو حرام بھی قرار دیا گیا ہے'' ......صفدر نے کہا۔

''جانتی ہوں لیکن اس کی باتیں۔اف توبہ'' ......جولیا نے بھی اس مرتبہ مسکراتے ہوئے کہا۔

''ٹائیگر تم باہر چلے جاؤ۔تم نے کسی ایسی جگہ چھپ کر بیٹھنا ہے کہ تم اردگرد پر گہری نظر رکھ سکو۔جب میجر کیٹی آئے تو تم نے چوکس رہنا ہے'' ......عمران نے

ٹائیگر کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے باس''......ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔

''عمران۔ جوزف کی کوئی خبر ملی''......کافی دیر سے خاموش بیٹھے ہوئے تنویر نے پوچھا۔

''ہاں۔ یہاں ایک انوسٹی گیشن سنٹر بھی ہے۔ جوزف، کرنل زید اور اس کے ساتھی اس وقت اسی سنٹر کے بلیک روم میں موجود ہیں''......عمران نے کہا۔

''اوہ۔ وہ لوگ بلیک روم میں ہیں اور تم یہاں آرام سے بیٹھے ہو''......جولیا نے کہا۔

''تو تمہارا کیا خیال ہے۔ میں انہیں بھی یہاں لے آؤں''......عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''تو اور کیا۔ بلیک روم میں یہ لوگ انہیں نقصان پہنچا سکتے ہیں''......جولیا نے کہا۔

''اگر میں انہیں یہاں لے آؤں تو صرف ہارڈ ایجنسی ہی نہیں بلکہ گریٹ آرمی بھی ہماری حقیقت جان جائے گی اور اس صورت میں ہمارے لئے یہ مشن مکمل کرنا ممکن نہیں رہے گا۔ ویسے بھی جوزف اور کرنل زید دودھ پیتے بچے نہیں ہیں کہ میں ان کی حفاظت کے لئے پریشان ہوتا پھیروں۔ جس طرح تم لوگ اپنی حفاظت خود کر سکتے ہو اسی طرح وہ بھی کر سکتے ہیں''......عمران نے کہا۔

''جی مس جولیا۔ عمران صاحب ٹھیک کہہ رہے ہیں''......صدیقی نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''وہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ انہیں مین گیٹ کی طرف سے ایک فوجی آتا ہوا دکھائی دیا۔ کمرے کا دروازہ انہوں نے کھلا ہی رکھا تھا اور اس لئے کھلا رکھا تھا کہ اگر کوئی کمرے کی طرف آئے تو انہیں نظر آ جائے۔ دو فوجی سیکورٹی کے لئے گیٹ پر معمور تھے۔ گو کہ یہاں کسی اجنبی کے آنے کا خدشہ نہیں تھا لیکن اس کے باوجود

افسران کے پروٹوکول کے لئے ایک یا دو فوجیوں کی ڈیوٹی گیٹ پر لگا دی جاتی تھی یہ انہی دو فوجیوں میں سے ایک تھا۔ کمرے دروازے پر آ کر وہ رک گیا۔

''اندر آ جاؤ''......عمران نے بارعب لہجے میں کہا تو وہ اندر آ گیا۔ اس نے سیلوٹ کیا۔

''کیوں آئے ہو''......عمران نے بدستور بارعب لہجے میں کہا۔

''سر۔ میجر کیٹی تشریف لائی ہیں''......اس فوجی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم لوگ اب اپنے اپنے کمروں میں جا کر آرام کرو''......عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

''یس سر۔ ان سب نے ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ سب اٹھ کر چلے گئے۔

''اوکے۔ میجر کیٹی کو بھیج دو''......جولیا وغیرہ کے کمرے سے باہر جانے کے بعد عمران نے فوجی سے کہا۔

''یس سر''......اس فوجی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا پھر اس نے سیلوٹ کیا اور اس کے بعد وہ کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ پھر گیٹ کی طرف سے میجر کیٹی آتی ہوئی دکھائی دی۔ پھر وہ کمرے میں آ گئی۔ اس کے چہرے پر انتہائی دلکش مسکراہٹ تھی اس نے بھی کمرے میں آ کر عمران کو سیلوٹ کیا۔

''دروازہ بند کر دو''......عمران نے میجر کیٹی سے کہا تو اس نے دروازہ بند کر دیا۔

''تمہاری مسکراہٹ بہت ہی دلکش ہے میجر کیٹی''......عمران نے اس مرتبہ مسکراتے ہوئے کہا۔

''سر۔ آپ کی مسکراہٹ اور آپ کی شخصیت بہت ہی خوبصورت ہے۔ چارمنگ ۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ آج رات کی رفاقت کے لئے آپ نے مجھے چنا ہے''......میجر کیٹی نے لگاوٹ بھری نظروں سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو عمران کی مسکراہٹ میں اضافہ ہو گیا۔

''اچھا۔ یہ بتاؤ کہ یہاں تم اپنے کتنے ساتھیوں کے ساتھ آئی ہو''......عمران

نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

''ساتھیوں کے ساتھ۔ کیا مطلب سر۔ میں تو اکیلی آئی ہوں''...... میجر کیٹی نے حیران ہو کر کہا۔

''اس وقت تمہارے ساتھ یہاں جتنے بھی افراد آئے ہیں وہ سب فنش ہو چکے ہوں گے مادام تاؤ''...... عمران نے کہا تو میجر کیٹی اچھل پڑی۔

''تت۔ تت۔ تم۔ تم''...... مادام تاؤ کو اس قدر حیرت ہوئی تھی کہ وہ اپنی بات بھی پوری نہیں کر سکی تھی جبکہ اب عمران کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ آ گئی تھی۔

''میں تمہارا پرانا خادم علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہوں''...... عمران نے سر کو تھوڑا سا خم کرتے ہوئے اپنے مخصوص لہجے میں کہا تو مادام تاؤ کا چہرے حیرت کی وجہ سے بگڑ سا گیا۔

''اوہ۔ تو تم ہو۔ اوکے۔ نو پرابلم۔ اب تم یہاں تک آ گئے ہو تو بچ نہیں سکو گے''...... کچھ دیر تک حیرت زدہ رہنے کے بعد مادام تاؤ نے خود پر قابو پایا اور گہرا سانس لیتے ہوئے بولی۔

''ہونہہ۔ تم تو بہت بڑی خوش فہمی میں مبتلا ہو۔ خیر ابھی تمہارے ساتھ آئے ہوئے افراد کی رپورٹ آ جاتی ہے۔ پھر تمہارے ساری خوش فہمی دم توڑ دے گی اور پھر ہی میں تم سے تفصیلی بات چیت کروں گا''...... عمران نے اس مرتبہ طنزیہ لہجے میں کہا۔

''خوش فہمی کا شکار میں نہیں۔ تم ہو مسٹر علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)''...... مادام تاؤ نے بھی طنزیہ لہجے میں کہا تو ایک بار پھر عمران کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔ پھر اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا جواب دیتا کمرے کا دروازہ کھلا۔ جولیا، تنویر اور صفدر کمرے میں داخل ہوئے۔ تنویر اور صفدر نے اپنے کاندھوں پر ایک ایک آدمی کو اٹھایا ہوا تھا جو کہ بے ہوش تھے۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی انہوں نے بے ہوش افراد کو فرش پر پھینک دیا ان دونوں کو دیکھ کر مادام تاؤ کا چہرہ بگڑ سا گیا۔

''اوہ ہو۔ یہ تو عزت ما آب کرنل ہیڈلے صاحب ہیں۔ ہارڈ ایجنسی کے چیف''...... عمران نے ان دونوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔ عمران کی بات سن کر مادام تاؤ کا بگڑا ہوا چہرہ اور زیادہ بگڑ گیا اور پھر اس نے اچانک ہی عمران پر چھلانگ لگا دی لیکن جولیا جس وقت سے کمرے میں آئی تھی اس کی نظر مادام تاؤ پر ہی تھی۔ جولیا عمران کے قریب ہی کھڑی تھی اس لئے جیسے ہی مادام تاؤ عمران کے قریب آئی جولیا کی ٹانگ حرکت میں آئی۔ جو مادام تاؤ کے پیٹ پر پڑی۔ مادام تاؤ کے منہ سے چیخ بلند ہوئی اور وہ پلٹ کر فرش پر جا گری۔

''جولیا کی یک معمولی سی ٹھوکر سے تمہاری چیخیں نکلنے لگیں اور بنتی ہو تم اسرائیل کی سپر ایجنٹ''...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا اس کے ان لفظوں میں جولیا کے لئے تعریف تھی جسے جولیا نے بھی سمجھ لیا۔ اسی لئے اس کے چہرے پر خوشی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ دوسری طرف مادام تاؤ فرش پر گرنے کے بعد بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی اور جولیا کو کنیہ توز نظروں سے دیکھنے لگی۔

''تم سب کا انجام نہایت ہی عبرت ناک ہوگا''...... مادام تاؤ نے غراتے ہوئے کہا۔

''تم اپنی فکر کرو مادام تاؤ۔ جولیا نے تمہیں کسی صورت بھی نہیں چھوڑنا''...... عمران نے کہا۔

''جولیا کی اوقات ہی کیا ہے۔ میرے سامنے''...... مادام تاؤ نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔ جولیا کے لئے یہ الفاظ ہی بہت تھے۔ وہ ایک دم ہی اپنی جگہ سے اچھلی۔ فضا میں بلند ہوتے ہی اس کی دونوں ٹانگیں سیدھی ہوئیں۔ اس نے مادام تاؤ کے سر پر دونوں پیروں کی ٹھوکر مارنے کی کوشش کی لیکن مادام تاؤ ہوشیار تھی۔ وہ ہارڈ ایجنسی کی سپر ایجنٹ تھی اور لڑائی بھڑائی کے فن سے آشنا نہ تھی۔ اس لئے جیسے ہی جولیا کے پاؤں اس کے قریب ہوئے وہ فوراً ہی جھکائی دے گئی۔ جولیا کے پاؤں مادام تاؤ کے پیچھے موجود دیوار سے جا لگے اور چھپکلی کی مانند ڈھپ سے فرش پر گری۔ مادام تاؤ پلک جھپکنے سے بھی قبل گھومی اور اس کی لات حرکت میں آئی۔ اس کی ٹھوکر

جولیا کے پہلو میں لگی اور بے اختیار جولیا کے منہ سے سسکی نکل گئی۔ اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے اس کی پسلی ٹوٹ گئی ہو۔ ایک ٹھوکر مارنے کے بعد مادام تاؤ نے اسے دوسری ٹھوکر بھی رسید کرنی چاہی لیکن اس مرتبہ جولیا کا ہاتھ حرکت میں آیا۔ اس نے مادام تاؤ کا پاؤں پکڑ کر گھما دیا۔ اس جھٹکے سے مادام تاؤ سنبھل نہ سکی اور لڑکھڑا کر فرش پر گر پڑی۔ پھر دونوں ہی بیک وقت اٹھ کھڑی ہوئیں۔ اب وہ دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے تھیں اور ایک دوسرے کو گھور رہی تھیں۔

''جولیا۔ ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ ہم نے آج رات ہی اسرائیل کے خوابوں کو چکنا چور کرنا ہے''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو گویا جولیا کے جسم میں پارہ سا بھر گیا وہ بجلی کی سی تیزی سے اچھلی اور بجلی کی سی تیزی سے ہی مادام تاؤ کی طرف آئی۔ مادام تاؤ نے اس سے بچنے کی کوشش تو کی لیکن جولیا نے اس کی کوشش کو ناکام بنا دیا۔ جولیا کے دونوں پاؤں مادام تاؤ کے کاندھوں پر لگے اور وہ منہ کے بل فرش سے ٹکرائی۔ بے اختیار اس کے منہ سے سسکی خارج ہوگئی۔ جولیا مادام تاؤ کے اوپر ہی گری اور مادام تاؤ کی گردن جولیا کے بازو میں آگئی دوسرے ہاتھ سے جولیا نے مادام تاؤ کے بال بھی پکڑ لئے۔ مادام تاؤ نے اسی حالت میں کروٹ لی جس کی وجہ سے جولیا اس کے نیچے آگئی لیکن جولیا نے اس کی گردن اور بال نہ چھوڑے۔ اس نے مادام تاؤ کی گردن کو جھٹکا دیا مادام تاؤ کے لئے یہ جھٹکا زیادہ زوردار ثابت ہوا کیونکہ اس جھٹکے سے مادام تاؤ کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اس کے حلق سے کربناک چیخ بلند ہوئی اور اس کا جسم بری طرح تڑپنے لگا۔ جولیا اس کا جسم چھوڑ کر فوراً ہی اٹھ کھڑی ہوئی۔

''میرا خیال ہے کہ عمران صاحب نے مادام تاؤ سے معلومات بھی حاصل کرنی تھیں''...... صفدر نے کہا۔

''میں نے تو ہلکا سا جھٹکا دیا تھا مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ ریت کی دیوار ثابت ہوگی''...... جولیا نے کہا۔

''نو پرابلم۔ کرنل ہیڈلے موجود ہے۔ اب یہی بتائے گا''...... عمران نے کرنل

ہیڈ لے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ میں اسے رسی سے باندھ دیتا ہوں''......تنویر نے کہا اور پھر وہ الماری کی طرف بڑھا۔ الماری میں رسی، خنجر اور ان کی ضرورت کا بہت کا سامان موجود تھا۔ وہ یہاں کی تلاشی لے چکے تھے۔ تنویر نے الماری سے رسی اور خنجر نکال لیا۔ پھر اس نے کرنل ہیڈ لے کے ہاتھ پشت پر کر کے باندھ دیئے۔ اس نے مخصوص گانٹھیں لگائی تھی اور یہ گانٹھیں کھولنا کرنل ہیڈ لے کے بس میں نہیں تھا۔

''عمران۔ اب اسے ہوش میں بھی لے آؤں''......تنویر نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ لیکن ہتھ ذرا ہولا رکھنا۔ کہیں یہ بھی ضائع نہ ہو جائے''......عمران نے کہا۔

''اس میں گینڈے جیسی طاقت اور کتے جیسی جان محسوس ہو رہی ہے۔ یہ آسانی سے مرنے والا نہیں ہے''......تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کرنل ہیڈ لے کے منہ پر تھپڑ جڑ دیا۔ کمرہ چٹاخ کی زوردار آواز سے گونج اٹھا۔ کرنل ہیڈ لے کا سارا جسم ہل کر رہ گیا۔ تنویر کا پورا ہاتھ کرنل ہیڈ لے کے سرخ چہرے پر جیسے پرنٹ ہو گیا تھا۔ تنویر نے ایک چہرے کے بعد دوسرا، پھر تیسرا تھپڑ مارا۔ پانچویں تھپڑ پر کرنل ہیڈ لے کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی۔ جبکہ تنویر کے تھپڑوں کی وجہ سے اس کا ایک رخسار سیاہ ہو گیا تھا۔ اسے ہوش میں آتے دیکھ کر تنویر نے اس کے منہ پر ایک اور تھپڑ بھی رسید کر دیا اور اس تھپڑ کی وجہ سے کرنل ہیڈ لے کی آنکھیں ایک جھٹکے سے ہی کھل گئیں۔ آنکھیں کھلتے ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن ہاتھ پشت پر بندھے ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکا۔ اسی دوران اس کا شعور بھی بیدار ہو گیا۔

''تت۔ تت۔ تم نے مجھے تھپڑ مارے ہیں''......کرنل ہیڈ لے نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تھپڑ کیا میں تو ابھی تمہاری شہہ رگ بھی کاٹ دوں گا''......تنویر نے طنزیہ لہجے

میں کہا۔
''تمہاری یہ جرأت کہ تم مجھ سے اس لہجے میں بات کرو'' ...... کرنل ہیڈ لے نے پہلے سے بھی زیادہ غصے سے کہا۔اس کی یہ بات سن کر تنویر نے اس کے پہلو میں ٹھوکر رسید کر دی۔ کرنل ہیڈ لے کے سارے جسم میں درد کی لہر دوڑتی چلی گئی لیکن اس نے یہ تکلیف برداشت کر لی۔
''تم اپنے ماتحتوں میں نہیں ہو کہ اس لہجے میں بات کرو'' ......تنویر نے درشت لہجے میں کہا۔
''کرنل ہیڈ لے۔تمہارا یہاں سارا سیٹ اپ ختم ہو گیا ہے۔تمہارے تمام ایجنٹس مارے جا چکے ہیں۔نمونے کے طور پر تم اپنی دائیں جانب مادام تاؤ کی لاش دیکھ سکے ہو'' ......اس مرتبہ عمران نے اس سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا تو اس نے چونک کر دائیں جانب دیکھا۔مادام تاؤ کی لاش دیکھ کر اس کا چہرہ بگڑ گیا۔
''نہ تو میں کرنل ہیڈ لے ہوں اور نہ ہی یہ مادام تاؤ ہے۔ بلکہ یہ میجر کیٹی ہے اور تاشو آئی لینڈ پر فوڈ انچارج ہے۔تم شاید کرنل سمارٹ ہو۔معلوم نہیں کہ یہ تم نے کیوں کیا ہے۔تمہیں اپنے اس اقدام کے لئے اعلیٰ حکام کو جواب دینا پڑے گا'' ......کرنل ہیڈ لے نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔
''تمہاری اس معصومیت پر قربان ہو جاؤں کرنل ہیڈ لے'' ......عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔واقعی تمہارا تمام سیٹ اپ ختم ہو گیا ہے اور سنو میں کرنل سمارٹ نہیں ہوں بلکہ میں تمہارا پرانا خادم علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی۔ (آکسن) ہوں اور اتنا تو تم جانتے ہو کہ میں دشمنوں کی زبان بہت آسانی سے کھلوا لیتا ہوں اور ایسے اسرائیلی پراجیکٹس کو تو نیست و نابود کر دیا کرتا ہوں جو پاکیشیا یا عالم اسلام کے خلاف ہوں۔
''علی عمران'' ......کرنل ہیڈ لے نے چونکتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس کا چہرے بھی سیاہ پڑ گیا۔
''صرف علی عمران نہیں بلکہ تمہارا پرانا خادم علی عمران ایم اسی سی۔ ڈی ایس سی

(آکسن)''......عمران نے کہا۔

''لیکن ہمارا سی ورلڈ پراجیکٹ پاکیشیا اور دیگر مسلم ممالک کے خلاف نہیں ہے''......کرنل ہیڈلے نے کہا۔

''یہ منصوبہ پوری دنیا کے خلاف ہے اور اس دنیا میں پاکیشیا بھی شامل ہے اور دیگر مسلم ممالک بھی''......عمران نے اس مرتبہ سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ یہ منصوبہ پوری دنیا کے خلاف ہے۔ لیکن اب اس پراجیکٹ کو روکا نہیں جاسکتا۔ کیونکہ یہ پراجیکٹ اب مکمل ہو چکا ہے''......کرنل ہیڈلے نے کہا۔

''تم صرف اتنا بتاؤ کہ سی ورلڈ کے بارے میں معلومات تم خود ڈبتا رہے ہو یا مجھے تم پر ہاتھ پیر چلانے پڑیں گے''......عمران نے بدستور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''سی ورلڈ کے بارے میں، میں خود بھی نہیں جانتا۔ تمہیں کیا بتاؤں گا''......کرنل ہیڈلے نے کہا۔

''حتمی بات ہے یہ''......عمران نے کہا۔

''ہاں۔ سو فیصد حتمی بات ہے''......کرنل ہیڈلے نے بااعتماد لہجے میں کہا تو عمران کے چہرے پر زہریلی مسکراہٹ آ گئی۔

''ہونہہ۔ حتمی بات ہے کہ مجھے ہاتھ پاؤں چلانے پڑیں گے کیونکہ تم جیسے لاتوں کے بھوت باتوں سے کبھی نہیں مانتے''......عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا پھر اس نے صفدر کی طرف دیکھا۔

''صفدر۔ اسے ریڈ انجکشن لگا دو''......عمران نے کہا تو صفدر ٹیبل پر رکھے ہوئے بیگ کی طرف بڑھا۔ ریڈ انجکشن وہ لے کر چلے تھے۔ کرنل ہیڈلے ریڈ انجکشن سے ہی زبان کھول سکتا تھا۔ کسی بھی قسم کا تشدد اس پر کارگر ثابت نہیں ہونا تھا اس لئے اس نے صفدر کو حکم دیا تھا۔ صفدر نے بیگ میں سے ریڈ انجکشن اور سرنج نکال کر انجکشن تیار کیا اور کرنل ہیڈلے کی طرف بڑھا۔

''یہ۔ یہ کیسا انجکشن ہے۔ خبردار۔ مجھے انجکشن نہ لگانا''......کرنل ہیڈلے نے

پریشان ہوتے ہوئے کہا۔عمران کے بارے میں وہ اچھی طرح جانتا تھا اس لئے اگر عمران نے انجکشن لگانے کا فیصلہ کیا تھا تو یہ کوئی خاص انجکشن ہی ہوسکتا تھا۔صفدر نے اس کی بات پر کوئی توجہ نہ دی۔وہ کرنل ہیڈ لے کے قریب پہنچ گیا۔جیسے ہی صفدر، کرنل ہیڈ لے کے قریب پہنچا اس نے بندھے ہونے کے باوجود اٹھنے کی کوشش کی۔لیکن صفدر نے اس کے سینے پر ٹھوکر رسید کر دی اور اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا کرنل ہیڈ لے دھپ سے فرش پر گرا اور اس کے ساتھ ہی صفدر نے سرنج اس کے بازو میں گھونپ دی اور پھر سرنج باہر نکال کر ایک طرف پھینک دی۔

''تم پریشان کیوں ہوئے ہو کرنل ہیڈ لے۔تم نے تشدد برداشت کرنے کے کئی خصوصی کورسز کئے ہوئے ہیں اور تمہارا دماغ بھی تشدد کے وقت بلنک ہو جاتا ہے۔لہٰذا تم پر ہر قسم کا تشدد بے اثر جاتا ہے۔پھر تم کیوں فکر مند ہو رہے ہو''......عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''نہیں۔میں تو پریشان نہیں ہوں۔تمہیں غلط فہمی ہو رہی ہے''......کرنل ہیڈ لے نے لہجے کو نارمل بناتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔تمہیں پریشان ہونا بھی نہیں چاہئے۔تم اتنی پاورفل ایجنسی کے چیف ہو پریشان ہونا تمہاری شان کے خلاف ہے''......عمران نے کہا تو کرنل ہیڈ لے نے عمران سے کچھ کہنا چاہا لیکن پھر اس نے اپنے جسم کی طرف دیکھا۔کیونکہ اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے سینکڑوں کی تعداد میں چیونٹیاں اس کے جسم پر چڑھ آئی ہوں لیکن اس کے جسم پر کوئی چیونٹی نہیں تھی۔

''تم جن چیونٹیوں کو دیکھنے کی کوشش کر رہے ہو وہ تمہارے جسم کے اوپر نہیں ہیں۔بلکہ تمہارے جسم میں گھس چکی ہیں اور یہ بہت ہی زہریلی چیونٹیاں ہیں یہ تمہارے جسم کے اندرونی حصے کو کھانا شروع کریں گی۔آہستہ آہستہ یہ تمہارے دماغ کی طرف بڑھیں گی پھر یہ تمہارے دماغ کو کھائیں گی اور جب یہ تمہارے دماغ کو کھائیں گی تو اوقت تم ایسا عذاب محسوس کرو گے جو موت کے عذاب سے بڑھ کر ہو گا۔پھر تم خواہش کرو گے اور میری منتیں کرو گے کہ میں تمہیں گولی مار دوں لیکن میں

تمہیں گولی نہیں ماروں گا۔ یہ چیونٹیاں چھ گھنٹے لیں گی تمہارے دماغ کھانے میں اور یہ چھ گھنٹے تمہارے لئے چھ صدیوں کے برابر ہوں گے۔ کرب واذیت کی چھ صدیاں"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اسی لمحے کرنل ہیڈ لے کو محسوس ہوا جیسے چیونٹیوں نے اس کے جسم کو اندر سے کاٹنا شروع کر دیا ہو۔ درد کی لہریں تھیں جو تیزی سے اس کے جسم میں دوڑنے لگیں لیکن وہ کرنل ہیڈ لے تھا۔ اسرائیل کی پاورفل ایجنسی کا چیف۔ وہ درد کی ان لہروں کو برداشت کرنے لگا۔ چیخنا، چلانا واقعی اس کی شان کے خلاف تھا۔ وہ چیخ، چلا کر عمران کے سامنے خود کو کمزور ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن درد تھا کہ آہستہ آہستہ بڑھتا جا رہا تھا اس یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے چیونٹیاں آہستہ آہستہ اس کے جسم میں اوپر کا سفر کر رہی ہوں۔ پھر اچانک ہی اسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے دل پر زہریلا کانٹا چبھو دیا ہو اور یہ ایسا درد تھا جو اس سے برداشت نہیں ہوا۔ بے اختیار اس کے منہ سے چیخ بلند ہوگئی۔

"ابھی سے کرنل ہیڈ لے۔ ابھی سے۔ ابھی تو چیونٹیاں تمہارے دماغ تک نہیں پہنچیں۔ ذرا انہیں دماغ تک تو پہنچنے دو اس کے بعد چیخ بھی لینا"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو کرنل ہیڈ لے نے تکلیف برداشت کرتے ہوئے عمران کو گھور کر دیکھا۔ لیکن وہ زیادہ دیر تک تکلیف برداشت نہ کر سکا۔ چند سیکنڈ بعد ہی اس کی ایک اور چیخ بلند ہوئی کیونکہ اب باقی جسم کے ساتھ ساتھ اسے آنکھوں میں سوئیاں چبھتی سی محسوس ہونے لگیں اور اب اسے عمران کی بات کا یقین بھی ہو گیا تھا کہ چیونٹیاں اس کے اندرونی اعضا اور دماغ کو کھا رہی ہیں۔ یہ احساس ہوتے ہی اب درد کے ساتھ ساتھ اس کے سارے جسم میں خوف کی لہریں بھی دوڑنے لگی تھیں۔ ڈر، خوف تشدد برداشت کرنے کی تمام تربیت دھری کی دھری رہ گئی تھی۔ جب اسے اپنے دماغ میں سوئی چبھتی ہوئی محسوس ہوئی پھر تو گویا ضبط کے سارے بندھن ٹوٹ گئے۔ اس کے حلق سے چیخوں کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا۔ اس کے دماغ پر اب بیک وقت کئی سوئیاں چبھتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔

"بب۔ بب۔ بچاؤ۔ بچاؤ۔ عمران۔ بچاؤ مجھے اس عذاب سے"...... کرنل

ہیڈ لے نے چیخوں کے درمیان میں کہا۔

''سی ورلڈ میں جانے کا طریقہ بتاؤ اور سی ورلڈ کی تفصیلات بتاؤ۔اس کے بعد تمہیں اس درد سے نجات مل سکتی ہے''......عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

''سی ورلڈ کا راستو ابدور جی ایٹ اور جی نائن کے لئے اوپن ہوتا ہے۔یہ دونوں آبدوزیں سی ورلڈ کے کمپیوٹر سے لنکڈ ہیں۔میں اور میرا یہ ساتھی روشیو آج رات جی ایٹ سے سی ورلڈ جا رہے ہیں۔سی ورلڈ کے انچارج ڈاکٹر ہنسلے کو ہماری آمد کی اطلاع مل چکی ہے جیسے ہی جی ایٹ یہاں سے روانہ ہوگی ڈاکٹر ہنسلے کو بھی اطلاع مل جائے گی اور جی کے وہاں پہنچنے پر سی ورلڈ کا راستہ بھی خود بخود اوپن ہو جائے گا''......کرنل ہیڈ لے چیختا بھی رہا اور بات بھی کرتا رہا۔

''اگر آبدوز میں دو سے زیادہ افراد ہوئے تو کیا پھر بھی سی ورلڈ کا راستہ اوپن ہو جائے گا''......عمران نے پوچھا۔

''جب آبدوز تاشو سے روانہ ہوتی ہے تو ڈاکٹر ہنسلے خود ان کی مانٹیرنگ کرتا ہے وہ چاہے تو راستے کو اوپن نہ کرے۔ماسٹر کمپیوٹر نے اسی کی ہدایت پر عمل کرنا ہوتا ہے''......کرنل ہیڈ لے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔اب سی ورلڈ کی تفصیلات بتاؤ''......عمران نے کہا تو کرنل ہیڈ لے نے سی ورلڈ کی تفصیلات بھی بتا دیں۔

''فار گاڈ سیک۔اب مجھے اس درد سے نجات دلاؤ''......کرنل ہیڈ لے نے چیختے ہوئے کہا۔

''بس آخری سوال۔اس کے بعد تمہیں اس درد سے نجال مل جائے گی اور سوال یہ ہے کہ یہاں تاشو پر تمہارے اہم اہم آدمی کون ہیں''......عمران نے کہا تو کرنل ہیڈ لے نے چند نام بتا دیئے۔

''پروگرام کے مطابق جی ایٹ کو یہاں سے کس وقت روانہ ہونا ہے''......عمران نے کہا۔

''رات بارہ بجے۔اب وعدہ پورا کرو اور یہ عذاب ختم کرو''......کرنل ہیڈ لے

نے بدستور چیختے ہوئے کہا۔

''تنویر۔ اسے درد سے نجات دلا دو'' ...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ تنویر تو گویا عمران کی اسی بات کا منتظر تھا۔ عمران کی بات کے مکمل ہوتے ہی اس کا ہاتھ بلند ہوا اور اس کے ہاتھ میں موجود خنجر کرنل ہیڈ لے کی گردن میں اتر گیا۔ چیخ تو وہ کافی دیر سے ہی رہا تھا لیکن اس کی آخری چیخ نہایت ہی کربناک تھی۔ گردن میں خنجر لگتے ہی وہ تڑپنے لگا۔

''تنویر۔ تم روشیو کا میک اپ کرلو۔ تم میرے ساتھ سی ورلڈ میں جاؤ گے'' ...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کے بعد اس نے ریسٹ واچ پر نظر ڈالی۔ رات کے گیارہ بج چکے تھے۔ یعنی ان کے روانہ ہونے میں ابھی ایک گھنٹہ باقی تھا۔ پھر پون گھنٹے بعد ہی وہ مکمل تیار ہو چکے تھے۔ عمران نے کرنل ہیڈ لے کا ایک اپ کرلیا تھا۔

''جولیا۔ کرنل ہیڈ لے نے بتا دیا تھا کہ اس کے یہاں کون کون سے اہم آدمی ہیں'' ...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ ہم نے سن لیا تھا'' ...... جولیا نے اثبات کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''ان آدمیوں کی تمہیں دیگر اسرائیلی ایجنٹوں کی تفصیلات بھی مل جائیں گی۔ ہماری واپسی سے پہلے پہلے ان سب کا خاتمہ ہو جانا چاہئے اور انوسٹی گیشن سنٹر میں جوزف اور کرنل زیدو غیرہ موجود ہیں۔ تم نے انہیں بھی وہاں سے لانا ہے'' ...... عمران نے جولیا کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

''بے فکر رہو۔ یہ سب کام ہو جائیں گے'' ...... جولیا نے عمران کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔ پھر ٹھیک بارہ بجے آبدوز جی ایٹ تاشو آئی لینڈ سے روانہ ہو رہی تھی۔ آبدوز میں کل تین افراد تھے عمران، تنویر اور تیسرا آبدوز کا آپریٹر۔ عمران نے اس کی جگہ اپنے کسی ساتھی کو لانا مناسب نہیں سمجھا تھا۔ وہ ہارڈ ایجنسی کا ایجنٹ تھا اور عمران نے بہتر یہی سمجھا تھا کہ سی ورلڈ جاتے ہوئے وہی آبدوز چلائے۔

''جولیا، صفدر، صدیقی اور ٹائیگر ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران اور تنویر کو وہاں سے روانہ ہوئے پانچ منٹ ہو چکے تھے۔ رہائش گاہ کے گیٹ پر ڈیوٹی پر موجود فوجیوں کو انہوں نے مادام تاؤ کی آمد کے بعد ہی بے ہوش کر کے ایک کمرے میں ڈال دیا تھا۔ انہیں طویل بے ہوشی کے انجکشن بھی لگائے تھے اور پھر انہیں کرسیوں سے بھی باندھ دیا گیا تھا۔ اس لئے وہ ان کی طرف سے تو مطمئن تھے۔ اب انہوں نے تاشو پر موجود اسرائیلی ایجنٹوں کے متعلق لائحہ عمل بنانا تھا تاکہ عمران کی ہدایت پر عمل کیا جا سکے۔

''ویسے عمران صاحب کو چاہیے تھا کہ ہمیں بھی ساتھ لے جاتے''......صدیقی نے شکوہ کرتے ہوئے کہا۔

''ایسا ممکن نہیں تھا۔ اگر ممکن ہوتا تو عمران ہمیں لازماً ساتھ لے جاتا اور یہاں بھی اس نے ہمارے ذمے بہت اہم کام لگایا ہے''......جولیا نے کہا۔

''کیا یہ کام بھی اہم ہے''......صدیقی نے کہا۔

''ہاں۔سی ورلڈ میں مشن مکمل کرنے کے بعد یہاں آنا ضروری ہے۔سی ورلڈ کی تباہی کی خبر یہاں لازماً پہنچ جاتی ہے اور یہ معلوم نہیں کہ یہاں اسرائیل کے کون کون سے ایجنٹ ہیں۔واپسی پر یہ چھپے دشمن نقصان پہنچا سکتے ہیں اور یہ تو تمہیں معلوم ہوگا کہ سامنے والا دشمن اتنا خطرناک نہیں ہوتا جتنا خطرناک چھپا ہوا دشمن ہوتا ہے''......جولیا نے کہا۔

''اوہ۔اوہ۔آپ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں مس جولیا اور اب ہمیں تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔پہلے اسرائیلی ایجنٹوں پر ہاتھ ڈالنا چاہئے۔تاکہ عمران صاحب کے آنے سے پہلے ہی ان کا صفایا ہو چکا ہو''......جولیا کی بات صدیقی کی سمجھ میں آ گئی تھی اس لئے اس نے تیز لہجے میں کہا۔

''کرنل ہیڈلے نے جن افراد کے بارے میں بتایا ہے ہم نے پہلے تو انہیں یہاں لانا ہے۔ان سے معلومات لے کر پھر باقی افراد پر بھی ہاتھ ڈالنا ہے۔وقت کم ہے اور کام زیادہ ہے۔اس لئے ہم سب کو الگ الگ جانا چاہئے تاکہ کم وقت میں زیادہ کام ہو سکے۔کیوں ٹائیگر۔تمہارا کیا خیال ہے''......صفدر نے کہا۔

''آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے۔صفدر صاحب اور اب ہمیں مزید تاخیر بھی نہیں کرنی چاہئے''......ٹائیگر نے کہا۔

''اوکے۔طے کرو کہ کس نے کہاں جانا ہے اور اس کے بعد روانہ ہو جاؤ''......جولیا نے کہا اور پھر وہ اپنے اپنے شکار منتخب کر کے وہاں سے روانہ ہو گئے۔رات بہت ہی گہری تھی۔تاشو آئی لینڈ پر ہو کا عالم طاری تھا۔خاص خاص جگہوں پر تو روشنی تھی۔لیکن زیادہ تر حصوں پر تاریکی کا راج تھا۔اس تاریکی نے ان کا بہت ساتھ دیا۔انہوں نے برق رفتاری سے کام کیا۔وہ پہلے جن چار افراد کو ہی اٹھا کر لائے تھے۔انہوں نے تاشو آئی لینڈ پر موجود تمام اسرائیلی ایجنٹوں کے بارے میں انہیں بتا دیا تھا۔اس کے بعد بھی انہوں نے اپنے اپنے ٹارگٹ مقرر کئے اور وہ ایک بار پھر کارروائی کے لئے نکل گئے۔اوڑھائی گھنٹے کی قلیل مدت میں انہوں نے تاشو آئی لینڈ پر موجود تمام اسرائیلی ایجنٹوں کا خاتمہ کر دیا۔رہائش گاہ واپس پہنچ کر انہوں نے

شاور لیا کپڑے تبدیل کئے۔

''اب کیا پروگرام ہے مس جولیا''...... چائے پینے کے دوران صدیقی نے جولیا سے کہا۔

''جوزف۔ کرنل زیدا اور اس کے ساتھی انوسٹی گیشن سنٹر میں ہیں۔ اب ہمیں ان کی خبر لینی ہے''...... جولیا نے کہا۔

''چائے پی لیں۔ پھر ان کی خبر بھی لیتے ہیں''...... صفدر نے بھی چائے سپ کرتے ہوئے کہا۔ اسرائیلی ایجنٹوں کے خاتمے کے بعد وہ چائے کی طلب محسوس کر رہے تھے اس لئے جولیا نے چائے بنالی تھی۔

''صبح جب یہاں اتنی ہلاکتوں کی خبر ہوگی تو یہاں بھونچال آ جائے گا''...... صدیقی نے کہا۔

''بھونچال کچھ دیر کے لئے ہوگا۔ جب مردہ افراد کا پوسٹمارٹم اور ڈی این اے ٹیسٹ ہوگا تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ ہلاک ہونے والے گریٹ نہیں تھے تو پھر یہ گریٹ اپنے سسٹم پر اپنی سیکورٹی پر اور اپنی عقل پر ماتم کریں گے''...... صفدر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ انہی باتوں کے دوران انہوں نے چائے پی لی۔

''آؤ۔ اب انوسٹی گیشن سنٹر چلتے ہیں''...... جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ باہر آ گئے۔ رات ابھی کافی حصے باقی تھا۔ باہر بدستور ہو کا عالم تھا۔ تاروں کی روشنی آسمان پر تو تھی لیکن درختوں کی کثرت کی وجہ سے تاروں کی وہ روشنی زمین تک نہیں آ رہی تھی۔ جس کی وجہ سے ماحول گہری تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے رات کے اس پہر کائنات کی ہر چیز سو گئی ہو۔ اس لئے گہرا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ اتنی گہری تاریکی میں وہ اس طرح آگے بڑھ رہے تھے جیسے دن کے اجالے میں سے انہیں اندھیرے میں بھی صاف دکھائی دے رہا تھا۔ جوتے تو وہ ہمیشہ پہنتے ہی ایسے تھے جس سے چلنے کی آواز پیدا نہیں ہوتی تھی۔ انہیں رہائش گاہ سے انوسٹی گیشن سنٹر پہنچنے تک صرف پانچ منٹ لگے تھے۔ سنٹر کے مین گیٹ پر اس وقت کوئی نہیں تھا۔ گیٹ بند تھا۔ صفدر نے گیٹ پر دباؤ ڈالا تو گیٹ کھل گیا۔ ان چاروں نے

گیٹ کراس کیا اور بلڈنگ میں داخل ہوتے ہی وہ چاروں بری طرح چونکے۔ گیٹ کے دائیں جانب چار پانچ قدموں کے فاصلے پر انہیں دو لاشیں پڑی ہوئی دکھائی دی تھیں۔ یہ دونوں گریٹ آرمی کی یونیفارم میں تھے۔ ٹائیگر ان کے قریب پہنچا اور اس نے ان دونوں لاشوں کا جائزہ لیا۔

"انہیں ایکسپائر ہوئے تو کافی دیر ہو گئی ہے"...... ٹائیگر نے لاشوں کا جائزہ لینے کے بعد کہا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ جوزف اور کرنل زید یہاں سے فرار ہو چکے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"آپ کا خیال درست لگتا ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا اور پھر وہ آگے بڑھے۔ وہ انتہائی چوکنا تھے اور مشین پسٹلز پر ان کی گرفت بہت مضبوط تھی۔ تھوڑی ہی دیر میں انہوں نے پوری بلڈنگ کی تلاشی لے لی۔ جوزف، کرنل زید اور اس کے ساتھیوں کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ البتہ کئی گریٹ فوجیوں کی لاشیں بلڈنگ میں مختلف جگہوں پر پڑی تھیں۔

"واقعی وہ لوگ یہاں سے نکل گئے ہیں لیکن وہ گئے کہاں ہیں"...... صفدر نے سوچ میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا لیکن اس کے اس سوال کا جواب کسی کے پاس نہیں تھا۔

''نیتو کے تاریک ذہن میں روشنی کا ایک نقطہ سا ابھرا اور پھر یہ نقطہ بڑا ہونے لگا۔ یہاں تک کہ اس کا ذہن مکمل طور پر روشن ہو گیا۔ اس کی آنکھیں کھلیں تو اس نے اپنے اردگرد کا جائزہ لیا۔ یہ وہی کمرہ تھا جہاں سے وہ پہلے فرار ہوئے تھے۔ جوزف اور اس کے دیگر ساتھی بھی وہاں موجود تھے۔ لیکن وہ سب بے ہوش تھے۔ وہ مخصوص گیس کی وجہ سے بے ہوش ہوئے تھے اس لئے ان کے خود بخود ہوش میں آنے کا امکان کم تھا۔ نیتو اس لئے ہوش میں آ گیا تھا کہ اس نے بو محسوس کرتے ہی اس اپنا سانس بھی روک لیا تھا اس لئے گیس نے اس پر مکمل طور پر اثر نہیں کیا تھا اور مکمل اثر نہ ہونے کی وجہ سے اسے خود بخود ہوش آ گیا تھا۔ کمرے میں ان کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا اور انہیں اب بھی رسیوں سے ہی باندھا گیا تھا۔ اردگرد کا جائزہ لینے کے بعد نیتو نے رسی کی گانٹھوں پر انگلیاں چلائیں۔ اس مرتبہ جو گانٹھیں لگی ہوئی تھیں وہ نیتو کے لئے اجنبی نہیں تھیں۔ یعنی اس مرتبہ انہیں ماہرانہ انداز میں نہیں باندھا گیا تھا۔ نیتو کے لئے یہ بات حیرت کا باعث تھی لیکن اس پر سوچنے کا وقت نہیں تھا۔ اس

لئے وہ رسی کھولنے میں مصروف ہو گیا۔تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ اپنی رسی کھولنے میں کامیاب ہو گیا۔ پھر اس نے کرنل زید اور جوزف کی رسی بھی کھول دی۔اس کے بعد وہ اٹھی اور الماری کی طرف بڑھا جو ایک کونے میں موجود تھی۔اس نے الماری کھول کر اس کا جائزہ لیا۔الماری میں بہت سا اسلحہ اور میڈیکل باکس رکھا ہوا تھا۔ نیتو نے میڈیکل باکس کھول کے دیکھا۔میڈیکل باکس میں انٹی گیس انجکشن بھی موجود تھے۔انہیں دیکھ کر نیتو نے مطمئن انداز میں سر ہلایا اور پھر اس نے ایک انجکشن تیار کیا اور یہ انجکشن اپنے باس کرنل زید اور جوزف اور اپنے دیگر ساتھیوں کو تھوڑا تھوڑا لگا دیا۔انجکشن لگنے کے ایک منٹ بعد ہی کرنل زید اور اس کے ساتھیوں کے جسم میں حرکت کے آثار پیدا ہوئے۔سب سے پہلے کرنل زید کو ہوش آنے لگا جبکہ نیتو اپنے دیگر ساتھیوں کی رسیاں کھولنے میں مصروف ہو گیا۔

''اوہ۔ہم پھر بلیک روم میں ہیں''......ہوش میں آتے ہی کرنل زید نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

''یس باس''......نیتو نے مسکراتے ہوئے ادب سے کہا۔

''ہم گیس سے بے ہوش ہوئے تھے اور اب آثار بتا رہے ہیں کہ تم نے ہمیں انٹی گیس انجکشن لگائے ہیں۔تم کیسے خود بخود ہوش میں آ گئے''......کرنل زید نے ایک طرف رکھی ہوئی سرنج کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''باس میں نے گیس محسوس کرتے ہی سانس روک لیا تھا اس لئے مجھ پر گیس کا اثر کم ہوا تھا۔نیتو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ویلڈن نیتو تم واقعی میری ٹیم کے کامیاب سیکرٹ ممبر ہو۔کرنل زید نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس بار جوزف بھی تحسین آمیز نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔

''الماری میں اب بھی اسلحہ موجود ہے۔وہ اٹھایا جا سکتا ہے''......نیتو نے کہا تو انہوں نے الماری سے اسلحہ اور مشین پسٹلز، ریوالورز کے سائیلنسر بھی اٹھا لئے۔ انہوں نے اپنی اپنی گنز پر سائیلنسر فٹ کر لئے۔

''اب ہم نے ساحل پر پہنچنا ہے جہاں آبدوز جی ایٹ اور جی نائن موجود ہیں۔

ہم نے ان میں سے کسی ایک پر قبضہ کرنا ہے اور سی ورلڈ پہنچنا ہے۔ ہمارے پاس صرف آج ہی کی رات ہے ہم نے آج رات سی ورلڈ کو تباہ کرنا ہے“...... کرنل زید نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

”مسٹر زید۔ تمہارے پاس باس کے بارے میں کوئی اطلاع ہے“...... جوزف نے عمران کے بارے میں پوچھا۔

”نہیں۔ لیکن اگر ہم سی ورلڈ کی طرف روانہ ہو سکتے ہیں تو عمران صاحب بھی یقیناً وہاں پہنچ چکے ہوں گے یا پہنچنے والے ہوں گے“...... کرنل زید نے کہا اور پھر وہ دروازے کی طرف بڑھا۔ انوسٹی گیشن سنٹر میں بہت سی گریٹ فوجی موجود تھے لیکن رات ہونے کی وجہ سے وہ سب سست تھے اور نیم خوابیدگی کی حالت میں تھے۔ وہ سب نہایت ہی آسانی سے ان کا شکار ہوتے چلے گئے۔ انوسٹی گیشن سنٹر سے باہر آ کر کرنل زید ساحل کی طرف بڑھنے لگا۔ جوزف اور کرنل زید کے ساتھی بھی اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگے۔ تقریباً گیارہ بارہ منٹ تک چلتے رہنے کے بعد وہ لوگ ساحل پر پہنچ گئے۔ ساحل کے ایک مخصوص حصے میں تین آبدوز کھڑی تھیں۔ یہاں چار مسلح فوجی بھی کرسیوں پر لیٹنے کے انداز میں بیٹھے ہوئے تھے۔ یہاں لائٹس بھی روشن تھیں۔ چاروں فوجی انہیں دیکھ کر ایک دم ہی چوکنا ہوئے اور پھر کرسیوں سے کھڑے ہو گئے۔

”جی ایٹ اور جی نائن کے کیپٹن کہاں ہیں“...... ان کے بولنے سے پہلے ہی کرنل زید نے بارعب لہجے میں کہا۔

”جی ایٹ پر تو کافی دیر پہلے باس گئے ہیں سر۔ جی نائن موجود ہے لیکن آپ کون ہیں سر“...... ایک فوجی نے کہا۔

”شٹ اپ۔ مجھ سے سوال کرتے ہو۔ اور یہاں تم ڈیوٹی دینے آتے ہو یا سونے آتے ہو“...... کرنل زید نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔ وہ چاروں فوجی کرنل زید کے لہجے سے ہی مرعوب ہو گئے تھے۔

”س۔ سس۔ سوری سر“...... پہلے والے فوجی نے معذرت کرتے ہوئے

کہا۔ وہ شاید باقیوں سے سینئر تھا اوران کا انچارج بھی تھا۔
''میں تمہارا کورٹ مارشل کراؤں گا۔ فی الحال تم جی نائن کے کیپٹن کو بلاؤ''...... کرنل زید نے سخت لہجے میں کہا۔
''تم جاؤ۔ ماسٹر کو بلالاؤ''......اس فوجی نے اپنے ایک ساتھی سے کہا تو وہ آبدوز کی طرف دوڑا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ساتھ ایک اورنوجوان تھا۔
''تم پانچوں سنواورغور سے سنو۔ ہم صدر مملکت کے حکم پر ایک خصوصی مشن پر آئے ہوئے ہیں۔ ہم جی پی فائیو کے ایک خاص سیکشن کے آفیسر ہیں۔ ہم اتنے با اختیار ہیں کہ کرنل ڈیوڈ بھی ہم پر حکم نہیں چلاتے کیونکہ ہم صدر مملکت کو جواب دہ ہیں اور صدر مملکت ہمیں انتہائی خاص اور سیکرٹ مشن پر بھیجتے ہیں۔ لہذا تم نے ہماری آمد کو خود تک محدود رکھنا ہے اور مسٹر فاسٹر تم نے ہمیں سی ورلڈ لے جانا ہے''......کرنل زید نے انتہائی رازدارانہ انداز میں لیکن سخت لہجے میں کہا۔
''اوکے سر۔ اوکے سر''......ان سب نے ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ وہ کرنل زید کی باتوں سے بہت ہی متاثر ہو گئے تھے۔
''ٹھیک ہے آؤ''......کرنل زید نے کہا اور پھر وہ آبدوز کی طرف بڑھے۔ فاسٹر انہیں آبدوز جی نائن پر لے آیا۔ کرنل زیڈ فاسٹر کے ساتھ ہی اس کے کیبن میں آ گیا جبکہ باقی ساتھی دوسرے کیبن میں بیٹھ گئے۔ فاسٹر نے آبدوز سٹارٹ کی اور پھر آبدوز اپنے سفر میں روانہ ہو گئی۔ فاسٹر کے کیبن میں کئی اسکرینیں لگی ہوئی تھیں۔ فاسٹر نے وہ سب سکرین آن کر دیں۔
''سر۔ اس اسکرین پر سی ورلڈ کا بیرونی منظر دکھائی دے رہا ہے۔ اسی طرح اب سی ورلڈ میں بھی ہماری آبدوز کو دیکھا جا رہا ہے۔ سر ہمارے سائنس دان گریٹ ہیں جنہوں نے اتنا عظیم پراجیکٹ بنایا ہے اور ہمارا ملک بھی گریٹ ہے''......فاسٹر نے فخریہ لہجے میں کہا تو کرنل زید کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے منہ کا ذائقہ خراب ہو گا ہو لیکن اس نے اپنے تاثرات سے یہ ظاہر نہ ہونے دیا کہ اسے فاسٹر کی بات بری لگی ہے۔ وغور سے اس سکرین کو دیکھنے لگا۔

''ہم کتنی دیر تک سی ورلڈ پہنچیں گے''......کرنل زید نے سکرین سے نظریں ہٹاتے ہوئے کہا۔

''سر ہم آدھ گھنٹے بعد سی ورلڈ پہنچ جائیں گے۔ پندرہ منٹ بعد سی ورلڈ سے ہمارا رابطہ ہوگا اور چونکہ ہم شیڈول کے مطابق نہیں جارہے اس لئے بہت زیادہ سوال جواب ہوں گے''......فاسٹر نے کہا۔

''کس میں اتنی جرأت ہے کہ وہ مجھ سے سوال کر سکے''......کرنل زید نے غصیلے لہجے میں کہا تو فاسٹر سہم سا گیا اور اس کے بعد اس نے خاموشی اختیار کرلی۔

''کمال ہے آج سی ورلڈ سے کال نہیں آئی''......پندرہ منٹ گزرنے کے بعد فاسٹر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔اس کی یہ بڑبڑاہٹ اتنی واضح تھی جسے کرنل زیڈ نے بھی سن لیا تھا۔

''کیا پہلے بھی کبھی ایسا ہوا ہے کہ سی ورلڈ سے کال نہ آئی ہو''......کرنل زید نے پوچھا۔

''نو سر۔ایسا پہلے تو کبھی نہیں ہوا۔ہم پروگرام کے مطابق بھی جاتے ہیں تو کال لازماً آتی ہے''......فاسٹر نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔کرنل زید نیاس کی بات پر کوئی تبصرہ نہ کیا۔وہ خاموش رہا۔اس کی نظریں سکرین پر لگی رہیں۔جہاں سی ورلڈ کا منظر نظر آرہا تھا۔اب فاسٹر کی نظریں بھی اس سکرین پر جم گئیں۔مزید بیس منٹ گزر گئے اور پھر اچانک ہی وہ دونوں بری طرح چونکے۔پھر بے اختیار وہ اپنی کرسیوں سے کھڑے ہوگئے اور ان کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

”آبدوز جی ایٹ گہرائی میں تھی اور نہایت تیزی سے سی ورلڈ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ عمران اور تنویر کیپٹن کے کیبن میں ہی تھے۔ آبدوز کے کیپٹن کا نام سٹائرش تھا۔ عمران کرنل ہیڈلے کے میک اپ میں ہی تھا اور تنویر اس کے ساتھی روشیو کے میک اپ میں ان دونوں نے خصوصی میک اپ ہی کیا ہوا تھا جو کسی بھی طرح سے چیک نہیں ہوسکتا تھا۔ کیپٹن کے کیبن میں چند اسکرینیں لگی ہوئی تھیں۔ ایک اسکرین پر سی ورلڈ کا بیرونی منظر نظر آ رہا تا۔ سی ورلڈ ایک محل نما بلڈنگ تھی۔ اس کا بیرونی منظر کافی خوبصورت تھا اور عمران دل ہی دل میں اس کے ہنر مندوں کو داد دے رہا تھا۔ اس کی نظریں تمام اسکرینوں پر گردش کر رہی تھیں۔ پھر اچانک ہی کیبن میں فون کی دھیمی مگر مترنم بیل بجنے لگی۔ کیبن میں سٹیلائٹ فون موجود تھا اور یہ کال اسی پر آ رہی تھی۔

”سر۔ سی ورلڈ سے کال آ رہی ہے“......سٹائرش نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تو رسیو کرو'' ...... عمران نے کرنل ہیڈ لے کی آواز میں سخت لہجے میں کہا۔

''یس سر'' ...... سٹائرش نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس سٹائرش اسپیکنگ'' ...... اس نے رسیور کان سے لگتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میجر ٹونی۔ سیکورٹی آفیسر آف سی ورلڈ اسپیکنگ'' ...... دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

''یس سر۔ فرمایئے'' ...... سٹائرش نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''باس سے میری بات کراؤ'' ...... دوسری طرف سے میجر ٹونی نے کہا تو سٹائرش نے عمران کی طرف دیکھا۔

''یس سر۔ باس سے بات کیجئے'' ...... سٹائرش نے کہا اور پھر اس نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

''کرنل ہیڈ لے اسپیکنگ'' ...... عمران نے کرنل ہیڈ لے کی آواز میں اور کرخت لہجے میں کہا۔

''باس۔ میجر ٹونی بول رہا ہوں'' ...... اس مرتبہ میجر ٹونی کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''یس۔ کس لئے مجھ سے بات کرنا چاہتے ہو تم'' ...... عمران نے بدستور کرخت لہجے میں کہا۔

''باس۔ میں نے آپ کی ہدایت کے مطابق ڈاکٹر ہنسلے کو آج جلد سو جانے کی ہدایت کی تھی۔ وہ جلد ہی سو گئے تھے اور اب وہ بیدار ہو گئے ہیں۔ جب آپ پہنچے گئے تو وہ فوراً ہی آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائیں گے'' ...... دوسری طرف سے میجر ٹونی کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''اوکے۔ میرا خیال ہے کہ ہم بارہ منٹ بعد سی ورلڈ میں پہنچ جائیں گے'' ...... عمران نے کہا۔

''یس باس'' ...... میجر ٹونی کی آواز سنائی دی تو عمران نے رسیور سٹائرش کی طرف بڑھا دیا۔ سٹائرش نے رسیور لے کر الوداعی کلمات کہے اور پھر رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور پھر واقعی بارہ منٹ بعد وہ سمندر میں بنے ہوئے محل کے سامنے پہنچ گئے۔ جیسے ہی آبدوز محل کے سامنے پہنچی۔ آبدوز پر سرخ روشنی پڑنے لگی۔ تقریباً نصف منٹ تک یہ روشنی پڑتی رہی۔ وہ سکرین پر یہ منظر دیکھ رہے تھے پھر محل میں ایک دروازہ نمودار ہوتا ہوا دکھائی دیا۔ یہ جہازی سائز دروازہ گیٹ تھا۔ گیٹ کے نمودار ہونے کے بعد گیٹ کے سامنے ایک غار سا بن گیا۔ پھر یہ غار بڑھنے لگا۔ بڑھتے بڑھتے یہ غار آبدوز کے گیٹ تک آ گیا۔

''آیئے سر'' ...... سٹائرش نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ تینوں آبدوز کے گیٹ پر آ گئے جیسے ہی وہ گیٹ پر آئے گیٹ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ غار گیٹ کے ساتھ ایڈجسٹ ہو چکا تھا۔ وہ تینوں آبدوز سے نکل کر غار میں داخل ہو گئے۔ تقریباً ساٹھ قدم چلنے کے بعد انہیں یوں محسوس ہوا جیسے وہ ایک نئی دنیا میں پہنچ گئے ہوں۔ یہ دنیا بہت ہی خوبصورت تھی۔ یہ ایک وسیع و عریض محل تھا۔ اس میں جگہ جگہ رنگ برنگے خوبصورت درخت دکھائی دے رہے تھے اور یہ درخت مصنوعی تھے۔ کئی جگہوں پر شیشے کے بڑے بڑے باکس رکھے ہوئے تھے اور ان باکسز میں آبی مخلوق تیر رہی تھی۔ خوبصورت سڑکیں تھیں جو شیشے کی بنی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔ وہاں چھوٹی چھوٹی کئی عمارتیں نظر آ رہی تھیں۔ گو کہ یہ رات کا وقت تھا لیکن یہاں روشنی ایسی تھی جیسے دن ہو۔ وہاں بہت سے لوگ خوبصورت یونیفارم پہنے دکھائی دے رہے تھے۔ یہ سمندر میں موجود ایسی بلڈنگ تھی جس کی مثال ملنا ناممکن تھا۔ وہ دو تین قدم ہی چلے تھے کہ انہیں ایک طرف سے جیپ آتی ہوئی دکھائی دی۔ جیپ ان کے قریب آ کر رک گئی اور ڈرائیونگ سیٹ سے ایک آرمی آفیسر نیچے اترا۔ سٹارز اسے میجر ظاہر کر رہے تھے۔ جیپ سے نیچے اترتے ہی اس نے عمران کو سیلوٹ کیا۔

''ویلکم باس۔ ویلکم'' ...... سیلوٹ کرنے کے بعد اس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ عمران نے اس کی آواز پہچان لی۔ یہ میجر ٹونی تھا۔ جس سے اس کی بات آبدوز میں

فون پر ہوئی تھی۔

''ڈاکٹر ہنسلے میٹنگ کے لئے تیار ہے''...... عمران نے اس کے سیلوٹ کو اور استقبالیہ جملے کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ ڈاکٹر ہنسلے میٹنگ روم میں ہیں اور آپ کے منتظر ہیں۔ آیئے جیپ میں تشریف رکھئے''...... میجر ٹونی نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران نے جیپ کی فرنٹ سیٹ پر جبکہ تنویر پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ میجر ٹونی نے ڈرائیور سیٹ سنبھالی۔ میجر ٹونی نے جیب واپس موڑی اور پھر جیپ آگے بڑھنے لگی۔ ایک بلڈنگ کے قریب پہنچ کر جیپ رک گئی۔ میجر ٹونی تیزی سے نیچے اترا۔ وہ عمران کی سائیڈ پر آیا اس نے جیپ کا دروازہ کھولا اور عمران جیپ سے نیچے اترا۔ عمران کے انداز میں کافی تکبر تھا۔ کیونکہ کرنل ہیڈلے کافی مغرور اور سفاک انسان تھا۔

''آیئے سر''...... میجر ٹونی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ایک طرف بڑھا۔ عمران اور تنویر اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگے۔ میجر ٹونی انہیں لے کر ایک بڑے کمرے میں آ گیا۔ کمرہ انتہائی نفیس انداز میں سجا ہوا تھا۔ درمیان میں آمنے سامنے دو قطاروں میں قیمتی صوفے رکھے ہوئے تھے ایک صوفے پر ایک بوڑھا سا آدمی بیٹھا ہوا تھا جس کا سر انڈے کی طرح چمک رہا تھا اور جس کی آنکھوں پ موٹے عدسوں والی عینک لگی ہوئی تھی۔ اسے دیکھ کر ہی عمران سمجھ گیا کہ یہ ڈاکٹر ہنسلے ہی ہے۔ ڈاکٹر ہنسلے نے بھی سر اٹھا کر ان تینوں کو دیکھا۔ لیکن اس نے اپنی جگہ سے اٹھنے کی کوشش نہ کی۔

''ہیلو ڈاکٹر صاحب''...... عمران نے نرم لہجے میں کہا کیونکہ وہ سائنس دان تھا اس لئے کرنل ہیڈلے اس کا احترام بھی کرتا تھا اور اس سے سخت لہجے میں بات نہیں کرتا تھا۔

''کون سی قیامت آن پڑی ہے کرنل صاحب کہ آپ نے اس وقت میٹنگ طلب کر لی''...... ڈاکٹر ہنسلے نے ناگوار لہجے میں کہا۔

''میں آپ سے معذرت چاہتا ہوں ڈاکٹر صاحب لیکن قومی سلامتی کا معاملہ

ہے اور یہ آپ نے ٹھیک کہا ہے کہ قیامت آن پڑی ہے۔ سی ورلڈ اس وقت شدید ترین خطرے سے دوچار ہے اس لئے مجھے فوری طور پر آنا پڑا اور رات کے اس پہر آپ کو زحمت بھی دینا پڑی''...... عمران نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

''وہی تو پوچھ رہا ہوں کہ کون سی قیامت آگئی ہے''...... ڈاکٹر ہنسلے نے منہ بنا کر کہا۔

''روشیو۔ تم میجر ٹونی کے ساتھ باہر کا راؤنڈ لگاؤ۔ میں ڈاکٹر صاحب سے میٹنگ کر لوں''...... عمران نے سخت لہجے میں تنویر سے کہا۔

''او کے باس''...... تنویر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا پھر وہ دونوں کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

''ہاں۔ اب بولیں''...... تنویر اور میجر ٹونی کمرے سے باہر چلے گئے تو ڈاکٹر ہنسلے نے کہا۔

''آپ یہ بتائیں کہ پراجیکٹ اس وقت کس مرحلے میں ہے''...... عمران نے اس سے پوچھا۔

''فائنل مرحلے میں ہے۔ بس چھ گھنٹوں کے بعد سب او کے ہو جائے گا اور میں صدر مملکت کو او کے کی رپورٹ بھی دے دوں گا''...... ڈاکٹر ہنسلے نے کہا تو عمران لرز گیا کہ بس چھ گھنٹے یعنی اگر یہ آدھا دن بھی لیٹ ہو جاتے تو اسرائیلی اپنے عظیم مقصد میں کامیاب ہو جاتے اور عمران خوش بھی ہو گیا کہ عین لمحے وہ درست وقت پر پہنچ گیا ہے۔

''لیکن اس پراجیکٹ کی تباہی کے لئے دشمن ایجنٹ حرکت میں آچکے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''تم احمق تو نہیں ہو۔ بھلا یہاں کون پہنچ سکتا ہے''...... ڈاکٹر ہنسلے نے ایک دم غصیلے لہجے میں کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا جواب دیتا۔ کمرے میں ایک دم ہی تاریکی ہو گئی۔

''اوہ۔ اوہ۔ یہ کیا ہو گیا ہے۔ یہ یہ لائٹ کیسے بند ہو گئی''...... ڈاکٹر ہنسلے نے

چیختی ہوئی آواز میں کہا عمران نے اب بھی اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ پھر نصف منٹ ہی گزرا ہوگا کہ لائٹس روشن ہوگئیں۔

''اوہ۔اوہ۔ یہ کیا ہوگیا تھا''......ڈاکٹر ہنسلے نے پریشان لہجے میں کہا۔

''سی ورلڈ کے تمام سیکورٹی سسٹم بریک ہوگئے ہیں''......ماسٹر کمپیوٹر کی میموری بھی واش ہوگئی ہے۔اب وہ معمولی سا کمپیوٹر رہ گیا ہے جس پر بچے کمپیوٹر گیم کھیل سکتے ہیں اور بس۔لیبارٹری کی تمام مشینری بھی آف ہوگئی ہے''......عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اوہ۔اوہ۔لیکن کیسے کیسے اور کیوں''......ڈاکٹر ہنسلے نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں نے ابھی تو تمہیں بتایا ہے کہ دشمن ایجنٹ سی ورلڈ کی تباہی کے لئے حرکت میں آچکے ہیں''......عمران نے کہا۔

''کیسے کیسے۔مشینری کیسے آف ہوگئی''......ڈاکٹر ہنسلے نے اس مرتبہ پاگلوں کی طرح چیختے ہوئے کہا۔

''یہ کام کیا ہے جدید ترین ریز ایس ایس زیرو نے جو ہر قسم کے سیکورٹی سسٹم کو زیرو کر دیتی ہے۔کاسٹر کمپیوٹرز کی میموری واش کر دیتی ہے اور سائنسی ایجادات میں استعمال ہونے والی مشینری کو آف کر دیتی ہے''......عمران نے کہا تو ڈاکٹر ہنسلے بری طرح چونکا۔

''ایس ایس زیرو ریز۔لیکن وہ یہاں تک پہنچی کیسے اور کیا دشمن ایجنٹ یہاں تک پہنچ چکے ہیں''......ڈاکٹر ہنسلے نے یقین نے آنے والے انداز میں کہا۔

''ہاں۔سی ورلڈ کے دشمن ایجنٹ یہاں تک پہنچ چکے ہیں''......عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''کیسے پہنچے ہیں۔تم جھوٹ بولتے ہو۔کوئی بھی شخص یہاں نہیں آسکتا''...... ڈاکٹر ہنسلے نے غصے سے کہا۔

''تم نے خود ہی انہیں بلایا ہے اور تم ہی نے ان کے لئے وے آن کیا ہے''......

عمران نے کہا تو ڈاکٹر ہنسلے کا سرخ چہرہ اور زیادہ سرخ ہو گیا۔اس کی آنکھوں سے چنگاریاں سی نکلنے لگیں۔

''شپ اپ۔تم مجھ پر الزام لگا رہے ہو۔یہ پراجیکٹ میرا ہے اور میں اس کے خلاف دشمنوں کی مدد کروں گا۔میں ابھی صدر مملکت سے بات کرتا ہوں''......ڈاکٹر ہنسلے نے چیختے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

''بیٹھ جاؤ۔ورنہ صدر مملکت تمہارے ڈیتھ وارنٹ جاری کر دے گا۔کیا تم نے ہمارے لئے وے آن نہیں کیا''......عمران نے سخت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ڈاکٹر ہنسلے کا ہاتھ پکڑ کر اسے واپس صوفے پر بیٹھا دیا۔

''تت۔تم۔کک۔کک۔کیا مطلب''......ڈاکٹر ہنسلے نے حیرت کی شدت سے ہکلاتے ہوئے کہا۔پھر اسی وقت تنویر کمرے میں داخل ہوا۔اس کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔

''عمران۔اب اس سی ورلڈ میں میرے تمہارے اور اس ڈاکٹر ہنسلے کے علاوہ سب بے ہوش ہو گئے ہیں اور ساتھ ہی میں نے مائیکرو بم بھی فٹ کر دیئے ہیں۔جو ٹھیک دس منٹ بعد بلاسٹ ہو جائیں گے اور یہ سی ورلڈ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر سمندر میں غرق ہو جائے گا''......تنویر نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔

''نہیں۔نہیں۔تم ایسا نہیں کر سکتے۔تم میری زندگی بھر کی محنت اور اسرائیلی کے کھربوں ڈالرز کے منصوبے کو اس طرح ختم نہیں کر سکتے۔میں۔میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا''......ڈاکٹر ہنسلے نے ہذیانی انداز میں چیخے ہوئے کہا اور پھر وہ اٹھ کر تنویر پر جھپٹا لیکن تنویر نے اسے گردن سے پکڑا اور اٹھا کر فرش پر دے مارا۔اس کا سر دھماکے سے فرش سے ٹکرایا اور دو ٹکڑے ہو گیا۔اس کی چیخ بلند ہوئی اور وہ فرش پر تڑپنے لگا۔ان دونوں نے ایک نظر اسے تڑپتا ہوا دیکھا اور پھر وہ دروازے کی طرف مڑے لیکن جیسے ہی وہ دروازے کی طرف مڑے۔بے اختیار اچھل پڑے دروازے میں فنچ اور نانوتا کھڑے انہیں گھور رہے تھے۔

''عمران۔اگر تم ڈاکٹر ہنسلے کا فارمولا ہمارے حوالے کر دو تو ہم تمہیں یہاں سے

خیر خیریت سے جانے دیں گے ورنہ تم یہاں سے بچ کر جا نہیں سکو گے‘‘ ...... فنچ نے زہریلے انداز میں کہا۔

’’مجھے ایسے انسانیت سوز فارمولے سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی اور یہ بات تم جانتے ہو‘‘ ...... عمران نے کہا۔

’’اوکے۔ پھر جب تک ہم اس فارمولے کو تلاش کر نہیں لیتے تم یہیں رہو گے۔ ہمیں یہاں پہنچنے میں چند سیکنڈ کی تاخیر ہوئی اور تم نے ڈاکٹر ہنسلے کو ختم کر دیا‘‘ ...... نانوتا نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

’’تم ڈاکٹر ہنسلے کا فارمولا تلاش کرو۔ ہم جا رہے ہیں کیونکہ صرف چھ منٹ بعد اس سی ورلڈ کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے ہیں اور اس نے سمندر میں غرق ہو جانا ہے‘‘ ...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

’’نہیں۔ تم نہیں جا سکتے‘‘ ...... فنچ نے غراتے ہوئے کہا۔

’’ہمارے راستے سے ہٹ جاؤ۔ اب کچھ نہیں ہو سکتا‘‘ ...... عمران نے کہا اور پھر وہ آگے بڑھا۔

’’خبردار عمران تم بھول رہے ہو میں تھریسیا نہیں ہوں جو تمہیں بخش دے وہ پاگل ہے جو تم جیسے احمق سے پیار کرتی ہے میں دنیا میں میٹھا زہر کے نام سے جانی جاتی ہوں اور ایسا زہر اپنے دشمنوں کو دیتی ہوں کہ تڑپ تڑپ کر مرتا ہے‘‘ ...... نانوتا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں لیزر پسٹل نظر آیا۔ بہت خوب اگر میرے بجائے یہاں کرنل فریدی ہوتا تو کیا تم اس سے بھی ایسی زہریلی باتیں کرتی شکل سے تو تم بھی تھریسیا کی طرح بے حد معصوم شکل کی اور بلا کی حسین ہو لیکن یاد رکھو اپنے مرشد کرنل فریدی صاحب کی طرح میں بھی حسین بلاؤں سے دور ہی رہنے والا احمق ہوں۔ عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔

’’کرنل فریدی کا نام سن کر نانوتا کے حسین ترین چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی اور ایک آہ بھی نکل گئی۔ مت نام لو اس پتھر کا مگر کیا کروں یہ دل پھر بھی اسی پتھر کی طرف ہی مائل ہے۔ نانوتا نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا لیکن پھر غصے سے عمران کی

طرف لیزر تان لیا تاکہ فائر کر سکے۔
''لیکن اس سے پہلے کہ وہ لیزر پسٹل کا رخ عمران کی طرف کرتی ایک بجلی سی کوندی۔تنویر اس کے قریب پہنچ چکا تھا۔اس کی ٹانگ حرکت میں آئی تھی جو نانوتا کے ہاتھ پر پڑی اور نانوتا کا لیزر پسٹل دور جا گرا اور اس کے ساتھ ہی تنویر کا بازو بھی گھوما اس کا مکا نانوتا کی کنپٹی پر پڑا۔نانوتا اچھلی اور دیوار سے ٹکرائی اس کے حلق سے چیخ بلند ہوئی اور پھر وہ فرش پر گری اور اس کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے۔
جبکہ دوسری طرف عمران نے فنچ سر چھلانگ لگا دی تھی۔فنچ نے اس سے بچنے کی کوشش تو کی لیکن اس کے مدِ مقابل عمران تھا اور عمران ان کی رگ رگ سے واقف تھا۔اس لئے عمران نے اسے بچنے کا موقع ہی نہ دیا۔اس کے دونوں پاؤں فنچ کے سینے پر پڑے اور وہ بھی اچھل کر دیوار سے جا ٹکرایا۔
''نکلو''......عمران نے چیخ کر کہا اور پھر اس نے دروازے سے باہر چھلانگ لگا دی کیونکہ اس لڑائی میں ایک منٹ اور ضائع ہو گیا تھا۔پھر پلک جھپکتے ہی وہ دونوں اسی جیپ تک پہنچ گئے جس جیپ پر وہ آئے تھے۔وہ جیپ میں بیٹھے۔اگنیشن میں چابی موجود تھی صرف تین سیکنڈ بعد ہی جیپ کو جھٹکا لگا اور وہ بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھی۔
فنچ اور نانوتا فار مولا تلاش کر نہ لیں''......تنویر نے خدشے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔
''مشینری کے جام ہونے کی وجہ سے اب ایسا ممکن نہیں ہے۔اب تو صرف چار منٹ باقی ہیں اب اگر یہ دونوں اپنی جانیں ہی بچا لیں تو ان کے لئے غنیمت ہے
''......عمران نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلایا۔پھر ایک منٹ میں ہی وہ سی ورلڈ کے گیٹ پر پہنچ گئے۔عمران نے ایک جھٹکے سے جیپ روکی اور پھر وہ اچھل کر نیچے اترے اور غار نما راستے پر بھاگنے لگے۔چند لمحوں میں ہی وہ آبدوز جی نائن میں پہنچ گئے۔کیپٹن کے کیبن میں کیپٹن تمام حالات سے بے خبر گہری نیند سویا ہوا تھا۔کیبن میں اس کے خراٹے گونج رہے تھے۔عمران تیزی سے کنٹرول کی طرف بڑھا

وہ آبدوز کو سٹارٹ کرنے لگا جبکہ تنویر سٹائرش کی طرف بڑھا۔ اس نے سٹائرش کے منہ پر زوردار تھپڑ رسید کر دیا۔

''کک۔ کک۔ کون۔ اوہ۔ اوہ سر۔ آپ۔ آپ''...... نیند سے بیدار ہوتے ہی اس نے بوکھلاتے ہوئے لہجے میں کہا تھا اور اس ڈیڑھ منٹ میں انہوں نے سی ورلڈ سے کافی فاصلے پر پہنچ جانا تھا۔

''احمق۔ سی ورلڈ کی طرف دیکھو۔ تمہارا سی ورلڈ تباہ ہونے والا ہے''...... تنویر نے سٹائرش کو ایک اور تھپڑ رسید کرتے ہوئے کہا تو وہ احمقوں کی طرح اسکرین پر دیکھنے لگا اسے تنویر کی بات سمجھ میں ہی نہیں آئی تھی۔ پھر یہ ڈیڑھ منٹ بھی گزر گیا اور اس کے ساتھ ہی اسکرین پر ایک دم سے سرخ شعلے دکھائی دینے لگے۔ سی ورلڈ پانی میں ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہوا دکھائی دینے لگا سی ورلڈ کی تباہی دیکھ کر سٹائرش بدحواس ہو گیا۔

''یہ۔ یہ۔ کیا ہو رہا ہے''...... اس نے پاگلوں کے سے انداز میں تنویر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''تمہارا خواب جہنم رسید ہو رہا ہے اور اب تم بھی جہنم کی طرف جاؤ''...... تنویر نے سرد لہجے میں کہا اور پھر اس نے سٹائرش کی گردن توڑ دی۔ سٹائرش کی چیخ بلند ہوئی اور وہ فرش پر گر کر تڑپنے لگا۔ اسی لمحے آبدوز میں بھی بھونچال آ گیا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے سمندر میں ہی زلزلہ آ گیا ہو۔ پھر تین چار دھماکے ہوئے اور آبدوز دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو کر سمندر میں ڈوبنے لگی۔ آبدوز کے دو ٹکڑے ہونے کی وجہ سے تنویر اور عمران سمندر کے گہرے پانی میں آ گرے تھے۔ سمندر میں گرتے ہی وہ دونوں لہروں کے ساتھ ساتھ دور تک غوطے کھاتے چلے گئے۔ وہ ایک دوسرے سے بہت دور بھی ہو گئے تھے۔ اسی دوران عمران نے ایک موٹر بوٹ دیکھ لی تھی جس پر فنچ اور نانوتا سوار تھے۔ فنچ کے ہاتھ میں زیرو لینڈ کی بنی ہوئی ایک بڑی لیزر گن تھی۔ اس نے اسی گن سے آبدوز کو تباہ کیا تھا۔ عمران اور تنویر پانی میں ڈبکیاں کھانے لگے تو فنچ اور نانوتا نے ہاتھ ہلا ہلا کر انہیں الوادع کیا اور پھر موٹر بوٹ تیزی

سے ان کی نظروں سے دور ہوتی چلی گئی۔

عمران اور تنویر نے کوشش کی اور وہ ایک دوسرے کے قریب آ گئے۔ پانی میں ڈوبکیاں انہوں نے اس لئے کھائی تھیں کہ آبدوز کے تباہ ہونے کی وجہ سے لہروں میں تیزی آ گئی تھی۔ لیکن پھر لہریں پرسکون ہو گئی تھیں۔

''عمران۔ کیا اس سمندری موت سے بچ سکیں گے''......تنویر نے عمران کے ساتھ تیرتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اللہ پر بھروسہ رکھو اور دیکھو۔ وہاں ایک آبدوز گہرائی سے اوپر آ رہی ہے۔ آبدوز والوں نے شاید ہمیں دیکھ لیا ہے۔ اس لئے وہ اللہ کے حکم سے ہمیں بچانے آ رہے ہیں''......عمران نے کہا تو تنویر نے دیکھا۔ واقعی ایک آبدوز پانی میں ابھر رہی تھی۔ وہ آبدوز کی طرف بڑھنے لگے۔

''ارے یہ تو جی نائن ہے''......عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس میں دشمن ہی نہ ہوں''......تنویر نے ایک بار پھر خدشے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''اب اس میں دوست ہوں یا دشمن۔ ہم نے اس میں سوار تو ہونا ہی ہے''......عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ پھر وہ آبدوز کے کافی قریب آ گئے۔ آبدوز رک گئی تھی۔ پھر آبدوز سے ایک سیڑھی لٹکائی گئی وہ سیڑھی کے ذریعے آبدوز پر چڑھے اور پھر وہ آبدوز میں داخل ہو گئے۔ آبدوز میں جوزف، کرنل زید اور کرنل زید کے ساتھیوں نے اس کا استقبال کیا۔

''عمران صاحب۔ ہم نے اسکرین پر سی ورلڈ کو تباہ ہوتے دیکھ لیا تھا۔ پھر ہم نے آپ کی آبدوز کو بھی تباہ ہوتے دیکھ لیا۔ اس وقت تک ہم آپ کے کافی قریب پہنچ چکے تھے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے آپ کی اور تنویر صاحب کی جان بچائی''......سلام دعا کے بعد کرنل زید نے کہا۔

''باس۔ تمہیں زندہ دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہو رہی ہے''......جوزف نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔

''تیرا کیا خیال تھا کہ آبدوز کے ساتھ ہم بھی مارے جائیں گے اور میں نے تو تجھے گریٹ لینڈ کے ساحل پر چھوڑ دیا تھا تو یہاں کیسے پہنچ گیا''......عمران نے کہا۔

''باس تمہاری محبت مجھے یہاں کھینچ لائی ہے''......جوزف نے عقیدت و محبت بھرے لہجے میں کہا۔مگر کا لیے تم تو اکیلے تھے یہ تمہارے ساتھ اڑاڈانی سیکرٹ ایجنٹ کیسے شامل ہو گئے بلکہ یوں کہناں چاہیے کہ تم اڑاڈانی سیکرٹ ممبران کے ساتھ شامل ہو کر یہاں تک پہنچے ہو۔عمران نے جوزف کی طرف دیکھ کر کہا۔

نہیں نہیں عمران صاحب یہ غلط ہے میں نے خود ہی مسٹر جوزف سے سفارش کی تھی کہ وہ ہمارے ساتھ رہے۔کرنل زید نے مسکراتے ہوئے عمران سے کہا اور اسے تمام حالات بتانے لگا کہ وہ یہاں تک کیسے پہنچے۔

اب عمران نے بھی کرنل زید کی ٹیم کے بقیہ ممبران سے ہاتھ ملایا خاص کر ڈاکٹر آبیلہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے بھائیوں کی طرح دعا بھی دی تو ڈاکٹر آبیلہ خوش ہو گئی۔

کچھ دیر بعد ایک دفعہ عمران کے دیگر ساتھیوں کو جزیرے کے دوسرے حصے سے لے لیا گیا اور جولیا خوش دلی سے مائرہ اور خاص کر ڈاکٹر آبیلہ سے گلے ملی اور جولیا کو دیکھ کر پہلی دفعہ جوزف نے مسی کہتے ہوئے دانتوں کی نمائش کی تو اس خشک مزاج کو مسکراتے دیکھ کر کرنل زید اور اس کی ٹیم کے چہروں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

ختم شد